VOLTAIRE

اوراقِ ہند

www.KitaboSunnat.com

والتیئر کا گمنام تاریخی اور ادبی شاہکار

ترتیب و تدوین:
حمیرا اشفاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

اوراقِ ہند

والتیئر کا گمنام تاریخی اور ادبی شاہکار

ترتیب وتدوین

حمیرا اشفاق

سانجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراقِ ہند

والنٹیئر کا گمنام تاریخی اور ادبی شاہکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

کتاب کا نام	:	اوراقِ ہند (دالعیز کا گمنام تاریخی اور ادبی شاہکار)
ترتیب وتدوین	:	حمیرا اشفاق
سرورق	:	سعید ابراہیم
سال اشاعت	:	جنوری 2011ء
تعداد	:	500
قیمت	:	200
پرنٹر	:	اکرم پریس، لاہور

ISBN: 978-969-593-015-1

21tt

سانجھ
SANJH
PUBLICATIONS

دوسری منزل، مفتی بلڈنگ، 17/31 ٹیمپل روڈ، لاہور
فون: 042-37355323 فیکس: 042-37323950
ای میل: sanjhpk@yahoo.com, sanjhpks@gmail.com
ویب سائٹ: www.sanjhpublications.com
برانچ: بک سٹریٹ 46/2 مزنگ روڈ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اماں کے نام
جس نے مجھے
پہلا حرف پڑھنا سکھایا
اور میرے اپنے
پروفیسر غضنفر عباس مگسی
کے نام
جنھوں نے اس حرف کو
میرے اندر اور گہرا کر کے
مجھ پر ادب کا اک جہان
منکشف کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

☆	مقدمہ حمیرا اشفاق	9
باب اوّل	ہندوستانی تجارت کی تاریخی تصویر	21
باب دوئم	ہندوستان میں گڑبڑ کی ابتدا فرانسیسی اور انگریزی کمپنیوں کے درمیان مخاصمت	27
باب سوئم	ان اقدامات کا خلاصہ جو لبوردنے (Labourdonnye) اور ڈوپلے (Dupleix) نے اٹھائے	29
باب چہارم	کاؤنٹ لالی کا ہندوستان بھیجا جانا اس مہم سے پہلے اس کی خدمات کیا تھیں؟	38
باب پنجم	ہندوستان کی حالت جب لالی کو وہاں بھیجا گیا	41
باب ششم	ہندو اور ان کے غیر معمولی رسوم و رواج	46
باب ہشتم	ہندوستان کے جنگجو اور حال میں ہونے والے انقلابات	47
باب نہم	انقلابات	50
باب دہم	جزیرہ نما کے ان ساحلی علاقوں کا بیان جہاں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے تجارت کی اور جنگیں لڑیں	52
گیارہواں باب	ساحل کی پیمائش (Survey)	55
بارہواں باب	لالی کی ہندوستان آمد سے پہلے کیا ہوا' انگڑیا کا احوال بنگال میں انگریزوں کی تباہی	60

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہواں باب	کاؤنٹ لالی کی آمد اس کی کامیابیاں اور ناکامیاں لاوؤر Lavour نامی ایک Jesuit کے اقدامات	65
چودہواں باب	کاؤنٹ لالی کا محاصرہ مدارس، اس کی بدنصیبیوں کا آغاز	75
پندرہواں باب	سُورت میں ایک غیر معمولی واقعہ انگریز ایک فتح حاصل کرتے ہیں	90
سولہواں باب	پانڈیچری پر قبضہ اور اس کی تباہی	92
سترہواں باب	لالی اور دیگر قیدیوں کی انگلستان منتقلی اور پیرول پر رہائی	99
اٹھارہواں باب	لالی کے خلاف مقدمے کا اختتام، لالی کی موت	104
انیسواں باب	ہندوستان میں فرانسیسی کمپنی کی تباہی	113

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

فرنکائے ماری اروئے ڈی والتیئر (۱۶۹۴۔۱۷۷۸ء) کے حوالے سے موجودہ کتاب دراصل میری پہلی کتاب ''اُردو اور فرانسیسی ادب کے باہمی روابط'' کا ایک تسلسل ہے۔ مضمون نگار، ڈرامہ نویس، شاعر، ناول نگار اور سب سے بڑھ کر ایک فلسفی کے طور پر اسے انقلابِ فرانس کے قدموں کی آہٹ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اپنی کتاب پر کام کرتے ہوئے جو دراصل میرا ایم فل کا تحقیقی مقالہ تھا، میرے سامنے کئی بار والتیئر کا حوالہ آیا لیکن ہمارے یہاں اس کے معروف ناول ''امید پرست'' (کاندید) کے علاوہ چونکہ اس کا کوئی بڑا حوالہ موجود نہیں تھا اور دوسرے وہ براہِ راست میرے موضوع کا حصہ نہیں بنتا تھا اس لیے میں نے اس مشکل لیکن اہم کام کو وقتی طور پر مستقبل کے منصوبوں میں شامل کرلیا۔ یوں بھی اُردو میں والتیئر پر قاضی جاوید کی ایک مختصر سی سوانح عمری کے علاوہ کوئی کتاب بھی دستیاب نہ تھی۔ یوسف حسین خان کی ضخیم کتاب ''فرانسیسی ادب'' اور فاخر حسین کی مختصر کتاب ''فرانسوی ادب کے آثار'' اُردو میں دستیاب واحد مواد تھا۔ اپنے دور کا یہ اہم ادیب دو بار قید و بند اور ایک بار جلاوطنی کی اذیت سے گزرا۔ 'کاندید' میں وہ اپنے عہد کی دو متحارب قوتوں کو بیانیہ انداز میں بیان کرتا ہے۔ اٹھارہویں صدی جدیدیت اور قدامت پسندی کے ٹکراؤ کی صدی ہے۔

> ''قدامت پسندوں کو اصرار تھا کہ ادب میں اصل چیز ہیئت ہے جس کے اصول و قواعد ہمیشہ کے لیے مقرر کردیئے گئے ہیں۔ وہ عالمگیر ہیں اور ان میں تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے برخلاف جدت پسند کہتے تھے کہ ہر زمانے کے احوال جداگانہ ہوا کرتے ہیں۔ ہر عہد میں نئے تصورات اور نئی تکنیک جنم لیتی ہے جس کا اس زمانے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادب پر اثر انداز ہونا بھی لازمی ہے۔ اس لیے ادب میں کوئی اصول اور قاعدے ہمیشہ کے لیے نہیں وضع کیے جا سکتے۔ ہر زمانے کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ضروریات اور احوال کے مدِ نظر ان پر نظر ثانی کرتا رہے۔''(۱)

اس تناظر میں والتیئر کی زندگی اور اس کی تحریریں نئی اور پرانی دنیا کے درمیان ایک اہم کڑی ہیں۔ نطشے نے کہا تھا کہ ''ہنستے ہوئے شیر ضرور آئیں گے'' تو والتیئر آیا اور ہنسی ہنسی میں اس نے بہت سی چیزیں غارت کر کے رکھ دیں۔(۲) یہ غارت گری پرانی دنیا کی غارت گری تھی جس نے انقلابِ فرانس کے عمل کو تیز کیا۔ ۹۹ کتابوں کا مصنف' اپنی کس تصنیف کے باعث انقلاب کا نقیب بن گیا' اس امر کی نشاندہی مشکل ہے تاہم کسی بھی انقلاب کے لیے پرانی دنیا کی شکست و ریخت لازمی ہوتی ہے۔

''انقلابِ عظیم کے نمودار ہونے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ پرانے رسوم و رواج اور آداب کمزور کر دیے جائیں۔ احساس اور فکر کو جِلا دی جائے اور ان کا احیا کیا جائے مختصر یہ کہ ذہنِ انسانی کو نئے تجربوں اور تغیرات کے لیے تیار کیا جائے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ والتیئر اور روسو انقلابِ فرانس کے اسباب تھے۔ غالباً وہ اس انقلاب ہی کی طرح ان عوامل کا نتیجہ تھے جو فرانس کی سیاسی اور معاشرتی زندگی کی سطح کے نیچے موجزن تھے۔ انقلاب کے آتش فشاں سے جو گرمی اور شعلے نکلے تھے' یہ لوگ اس کی روشنی اور تابنا کی تھے۔''(۳)

سو کے لگ بھگ کتابوں کے اس مصنف نے ڈرامے لکھے' ناول لکھے' شاعری کی' مضامین کے انبار لگا دیئے، ان میں سے کئی ایک تحریریں اس کی شہرت کا سبب بنیں۔ اس نے گری پڑی فرانسیسی مخلوق کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونے اور نظامِ کہنہ کو اُلٹ دینے کے راستے پر ڈال دیا۔ ان کتابوں میں ہندوستان پر فرانس کے جبر و استبداد کے درجنوں حوالے ملتے ہیں۔

''اس نے اپنے ڈراموں کے کئی پلاٹ مشرقی اساطیر سے اخذ کیے' اپنے معروف مقالے' جو مختلف قوموں کے رسوم و رواج سے عبارت ہے' کے کئی ابواب میں اس نے ہندوستان کا ذکر کیا۔ اپنی ایک اور تصنیف' لوئی چہاردہم کے عہد کی تاریخ' جو دراصل سترھویں صدی کی تاریخِ عالم ہے' میں' وہ یورپ اور ایشیا کو بغل گیر کر دیتا ہے۔''(۴)

ڈاکٹر یوسف حسین خان نے والتیئر کے اہم کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے' اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک انتہائی اہم لیکن کسی حد تک گمنام تصنیف Fragment Sur , Inde کو سرے سے نظر انداز کیا ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ Fragments of India (اوراقِ ہند) کے نام سے ۱۹۳۷ء میں لاہور سے چھپا تھا۔ اس کی مترجم تھیں فریڈا ہیدی۔ یہ ترجمہ حال ہی میں مجھے ساؤتھ ایشین ریسرچ انسٹیٹیوٹ، اسلام آباد سے ملا۔ حقیقتاً' میرے لیے یہ ایک انمول تحفہ ثابت ہوا۔ مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ اُردو میں فرانسیسی ادب خصوصاً والتیئر کے کام سے دلچسپی رکھنے والوں' جن میں سید سجاد ظہیر بھی شامل تھے' نے کبھی اس کتاب یا اس کے انگریزی ترجمے کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا۔ اب میں اپنے عزیز دوست کا تحفہ نئی صورت گری میں اپنے قارئین کی نذر کر رہی ہوں۔

اپنی کتاب کا آغاز کرتے ہوئے والتیئر لکھتا ہے:

''جونہی مغرب اور شمال کے وحشیوں کو' ہندوستان کے بارے میں تھوڑا بہت معلوم ہوا' وہ اس پر مرمٹے۔ ایسا ہونا بھی تھا کیونکہ ان (یورپی) وحشیوں نے متمدن اور جفاکش بنتے ہی اپنے لیے نئی ضروریات پیدا کر لی تھیں۔(۵)

والتیئر کے ناولوں' ڈراموں اور تاریخ کی کتابوں میں ہندوستان کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ پیرس یا فرانس کے کسی دور افتادہ مقام پر بیٹھے ہوئے والتیئر کے پاس ہندوستان کے بارے میں اتنا علم کہاں سے آیا تھا۔

''ہندوستان کے بارے میں اس کے ماخذ کیا تھے؟ سب سے پہلے ہم ''ایزور ویدام'' کا ذکر سنتے ہیں' یہ یجروید کا مبینہ فرانسیسی ترجمہ ہے اور جو ڈاکٹر ونٹرنیٹس کے بقول ایک جھوٹ ہے' ایک مقدس دھوکہ! مشنری روبرٹو ڈی 'نوبیلی' کو اس کا مترجم سمجھا جاتا ہے۔ والتیئر کو یہ ترجمہ پانڈیچری سے سرکاری طور پر واپس جاتے ہوئے ملا۔ زندگی بھر وہ یہی سمجھتا رہا کہ یہ کتاب ویدوں پر ایک تبصرہ ہے جسے ایک قابلِ احترام صدسالہ برہمن نے فرانسیسی میں ترجمہ کیا ہے۔(۶)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے بارے میں اس کا مبلغِ علم محض ایک مذہبی کتاب کے ناقص ترجمے یا ایک آدھ اور ماخذ تک محدود تھا۔ پھر وہ کیسے ''اوراقِ ہند'' کے پائے کی کتاب لکھ سکا۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے والتیئر ایک وسیع المطالعہ مورخ دکھائی دیتا ہے۔ اس کے تاریخی مشاہدات بے بنیاد نہیں لگتے۔ ہندوستان کے بارے میں اس کی بصیرت حیران کن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ باب دہم میں وہ لکھتا ہے:

''(ہندوستان کا) نقشہ نہ ہونے کی صورت میں تصور کیا جاسکتا ہے کہ جزیرہ نما ہند کا تمام ساحلی علاقہ یورپی تاجروں کی آبادیوں سے بھرا پڑا ہے جو یا تو وہاں کے باشندوں کی رعایت سے قائم ہوئیں یا زورِ بازو سے۔''(۷)

یا پھر کالی کٹ کا ذکر کرتے ہوئے وہ اپنے مختصر ترین اور انتہائی بلیغ الفاظ میں کہتا ہے۔

''انسانی حرص تاجروں کو اس لیے ہندوستان نہیں بھیجتی کہ وہ شیریں ہوا سونگھیں اور پھول جمع کرتے پھریں۔''(۸)

والنٹیئر کا دوسرا ماخذ بنگال کا اس دور کا گورنر ہولویل تھا۔ یہ وہی ہولویل ہے' جس کا نام کلکتہ کے 'بلیک ہول' سانحہ سے جڑا ہوا ہے۔ یہ ماخذ نسبتاً ہم عصر اور کہیں زیادہ لغو ہے۔ جون زیفانیا ہولویل کی شہرت بنگال کی عارضی گورنری' زمینداری عدالت کی اصلاح اور 1756ء میں کونسل کے ایک رکن کے طور پر سراج الدولہ کے خلاف اس کے کلکتہ کے دفاع سے وابستہ ہے۔ بہت مبہم طریقے سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ پہلا یورپی تھا جس نے ہندو عہدِ عتیق کا مطالعہ کیا اور جس نے ہندوستانی سیاست اور اساطیر پر اپنا کام شائع کیا۔۔۔۔۔ یہی ہولویل ہندوستان کے بارے میں والنٹیئر کے بنیادی ماخذ میں سے ایک تھا'(۹) ہولویل کا ذکر کرتے ہوئے والنٹیئر خود لکھتا ہے:

''سچائی جاننے کی مخلصانہ خواہش کے زیرِ اثر ہم نے یہ سوچا کہ مسٹر ہولویل سے استفادہ کیا جائے۔ اس نے بنگال میں زندگی کا بہت سا وقت گزارا ہے اور نہ صرف وہاں کی زبان جانتا ہے بلکہ قدیم برہمنوں کی زبان سے بھی واقف ہے۔(۱۰)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر وہ اپنے اس اہم ماخذ ہولویل کا قدرے تفصیلی ذکر کرتا ہے۔ اس کے بارے میں والنٹیئر کا کہنا ہے کہ وہ واحد یورپین تھا جس نے برہمنوں کے اعتقادات کو برہمنوں کے اعتقادات سمجھا۔

''یہی وہ ہولویل ہے جس نے نہ صرف آج کل کے برہمنوں کی زبان سیکھی۔ یہی وہ شخص ہے جس نے بعد میں نہایت اہم یادداشتیں تحریر کیں۔ اور جس نے مقدس زبان (سنسکرت) میں لکھی جانے والی قدیم کتابوں سے شاندار تحریریں ترجمہ کیں۔ ان میں سے بعض فونقی (Phoenician) مذہبی کتب' مصر کی Mercury اور چین کے پہلے قانون سازوں کی کتابوں سے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ قدیم ہیں۔ بنارس کے عالم برہمن ان کتابوں کی قدامت پانچ ہزار سال بتاتے ہیں۔

''ہم شکر گزار ہیں اس شخص کے جس نے طویل سفر محض علم کے حصول کی خاطر کیے۔ اس نے ہم پر وہ حقائق منکشف کیے جو کئی صدیوں سے پوشیدہ تھے' اس کی خدمات فیثا غورث اور تھین (اٹلی) کے اپالونیئس Appolonius سے زیادہ اہم ہیں۔ ہم ان تمام حضرات سے، جو علم کے حصول کی خواہش رکھتے ہیں، جیسا کہ ہول ویل رکھتا تھا' یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان قدیم داستانوں اور تمثیلات کا مطالعہ کریں جو فارس' بابل' مصر اور یونان میں سچی حکایتوں کے طور پر مقبول ہوئیں اور چھوٹی اور غریب اقوام سے لے کر بڑی اور خوشحال اقوام تک سبھی میں پسند کی گئیں۔ ایک دانا آدمی کے لیے یہ موضوعات زیادہ مناسب ہیں بہ نسبت مکمل اور رنگے ہوئے کپڑوں کی خاطر لڑنے والے لوگوں کے قصوں کے' جنہیں ہم نہ چاہتے ہوئے بھی آگے بیان کرنے پر مجبور ہیں۔ اب ہم ہندوستان کے انقلاب کی جانب آتے ہیں۔ بنگال کے اس صوبیدار کا نام سراج الدولہ تھا اور نسلاً وہ ایک تاتاری تھا' کہا جاتا ہے کہ اورنگزیب کی طرح وہ بھی تمام ہندوستان پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ جاہ طلب تھا' کیونکہ ایسا کرنے کا اسے موقع ملا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سنگ دل اور کمزور دماغ والے بادشاہ سے بھی ناخوش تھا کیونکہ وہ سُست اور بزدل بھی تھا اور وہ ان غیر ملکی تاجروں کو بھی ناپسند کرتا تھا جو ہندوستان کے مسائل سے فائدہ اٹھانے اور ان میں اضافہ کرنے آئے تھے۔ ایسا نہیں کہ ہم مسٹر ہول ویل کی ہر بات پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ ہمیں کسی کے بھی اوپر ایسا اعتماد نہیں کرنا چاہیے لیکن اس نے ہمیں یہ تو بتایا کہ گنگا کے باسیوں نے پانچ ہزار سال قبل ایک اسطور لکھی تھی۔'' (۱۱)

والتیئر کی یہ چھوٹی سی کتاب جو تاریخ اور ادب کا ایک خوبصورت امتزاج ہے' بنیادی طور پر ہندوستان میں برطانوی اور فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنیوں کی چپقلش اور اس کے نتیجے میں فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زوال سے بحث کرتی ہے لیکن اس سے زیادہ وہ یورپ کے ہاتھوں ہندوستان کی لوٹ کھسوٹ' تباہ حالی' ہندوستانی حکمرانوں کی عیاشی اور ہندوستان پر نادر شاہ اور احمد شاہ درانی کی لائی ہوئی بربادی کو بھی کھول کر بیان کرتی ہے۔ یہ اٹھارہویں صدی کے ہندوستان کی بدبختیوں کی ایسی داستان ہے جو بے لاگ انداز میں اس سے پہلے کبھی نہیں بیان کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی چیرہ دستیوں کے خلاف ایک یورپی ہی اس انداز میں قلم اٹھا سکتا تھا۔ والتیئر اسی یورپ کا ضمیر بن کر اُبھرا۔ پہلے ہی باب میں وہ لکھتا ہے کہ:

''ہندوستان میں بسنے والی بیس اقوام' جن کے وجود کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں اس سے پہلے کسی کو کوئی علم نہ تھا' کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی۔ پرتگیزی قوم قتلِ عام کرنے کے بعد یورپ کو محض کالی مرچ اور کپڑا ہی دے سکی۔''(۱۲)

اس باب میں وہ آگے چل کر کھل کر اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ:

''یہ تقریباً سبھی وسیع علاقے اور عملداریاں' ان کو چلانے پر اٹھنے والے بے تحاشہ مصارف' انہیں اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے لڑی جانے والی تمام جنگیں' یہ سب نتیجہ تھیں اس آرام و آسائش کی محبت کا' جو شہروں میں بسنے والے لوگوں میں موجود ہوتی ہے' اس لالچ کا جو تاجروں کے دلوں میں ہوتا ہے جو کہ بادشاہوں کی ہوسِ ملک گیری سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ سب اس لیے ہوتا ہے تاکہ پیرس' لندن اور دیگر بڑے شہروں کے باسیوں کی میزوں پر اتنے مسالے مہیا کیے جاسکیں جتنے کبھی شہزادے کی میز پر بھی میسر نہ تھے' یہ سب ہوتا ہے تاکہ عام لوگوں کی بیویوں پر اتنے ہیرے لادے جاسکیں جتنے ملکہ اپنی تاجپوشی کے وقت پہنتی تھی۔

یہ سب ہوتا ہے تاکہ نتھنوں کو اس کراہت آمیز پاؤڈر (نسوار) سے آلودہ کیا جاسکے اور بلانوشی ممکن ہوسکے کیونکہ انہیں ایسے بیکار مشروبات (شراب) استعمال کرنے سے رغبت ہوگئی ہے جن سے ہمارے آباؤاجداد ناآشنا تھے اور جس کے لیے زبردست تجارت کی گئی۔ اس سے یورپ کی تین چوتھائی آبادی کو نقصان پہنچا اور اسی تجارت کو قائم رکھنے کے لیے (اس وقت کے) طاقتور ملک آپس میں جنگ کرتے رہے' وہ جنگ جس میں ہمارے علاقے میں چلایا جانے والا توپ کا پہلا گولہ امریکہ اور ایشیا کے توپ خانوں کو متحرک کردیتا ہے۔ ہم ہمیشہ ٹیکسوں کا گلہ کرتے ہیں' اکثر بہت بجا طور پر' لیکن ہم نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ سب سے بڑا اور ظالمانہ ٹیکس وہ ہے جو ہم نفسانی ذوق کی نت نئی شکلوں میں خود پر لاگو کرتے ہیں' اور پھر یہ نفیس شوق ہماری ضرورت بن جاتے ہیں اور ایک تباہ کن عیاشی ثابت ہوتے ہیں اگرچہ ہم انہیں عیاشی کا نام نہیں دیتے۔''(۱۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والتیئر اس پر بس نہیں کرتا بلکہ اپنی تلخی کو مزید بڑھاتے ہوئے لکھتا ہے:

''برہمنوں کے وارث' کئی فنون کے موجد' امن سے محبت کرنے والے اور (جھگڑوں کا فیصلہ کرانے والے) ہمارے ایجنٹ اور تنخواہ دار جوڑ توڑ کرنے والے بن گئے ہیں۔ ہم نے ان کے ملک کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے اور اس کی مٹی میں اپنے خون کی کھاد ملا دی ہے۔ ہم نے انہیں بتا دیا ہے کہ دلیری اور خباثت میں ہم ان سے بہت آگے ہیں اور یہ کہ دانائی میں ہم ان سے کتنا پیچھے ہیں۔ ہماری یورپی اقوام نے اسی وطن میں خود کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ یہ وطن جہاں ہم صرف امیر بننے کے لیے آئے تھے اور جہاں ابتدائی یونانی محض علم کے حصول کی خاطر آیا کرتے تھے۔''(۱۴)

''ہندوستان میں قدیم عرب'' کے ذیلی عنوان کے تحت وہ پٹھانوں کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک اور قوم بھی آباد ہے جو ورودِ اسلام کے دو سو سال بعد مالابار کے ساحل پر پہنچی اور گوا سے کیپ کومورین تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ انہیں پٹھان قرار دیتے ہوئے وہ لکھتا ہے:

''یہ عرب جن کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں پٹھان کے نام سے جانے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بنگال کے قریب پٹنہ کا شہر آباد کیا۔ ہمارے یورپی تاجر جو کہ بہت لاعلم لوگ تھے سب مسلمانوں کو مور کہتے تھے۔ یہ غلط فہمی اس لیے پیدا ہوئی کہ جن مسلمانوں کو ہم نے پہلے پہل جانا وہ مراکش سے آئے تھے اور سپین کو فتح کرنا چاہتے تھے جو کہ فرانس کے جنوبی صوبوں کے کچھ حصوں اور اٹلی کے بعض ضلعوں پر مشتمل تھا۔ چین سے لے کر روم تک' فاتحین سے مفتوحین تک' لٹیروں سے لے کر لوٹے جانے والوں تک' سبھی ایک دوسرے میں گھل مل گئے ہیں۔

ہم اصل ہندوستانیوں کو ''جینٹوس'' کے نام سے جانتے ہیں جو کہ پرانے لفظ جینٹل Gentiles سے مشتق ہے۔ یہ لفظ ابتدائی طور پر مسیحی ان لوگوں کے لیے استعمال کرتے تھے جو ان کے پوشیدہ مذہب سے باہر تھے۔ پس سبھی نام اور سبھی چیزیں ہمیشہ بدلی ہیں۔ فاتحین کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوم ورواج بھی اسی طرح بدلے ہیں۔ ہندوستانی موسم نے بھی ان سب کو کمزور کر دیا۔ (۱۵)

والتیئر ہندوستان کی تاریخ اور اس پر ہونے والے حملوں کو اپنی رحمانہ تنقید کا نشانہ بناتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ یہ حملہ ہندوستان کی سیاسی تباہی کا باعث بنا۔ نادر کے چالیس ہزار کے لشکر نے چھ لاکھ ہندوستانی فوج کو شکست دی جس میں ہاتھیوں کو یوں سجایا گیا تھا جیسے وہ میلے میں لے جائے جا رہے ہوں۔ عورتوں کی ایک بڑی تعداد فوج کے ہمراہ تھی۔ اس نے دہلی کو خون میں نہلا دیا۔

''بعض داستانوں اور مورخین کے مطابق دہلی میں ایک فقیر نے نادر شاہ کے گھوڑے کو روک کر نادر شاہ سے کہا

''اگر تم خدا ہو تو ہمیں اپنا شکار سمجھو اور اگر انسان ہو تو ہمیں بطور انسان معاف کرو۔''

جواب میں نادر شاہ نے کہا

''میں خدا نہیں' مگر وہ ہوں جسے اس نے زمین پر موجود قوموں کی تنبیہ کے لیے بھیجا ہے۔''

وہ خزانہ جو نادر شاہ دہلی سے لوٹ کر لے گیا، وہ اس کے لیے بے کار ثابت ہوا کیونکہ جلد ہی اس کے بھتیجے نے اسے قتل کر دیا' اس خزانے کی مالیت موجودہ وقت (جب یہ کتاب لکھی گئی۔۱۷۷۳ء) کے پندرہ سو ملین فرانسیسی رقم کے برابر تھی۔ اس بے تحاشہ دولت کا کیا بنا؟ کچھ حصہ تو بعد میں ہونے والی لوٹ مار میں دوسرے ہاتھوں کو منتقل ہو گیا' باقی خوفزدہ اور لالچی لوگوں نے کہیں زمین کے سوراخ میں چھپا دیا ہوگا۔

ہندوستان اور فارس دنیا کے بدنصیب ترین ملک رہے ہیں۔ انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ خود کو ملنے والی نعمتوں کو خوفناک تباہی میں بدل ڈالے۔ نادر شاہ کی فتح نے ہندوستان کو' جبکہ اس کی موت نے فارس کو خون میں نہلا دیا اور طوائف الملوکی کے حوالے کر دیا۔ دونوں واقعات انقلاب کا پیش خیمہ بنے۔'' (۱۶)

والتیئر ہندوستان اور اس کے باشندوں کے بارے میں پھیلائے گئے یورپی جھوٹ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی محاسبہ کرتا ہے۔ وہ سخت لہجے میں اس کی قلعی کھولتا اور غیر مہذب یورپ کا مذاق اُڑاتا ہے:

''ایک پرتگیزی پادری نے لکھا تھا کہ جب یہاں کا بادشاہ شادی کرتا ہے تو پہلے وہ اپنے جوان ترین مذہبی پیشوا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ شب بسر کرے اور یہ کہ یہاں کی تمام عورتیں بشمول ملکہ سات شوہر رکھنے کی مجاز ہوتی ہیں کہ وراثت بیٹوں کو نہیں بلکہ بھتیجوں کو ملتی ہے اور آخر یہ کہ تمام باشندے شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ خرافات بیس مختلف تاریخوں میں رقم ہیں' بیس جغرافیہ کی کتابوں میں حتیٰ کہ La Martiniere میں بھی۔ ایسے تاریخ دانوں پر جو ایسی خرافات لکھتے ہیں اور شرم نہیں محسوس کرتے کہ وہ لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں' انسان کو سخت غصہ آتا ہے۔''

ہم یہاں یہ بات دہرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ابتدائی برہمن جنہوں نے بت تراشی' مصوری' پتھروں پہ منظر کشی' حساب اور جیومیٹری ایجاد کی۔ پاکیزگی کے symbol یعنی علامت کے طور پر عورت کو پیش کرتے جسے انہوں نے دس ہاتھ لگائے تاکہ وہ ان دس بلاؤں سے لڑ سکے جو دس گناہ ہیں جن سے انسان کا پالا پڑتا ہے۔ یہ وہ تمثیلی مجسمے تھے جن سے جاہل' فریب خوردہ اور فریب دینے والے ملاح دھوکہ کھا گئے اور انہیں شیطان اور بیلزیبب (شیطان کا ساتھی) سمجھ بیٹھے۔ یہ وہ قدیم فارسی نام ہیں جو کہ ہندوستان میں کبھی نہ سنے گئے تھے۔ انسانیت کے ان پہلے استادوں کی اولاد' موجودہ برہمن اگر ہمارے ملک کو دیکھنے کی خواہش کریں' ہم جو کہ عرصہ دراز تک غیر مہذب رہے اور دیکھیں کہ کس طرح ہماری حرص ہمیں کھینچ کر ان کے دیس لے گئی' تو وہ ہمارے بارے میں کیا کہیں اور سوچیں گے۔''(۱۷)

ہماری قومی تاریخ کا ایک معروف المیہ' خود اپنے وطن سے غداری ہے۔ یہ بات عام ہے کہ کس طرح میر جعفر نے' سراج الدولہ سے غداری کر کے انگریزوں کو بنگال پر قبضہ جمانے کا موقع فراہم کیا تھا۔ لیکن اس بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ اس نے اپنے وطن کے خلاف جو خفیہ معاہدہ کیا' وہ قرین شریف پر حلف اٹھا کر کیا گیا تھا۔ والتیئر اسے کٹیلے اور طنزیہ لہجے میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح بیان کرتا ہے:

''ایک بادشاہت جو قرآن پر حلف اٹھا کر بیچ دی گئی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کر میں قسم کھاتا ہوں کہ اس معاہدے پر تادم حیات قائم رہوں گا اور اس پر عمل کروں گا' میں جعفر' وغیرہ وغیرہ۔

''انگریزوں کے دشمن میرے دشمن ہوں گے۔

اس نقصان کے ہرجانے کے طور پر جو انہیں (انگریزوں کو) سراج الدولہ سے ہوا ہے' میں انہیں ایک سو لاکھ (روپے' سکہ) دوں گا۔''

ہماری کرنسی کے مطابق چوبیس ملین پاؤنڈ۔

''دوسرے باشندوں (کلکتہ کے شہریوں) کے لیے پچاس لاکھ روپے۔'' ہمارے بارہ ملین پاؤنڈ۔

''انگریزی فوج کے ملازم ہندوؤں اور غیر ہندی مسلمانوں کے لیے بیس لاکھ روپے۔'' چار ملین آٹھ لاکھ پاؤنڈ۔

''یہ تمام مل کر چوبیس ملین' چار لاکھ' اسی ہزار پاؤنڈ بنے۔

''میں یہ تمام رقم نقد اور بلا تاخیر ادا کروں گا' جونہی مجھے ان علاقوں کا صوبیدار بنایا گیا۔''

''ایڈمرل' کرنل اور چار دوسرے افسر (جن کے نام وہ دے گا) اس رقم کو جس طرح چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ (یہ شرط اس لیے معاہدے میں شامل کی گئی تاکہ بعد میں ان افراد پر کوئی الزام نہ آ سکے)''(۱۸)

مختصراً یہ کہ والتیئر شرمندہ ہے۔ وہ اپنی لاعلمی اور یورپیوں کی مغرب کے خلاف بدمعاشی اور مظالم پر شرمندہ ہے۔ وہ خود اپنی تہذیب پر بھی قدرے شرمندہ ہے' جس کے زوال کی پہلے سے پیش گوئی کرنے کے معاملے میں وہ سب سے زیادہ موزوں تھا۔۔۔۔ فلسفی' تشکیک پسند اور ملحد والتیئر نے ہندوستان کو ایک مایوس یورپی کے طور پر دیکھا ہے۔۔۔۔''(۱۹)

اپنی پیدائش ۱۶۹۴ء سے اپنی وفات ۱۷۷۸ء تک والتیئر نے بھرپور اور ہنگامہ خیز زندگی گزاری' محبت' پہلی قید' دوسری قید' طویل جلاوطنی' وطن واپسی اور موت۔ وہ زندگی میں ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براعظم یورپ کا ضمیر بن کر ابھرا۔ جب اس پر موت کی پرچھائیاں پڑنے لگیں تو اپنی لاش کی بے حرمتی سے کے خدشے کے پیشِ نظر اس تشکیک پسند اور ملحد فلسفی نے کیتھولک کلیسا کا پیروکار ہونے کا اعلان کیا لیکن آخری لمحوں میں جب پادری نے اس سے پوچھا

''جناب! آپ مسیح کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں؟''

تو والتیئر نے جواب دیا

''حضرت! مجھے سکون سے مرنے دیجئے۔''(۲۰)

اس کی کتابیں پورے یورپ میں ہلچل مچا رہی تھیں۔ ان میں وہ چھوٹی سی گمنام کتاب بھی تھی' جو ایک طویل عرصے تک انگریزی اور اُردو دنیا سے پوشیدہ رہی۔ جب ۱۹۳۷ء میں فریڈا بیدی نے لاہور سے اس کا انگریزی ترجمہ شائع کیا، تو بھی یہ کتاب تاریخِ ہند سے دلچسپی رکھنے والوں کی توجہ حاصل نہ کر پائی۔ اس انگریزی ترجمے کی اشاعت سے قبل تاریخِ ہند کے بارے میں کتابیات میں اس کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ اصلی فرانسیسی کتاب اٹھارہویں صدی کے اواخر میں شائع ہوئی تھی اور اغلاط سے پُر تھی۔ ۱۹۳۴ء میں فریڈا کے شوہر بی پی ایل بیدی اپنے تھیسس کے سلسلے میں اسے سٹیٹ لائبریری برلن سے جاری کروا کر لائے۔ اس نسخے کے علاوہ فرانسیسی ایڈیشن بھی آسانی سے دستیاب نہیں تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کتاب کے بارے میں کوئی جانتا تک نہیں تھا۔ فریڈا نے اس نایاب کتاب کے ترجمے کا فیصلہ کیا اور ۱۹۳۷ء میں اسے لاہور سے شائع کر دیا۔

فریڈا اور بی پی ایل بیدی ماڈل ٹاؤن لاہور میں مقیم ایک سوشلسٹ جوڑا تھے۔ انہوں نے پختہ مکان کی بجائے وہاں کچی مٹی کے ہٹ بنا رکھے تھے۔ یہ دلچسپ جوڑا تصنیف و تالیف کے کام اور سماجی و سیاسی ہنگاموں میں مشغول رہتا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد یہ جوڑا ہندوستان منتقل ہو گیا۔ فریڈا بعد میں بدھسٹ بن گئی اور ساری زندگی سماجی کاموں میں گزار دی۔ ان کا ایک بیٹا کبیر بیدی ہندوستان میں ایک بڑے فلم اداکار کے طور پر ابھرا۔

اس کا اُردو ترجمہ مجھے جس حالت میں ملا' اس کی ترتیب و تدوین پر مجھے خاصی محنت صرف کرنا پڑی بہرحال' اب یہ امانت آپ کے ہاتھوں میں ہے مجھے خوشی ہے کہ میں اس اہم امانت کو اُردو قارئین تک پہنچانے میں کامیاب رہی۔

حمیرا اشفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

۱۔ یوسف حسین خان، ڈاکٹر، ۱۹۶۲ء، فرانسیسی ادب، انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ، ص ۲۰۱

۲۔ ول ڈیوراں، 1995ء، داستانِ فلسفہ (مترجم) سید عابد علی عابد، فکشن ہاؤس لاہور ص ۲۶۴۔۲۶۳؛

۳۔ ـــــ ایضاً ـــــ ص ۲۶۴

۴۔ ایلیکس ایرونسن، ڈاکٹر، ۱۹۴۶ء، یورپ لکس ایٹ انڈیا، ہند کتاب پبلشرز، بمبئی، ص ۱۶

۵۔ والتیئر 1937 فریگمنٹس آن انڈیا (انگریزی مترجم) فرید ابیدی، لائن پریس لاہور ص،

۶۔ ایلیکس ایرونسن، ڈاکٹر، ص ۱۷

۷۔ والتیئر، ص ۳۲

۸۔ ـــــ ایضاً ـــــ ص ۳۴

۹۔ ایلیکس ایرونسن، ڈاکٹر، ص ۱۷

۱۰۔ والتیئر، ص ۲۰۔۱۹

۱۱۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۴۴۔۴۳

۱۲۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۱

۱۳۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۳۔۲

۱۴۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۳

۱۵۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۲۱

۱۶۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۴۷

۱۷۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۳۴

۱۸۔ ـــــ ایضاً ـــــ، ص ۴۷

۱۹۔ ایلیکس ایرونسن، ڈاکٹر، ص ۲۹۔۲۸

۲۰۔ قاضی جاوید، ۲۰۰۱ء، والتیئر (یورپی روشن خیالی کا نمائندہ) مشعل، لاہور، ص ۱۰۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

ہندوستانی تجارت کی تاریخی تصویر

''ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک پہنچنے کے لیے تم عجلت اور بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہو' اس غربت سے فرار کی خاطر جو تمہیں ہر جگہ گھیرے رہتی ہے' چٹانوں پر اور سمندروں میں' اور جلا ڈالنے والی گرمی کے درمیان۔''

(ہوریس)

جونہی مغرب اور شمال کے وحشیوں کو ہندوستان کے بارے میں تھوڑا بہت معلوم ہوا' وہ اس پر مر مٹے۔ ایسا ہونا بھی تھا کیونکہ ان وحشیوں نے متمدن اور جفاکش بنتے ہی اپنے لیے نئی ضروریات پیدا کر لی تھیں۔

سبھی جانتے ہیں کہ خطِ استواء اور افریقہ کے مشرق کے اطراف میں پھیلے سمندروں کو ابھی عبور کیا ہی گیا تھا کہ ہندوستان میں بسنے والی بیں اقوام' جن کے وجود کے بارے میں اس سے پہلے کسی کو کوئی علم نہ تھا' کے خلاف جنگ چھیڑ دی گئی۔

پرتگیزی قوم قتلِ عام کرنے کے بعد یورپ کو محض کالی مرچ اور کپڑا ہی دے سکی۔

یورپی اقوام نے امریکہ محض اس لیے دریافت کیا کہ وہ اسے اُجاڑ سکیں اور اسے خون میں نہلا سکیں' بدلے میں انہیں کوکوا' نیل اور شکر ملی' گنے وہ لوگ یورپ سے اپنی نو دریافت دنیا (ہندوستان) لے گئے تاکہ وہاں کے گرم موسم میں اسے اُگا سکیں۔

باہر کی دنیا سے وہ چند اور چیزیں بھی لائے' مثلاً کونین' لیکن ساتھ ہی میں وہ باہر[1] سے

1- [illegible] امریکہ [illegible] والے ابتدائی گروہ [illegible] اپنے ہمراہ جنسی بیماری بھی لائے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسی شرمناک اور بھیانک بیماری بھی لے آئے جس کا علاج پیرو میں اُگنے والے ایک مخصوص درخت کی چھال سے بھی ممکن نہ تھا۔ جہاں تک پیرو اور میکسیکو میں پائے جانے والے سونے اور چاندی کا تعلق ہے' لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا' کیونکہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی شخص اپنی ضروریات ایک مارک[1] میں خریدتا ہے یا سو مارک میں۔ نسل انسانی کے لیے یہ زیادہ مفید ہوگا کہ اس کے پاس ایسی دھات بہت کم ہو جسے وہ لین دین کے لیے استعمال کر سکے' کیونکہ تب تجارت زیادہ آسان ہوگی۔[2] اس سچائی کا بھرپور اظہار کچھ اس طرح ہوتا ہے۔ کانوں کے مالک شروع میں تو دوسروں کی بہ نسبت زیادہ امیر ہوتے ہیں' کیونکہ مول ادا کرنے کے ذرائع (سونا' چاندی) ان کے پاس زیادہ ہوتے ہیں' لیکن جلد ہی دوسرے لوگ ان پر ضرورت کی دوسری اشیا ایک متناسب قیمت پر بیچنا شروع کر دیتے ہیں' نتیجتاً آخر میں زیادہ دولت اسی کے پاس ہوتی ہے جو زیادہ محنتی ہوتا ہے۔

ہر کوئی جانتا ہے کہ کس طرح اپنے محلوں سے نکلے بغیر اسپین کے بادشاہوں نے دنیا کی دو آخری حدوں کو زیر نگیں کیا اور عظیم الشان سلطنتیں قائم کیں۔ کس طرح سپین سونا' چاندی اور دیگر قیمتی اجناس یورپ لے کر آیا لیکن اس کے باوجود زیادہ امیر نہ بن سکا اور یہ کہ اپنی سلطنت کو وسعت بخشنے کے لیے اسے کتنی انسانی ہلاکتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

ولندیزیوں کی ہندوستان میں عملداری کی تاریخ سے بھی آگاہ ہیں' ویسے ہی جس طرح انگریزی نو آبادیات سے جو کہ آج جمیکا سے لیکر ہڈسنز بے (Hudsons'Bai) تک قائم ہیں' دوسرے الفاظ میں قطب سے لیکر منطقہ حارہ کے اطراف تک پھیلی ہوئی ہیں۔

فرانسیسی جو دو دنیاؤں کی اس تقسیم میں دیر سے داخل ہوئے' 1756ء کی جنگ اور اس کے بعد ہونے والے امن میں' شمالی امریکہ میں اپنے زیر قبضہ وسیع علاقے ہار گئے جو کہ لمبائی میں پندرہ سو لیگ[3] اور چوڑائی میں سات سے آٹھ سو لیگ تک تھا۔ یہ وسیع اور غریب ملک ریاست (فرانس) پر ایک بہت بڑا بوجھ اور اس کا کھو جانا اور بھی تباہ کن تھا۔

1۔ سونا چاندی تولنے کا ایک قدیمی پیمانہ

2۔ مال کے بدلے مال

3۔ ایک لیگ (League) برابر تین میل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تقریباً سبھی وسیع علاقے اور عملداریاں' ان کو چلانے پر اٹھنے والے بے تحاشہ مصارف' انہیں اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے لڑی جانے والی تمام جنگیں' یہ سب نتیجہ تھیں اس آرام و آسائش کی محبت کا' جو شہروں میں بسنے والے لوگوں میں موجود ہوتی ہے' اس لالچ کا جو تاجروں کے دلوں میں ہوتی ہے جو کہ بادشاہوں کی ہوس ملک گیری سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

یہ سب اس لیے ہوتا ہے تاکہ پیرس' لندن اور دیگر بڑے شہروں کے باسیوں کی میزوں پر اتنے مسالے مہیا کیے جاسکیں جتنے کبھی شہزادے کی میز پر بھی میسر نہ تھے' یہ سب ہوتا ہے تاکہ عام لوگوں کی بیویوں پر اتنے ہیرے لادے جاسکیں جتنے ملکہ اپنی تاجپوشی کے وقت پہنتی تھی۔

یہ سب ہوتا ہے تاکہ نتھنوں کو اس کراہت آمیز[1] پاؤڈر سے آلودہ کیا جاسکے اور بلانوشی ممکن ہو سکے کیونکہ انہیں ایسے بیکار مشروبات (شراب) استعمال کرنے سے رغبت ہوگئی ہے جن سے ہمارے آباؤ اجداد ناآشنا تھے اور جس کے لیے زبردست تجارت کی گئی' جس سے یورپ کی تین چوتھائی آبادی کو نقصان پہنچا اور اسی تجارت کو قائم رکھنے کے لیے (اس وقت کے) طاقتور ملک آپس میں جنگ کرتے رہے' وہ جنگ جس میں ہمارے علاقے میں چلایا جانے والا توپ کا پہلا گولہ امریکہ اور ایشیا کے توپ خانوں کو متحرک کر دیتا ہے۔ ہم ہمیشہ ٹیکسوں کا گلہ کرتے ہیں' اکثر بہت بجا طور پر' لیکن ہم نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ سب سے بڑا اور ظالمانہ ٹیکس وہ ہے جو ہم خود پر نفاستِ ذوق کی نت نئی شکلوں میں خود پر لاگو کرتے ہیں' اور پھر یہ نفیس شوق ہماری ضرورت بن جاتے ہیں اور ایک تباہ کن عیاشی ثابت ہوتے ہیں اگرچہ ہم انہیں عیاشی کا نام نہیں دیتے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ افریقہ کی وحشی قوم ہوٹنٹاٹس (Hottetots) کے ملک کے گرد گھوم کر آنے والے واسکوڈی گاما کے زمانے سے لیکر اب تک یہ بیوپاری لوگ ہی ہیں کہ جنہوں نے دنیا کا چہرہ بدل کر رکھ دیا ہے۔

جاپانی لوگ' جنہیں ہماری بعض یورپی اقوام کی شورش پسند اور حریص بے چینی کا تجربہ ہے۔ خوش قسمت بھی تھے اور طاقتور بھی کہ انہوں نے اپنی بندرگاہوں کو ان لوگوں کے لیے بند کر دیا اور ہر سال کسی ایک چھوٹی سی یورپی قوم کا صرف ایک بحری جہاز اپنی بندرگاہ پر آنے دیتے ہیں' اور

1۔ تاک کی نسوار مراد ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے ایسی حقارت اور نفرت بھرا سلوک کرتے ہیں' جس کی متحمل صرف یہی چھوٹی سی قوم ہو سکتی ہے' اگرچہ کہ مشرقی ہندوستان میں وہ بہت طاقتور ہیں۔

ہندوستان کے وسیع جزیرہ نما علاقے کے باشندے اس طاقت سے محروم تھے' نہ ہی وہ جاپانی لوگوں کی طرح اس لحاظ سے خوش قسمت تھے کہ غیر ملکیوں کی یلغار سے خود کو بچا سکیں۔ ان کے ساحلی صوبے گزشتہ دو صدیوں سے ہماری (آپس کی) جنگوں کا میدان بنے ہوئے ہیں۔

برہمنوں کے وارث' کئی فنون کے موجد' امن سے محبت کرنے والے اور (جھگڑوں کا) فیصلہ کرانے والے' ہمارے ایجنٹ اور تنخواہ دار جوڑ توڑ کرنے والے بن گئے ہیں۔ ہم نے ان کے ملک کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے اور اس کی مٹی میں اپنے خون کی کھاد ملا دی ہے۔ ہم نے انہیں بتا دیا ہے کہ دلیری اور خباثت میں ہم ان سے بہت آگے ہیں اور یہ کہ دانائی میں ہم ان سے کتنا پیچھے ہیں۔ ہماری یورپی اقوام نے اسی وطن میں خود کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ یہ وطن جہاں ہم صرف امیر بننے کے لیے آئے تھے اور جہاں ابتدائی یونانی محض علم کے حصول کی خاطر آیا کرتے تھے۔

ڈچ انڈیا کمپنی پہلے ہی تیزی سے ترقی کی طرف گامزن تھی اور انگلینڈ والی (کمپنی) ابھی بن رہی تھی کہ اچانک 1604 میں ہنری اعظم (Henry the Great) نے ڈیوک سلی (Sullli) کی نصیحت کے باوجود ہندوستان سے تجارت کے (بلاشرکت غیرے) کامل حقوق تاجروں کی ایک ایسی کمپنی کو دیے جو اتنے امیر نہ تھے جتنے کہ وہ حریص اور خودغرض تھے اور خود اپنی کفالت اپنے طور پر نہ کر سکتے تھے اس لیے کہ وہ بھرپور کوشش کرنے سے عاری تھے۔ انہیں محض Letters Patent (اس سے مراد غالباً ڈاک کی تقسیم کے حقوق ہیں) سے نوازا گیا' اور وہ غیر متحرک ہی رہے۔

کارڈینل رچلو نے 1642ء میں ایک طرح کی انڈیا کمپنی بنائی جو کہ چند برسوں ہی میں تباہ ہو گئی۔ ان کوششوں سے ایسا لگتا تھا کہ فرانسیسی کردار اور مزاج ایسی مہمات اور معرکوں کے لیے اتنا موزوں نہ تھا جتنا کہ ولندیزیوں کا چست اور اقتصادی کردار تھا یا پھر انگریزوں کا دلیرانہ' معرکہ پسند اور ثابت قدمی والا کردار تھا۔

لوئی چہاردہم' جو اپنے وطن کا مفاد اور اس کی شان و شوکت ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا' نے 1664ء میں لافانی شخص کولبرٹ کے کہنے پر ایک طاقتور انڈیا کمپنی بنائی جسے اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاندار مراعات دیں اور جسے اپنے خزانے سے چار ملین (فرانک) عطا کیے جو کہ آج کل کے آٹھ ملین کے برابر ہوں گے۔ لیکن سال بہ سال کمپنی کا سرمایہ گھٹتا گیا۔ کولبرٹ کی موت نے عملی طور پر سب کچھ تباہ کر دیا۔ کورومنڈل ساحل پر واقع پانڈیچری قصبہ 1693ء میں ولندیزیوں نے فتح کر لیا۔ مڈغاسکر میں قائم کی گئی ایک آبادی مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

پانڈیچری پر قبضہ ختم ہونے سے پہلے ہی تجارت کی مکمل تباہی و بربادی کی کونسی بنیادی وجہ تھی۔ ہندوستان میں متعین بعض منتظموں کی طمع و حرص ان کے طویل باہمی حسد' ان کے خودغرضانہ مفادات (جو کہ ہمیشہ عمومی بہبود سے متصادم ہوتے ہیں) اور ان کا بے جا غرور اور خودنمائی جو حقیقت پر تصنع کو ترجیح دیتی ہے' اور جس کا الزام اکثر ہماری قوم پر لگایا جاتا ہے۔

ہم نے خود اپنی آنکھوں سے 1719ء میں ایک حیران کن طور پر شاندار کمپنی کو پرانی کمپنی کی راکھ سے ابھرتے دیکھا۔ Lass کا ناقابل عمل خیالی نظام جس نے سبھی کو برباد کیا اور فرانس کے لیے بے شمار بدبختیوں کا باعث بنا' یہ نظام تجارت کو دوبارہ زندہ کرنے میں بہر طور کامیاب رہا۔ انڈیا کمپنی کی شاندار عمارت ایک بار پھر تیار ہوئی اور اس بار یہ اس نظام Lass کے ملبے سے تیار ہوئی۔ شروع میں یہ بٹاویا کمپنی کی مانند ترقی کرتی نظر آئی' لیکن درحقیقت یہ محض بڑی تیاریاں تھیں جو ترقی دکھائی دیتی تھی۔ ترقی محض جرائد میں تھی' قلعہ بندیوں میں تھی' قیمتی ساز و سامان میں تھی۔ یہ سب دکھائی دیتا تھا پانڈیچری میں یا پھر برٹنی میں واقع مشرقی بندرگاہ میں اور برٹنی کے شہر میں۔ برٹنی میں واقع مشرقی بندرگاہ' فرنچ وزارت کا عطیہ تھی اور ہندوستان میں اس کے دارالخلافہ سے مطابقت رکھتی تھی۔ یہ عمارت (انڈیا کمپنی) سیکھنے میں بہت متاثر اور مرعوب کرنے والی تھی لیکن جہاں تک تجارت کے ذریعے حقیقی منافع کا تعلق ہے' تو اس کمپنی نے کبھی کوئی منافع نہ کمایا۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اپنی اشیا کے بدلے میں اس کمپنی نے ایک بار بھی منافع نہ دیا۔ اس نے نہ تو اپنے ملازمین کو کوئی تنخواہ دی اور نہ ہی فرانس میں اپنے ذمے واجب الادا قرضے واپس کیے' سوائے ان نوملین کے جو بادشاہ ہر سال تمباکو کی کاشت کے لیے دیا کرتا چنانچہ یہ بادشاہ ہی تھا جو اس کمپنی کے لیے خرچ کرتا رہا۔

اس کمپنی میں چند فوجی افسر تھے' چند محنتی ایجنٹ تھے جنہوں نے ہندوستان میں دولت کمائی' لیکن خود کمپنی تیزی سے برباد ہو رہی تھی جبکہ افراد خزانے بھر رہے تھے۔ خود کو جلاوطن کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی فطرت نہیں' ایک ایسے ملک کی جانب سفر کرنا جس کے رسوم و رواج ہمارے رسوم و رواج کے برعکس ہوں' جس کی زبان سیکھنے میں مشکل اور جس کا اچھی طرح بولنا ناممکن ہو' اپنی صحت کو ایک ایسی آب و ہوا کے حوالے کرنا جس میں انسان کی پیدائش نہ ہوئی ہو' مختصراً دارالخلافہ میں بیوپاریوں کو دولت کما کر دینے کے لیے کام کرنا' وہ بھی ایسے میں کہ انسان خود اپنے لیے ایسا کرنے کی شدید خواہش نہ رکھتا ہو' یہ تمام چیزیں تباہی و بربادی کا سامان بنیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوئم

ہندوستان میں گڑبڑ کی ابتدا

فرانسیسی اور انگریزی کمپنیوں کے درمیان مخاصمت

تجارت

انسانوں کے مابین پہلا ذریعہ انسانوں کے درمیان جنگوں کی وجہ بن گیا ہے اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔ فرانسیسی اور انگریزی کمپنیوں کے عمال یا حاکم جو شروع میں بھیجے گئے اور جنہیں ان کے آجر گورنر کے لقب کے تحت تنخواہ دیا کرتے تھے' جلد ہی ایک طرح کے فوجی جنرل بن بیٹھے' ہندوستان میں ان پر بڑی آسانی سے شہزادوں کا گمان ہوسکتا تھا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے خلاف بھی اسی طرح برسرپیکار رہتے' جس طرح ان ریاستوں کے حکمرانوں کے خلاف لڑتے۔

مُغلوں کی حکومت

ہر باخبر شخص جانتا ہے کہ مُغل (طرز) حکومت چنگیز خان کے وقت سے' اور غالباً اس سے بھی بہت پہلے سے' ایک جاگیردارانہ حکومت رہی ہے' ویسے ہی جیسے جرمنی میں تھی' جس طرح ایک لمبے عرصہ تک Lombards (جرمنی سے جاکر اٹلی میں بسنے والا ایک قدیمی گروہ) کی حکومت رہی' سپین' انگلینڈ اور فرانس میں رہی' عملاً یورپ کے تمام ممالک میں رہی۔ یہ قدیم طرز حکومت سبھی سیتھین (Scythians) تاتار فاتحین کا طرز حکومت رہا ہے جو حملہ آور غولوں کی شکل میں دنیا میں پھیل گئے۔ سمجھ نہیں آتا کہ کس طرح The Spirit of Lands کے مصنف (مونٹیسکیو) نے یہ کہا ہے کہ ''جاگیرداری ایسا واقعہ ہے جو اس کرہ زمین پر ایک بار رونما ہوا اور جو شاید دوبارہ کبھی رونما نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔'' جاگیرداری ایک واقعہ نہیں ہے' یہ ایک قدیم طرزِ حکومت ہے جو کہ زمین کے تین چوتھائی حصہ پر مختلف انتظامات کے ساتھ نافذ ہے۔ مغل سردار کی مثال جرمن بادشاہ جیسی ہے۔ صوبیدار سلطنت کے شہزادے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے صوبوں کے حکمران ہوتے ہیں۔ نواب جاگیروں کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ صوبیدار اور نواب نسلاً تاتار اور مذہباً مسلمان ہوتے ہیں۔ راجے' جن کی ہمیشہ بڑی بڑی جاگیریں ہوتی ہیں' زیادہ تر ہندوستانی نژاد کے ہوتے ہیں اور برہمنوں کے قدیم مذہب (ہندو دھرم) کے پیروکار رہتے ہیں۔ ان راجاؤں کے قبضہ میں نسبتاً کم اہم صوبے ہوتے ہیں اور ان کے پاس نوابوں اور صوبیداروں کے مقابلے میں کم اختیارات ہوتے ہیں۔ ہندوستان سے آنے والی تمام داستانیں اس بات کی تائید کرتی ہیں۔

یہ شہزادے ایک دوسرے کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے اور 1739ء کے بعد سے اس سرزمین میں سبھی کچھ تہہ و بالا تھا۔ 1739ء وہ یادگار سال ہے جب نادر شاہ پہلے اپنے آقا' شاہ فارس کو بچانے اور پھر اس کی آنکھیں نکالنے کے بعد ہندوستان کے شمال کو تاراج کرنے کے لیے حملہ آور ہوا اور چاہتا تھا کہ خود مغل اعظم کو گرفتار کرے۔ اس انقلاب کے بارے میں ہم بعد میں گفتگو کریں گے۔ اس وقت سوال یہ تھا کہ کون اس عظیم الشان سلطنت کے صوبوں پر حملہ آور ہو جبکہ یہ سلطنت خود ہی تحلیل ہو رہی تھی۔ یہ تمام وائسرائے اور نواب اور صوبیدار کھنڈرات کے لیے ایک دوسرے سے نبرد آزما تھے۔ اور یہ شہزادے جو کل تک نخوت اور تکبّر کی وجہ سے فرانسیسی ثالثوں اور مذاکرات کاروں کو شرف باریابی نہ بخشتے تھے' اب ان کی طرف رجوع کر رہے تھے۔ فرانسیسی اور انگلش انڈین کمپنیاں' بلکہ ان کے ایجنٹ یعنی گماشتے باری باری ان شاہزادوں کے کبھی ساتھی کبھی دشمن بن جاتے۔ فرانسیسیوں کو ابتدا میں گورنر ڈوپلے Dupleix کی سربراہی میں کافی کامیابی ہوئی' لیکن جلد ہی انگریزوں نے میدان جیت لیا۔ فرانسیسی اپنی کامیابی و کامرانی کو مستحکم نہ کر سکے جبکہ انگریزوں نے اپنی کامیابی اور بلند اقبالی کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ جو ہوا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوئم

ان اقدامات کا خلاصہ

جولبوردنے (Labourdonnye) اورڈوپلے (Dupleix) نے اٹھائے

تقریباً ویسے ہی جیسے سپین کی 1701ء کی جنگ وراثت میں ہوا تھا' 1741ء میں ہونے والی آسٹریا کی جنگ وراثت میں بھی' انگریزوں نے جلد ہی ماریا ٹیریسا ملکہ ہنگری کی طرفداری شروع کر دی۔ اس بارے میں انگلستان اور فرانس کے اختلافات جلد ہی سامنے آ گئے اور انہیں ایک دوسرے سے بھڑنا پڑا' اور ایسا ہوتا چلا آ رہا تھا' کبھی امریکہ میں تو کبھی ہندوستان میں۔

یورپ میں پیرس اور لندن حریف ہیں' جس طرح ایشیا میں مدراس اور پانڈیچری ہیں۔ ان دونوں کی آپسی دشمنی کچھ زیادہ ہی ہے کیونکہ دونوں قریب قریب واقع ہیں' دونوں صوبہ آرکوٹ میں ہیں' دونوں ایک ہی طرح کی تجارت سے وابستہ ہیں' لیکن جو چیز انہیں تقسیم کرتی ہے وہ ہے مذہب' حسد' مفادات اور ایک قدرتی بیر جو وہ ایک دوسرے کے لیے رکھتے ہیں۔ یہ زہر جو درحقیقت یورپ سے آیا ہے' ہندوستان کے ساحلوں پر خوب پھلتا پھولتا اور طاقتور ہو جاتا ہے۔

وہ یورپی لوگ جو فطرتاً یہ چاہتے ہیں کہ خود کو تباہ کرنے کے لیے اس طرح کے موسموں والی جگہوں پر جائیں' قلیل ذرائع کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ ان کی افواج اکثر پندرہ سو تا نا افراد پر مشتمل ہوتی ہیں' ان کا تعلق فرانس یا انگلینڈ سے ہوتا ہے' باقی ماندہ فوج ان ہندوستانیوں پر مشتمل ہوتی ہے جنہیں سپاہی کہا جاتا ہے یا پھر سیاہ فام افراد' جزائر کے سابقہ باشندے' جنہیں خدا جانے کب یورپ لایا گیا تھا' یا کچھ وقت پہلے افریقہ میں خریدا گیا تھا۔ ذرائع کی قلت اکثر انتہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہانت اور تخلیقی صلاحیت کو جنم دیتی ہے۔ معرکہ پسند اور مہم جو افراد جو اپنے آبائی وطن میں گمنام زندگی گزار کر مر جاتے' ان دور افتادہ ممالک میں آ کر جہاں صنعت بہت کم لیکن بے حد ضروری ہے' اپنے لیے بلند مرتبہ و مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسا ہی ایک شخص Mahede la Bourdonnye لبورد نے تھا جو کہ سینٹ مالو کا باشندہ تھا۔ ہندوستان کے ایک سے زیادہ سفر میں اس نے انڈین کمپنی کو بہت فائدہ پہنچایا اور اس سے زیادہ خود کو فائدہ پہنچایا۔ کمپنی کے ایک ڈائریکٹر نے اس سے پوچھا کہ اس نے اپنا کاروبار کمپنی سے بہتر طور پر کیسے چلایا تو جواب میں اس نے کہا:

''اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے کام میں نے آپ کی ہدایات پر عمل کیا لیکن جہاں میرے اپنے مفادات شامل تھے وہاں میں نے اپنی ہدایات پر عمل کیا۔''

جب بادشاہ کی جانب سے اسے مکمل اختیارات کے ساتھ بوربن Bourbon کا گورنر بنایا گیا تو اس نے بحری جہازوں کو اپنے خرچ پر مسلح کیا۔ انہیں تربیت دی اور بزور شمشیر تجارت کی' مختصراً یہ کہ اس نے بوربن کو نام اور عزت بخشی۔ اس نے مزید یہ کیا کہ بحیرہ ہند میں انگریزوں کے ایک سکوارڈن کو منتشر کر دیا' ایک ایسا کام جو صرف وہی کر سکا اور بعد میں پھر کبھی نہ ہوا۔

(لبورد نے کی فتح مدراس' ستمبر 1746ء)

اس نے مدراس کا محاصرہ کیا اور اس اہم شہر کو شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ وزارت فرانس کی واضح ہدایات تھیں کہ کسی مفتوحہ علاقے کو قبضے میں نہ رکھا جائے، اس نے تعمیل کی۔ اس نے شہر کے باسیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا شہر نو ملین فرانک میں واپس خرید لیں اور اس طرح اپنے آقا' شاہ فرانس اور کمپنی کی خدمت کا حق ادا کیا۔ لبورد نے کے بلند کردار کے بارے میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اپنی اس مہم کے دوران اس نے مفتوحہ لوگوں کے ساتھ نرمی' شائستگی اور فراخدلی کا مظاہرہ کیا جس کی تعریف انگریزوں نے کی۔ مدراس کے لوگ اپنے فاتح سے محبت کرتے اور عزت دیتے تھے۔ میں صرف وہ بتلا رہا ہوں جو مجھے ان انگریزوں نے بتلایا جو کہ مدراس سے آئے تھے اور جنہیں سچائی چھپانے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جب غیر ملکی اپنے کسی دشمن کی عزت کریں تو اصل میں وہ اپنے ہم وطنوں کو بتلا رہے ہوتے ہیں کہ اس شخص کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

بعد میں پانڈیچری کے گورنر ڈوپلے Dupleix نے مدراس کی واپسی کے فیصلے کی سخت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذمت کی۔ پانڈیچری کونسل کے ایک ریزولیوشن کے ذریعے اس نے واپسی کے اس فیصلے کو کالعدم قرار دیا۔ مدراس پر قبضہ برقرار کیا اور معاہدوں کے تقدس اور دنیا بھر کے ملک میں تسلیم شدہ قوانین کی خلاف ورزی کی۔ اس نے لبورد نے پر غداری کا الزام لگایا' فرانسیسی دربار اور کمپنی کے ڈائریکٹروں کے سامنے اسے ایک دھوکے باز کے طور پر پیش کیا جس نے مدراس کی واپسی کا تاوان تو بہت تھوڑا وصول کیا تھا لیکن خود بہت بڑے بڑے تحائف وصول کیے تھے۔ کمپنی کے ڈائریکٹروں اور حصہ داروں نے ان الزامات میں اپنی شکایات کا اضافہ کر دیا۔ لوگ عموماً کتوں کی طرح ہوتے ہیں جو دوسرے کتوں کو بھونکتا سن کر خود بھی بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔

اَجر۔ باستیل میں قید

پانڈیچری سے اٹھنے والے شور وغوغا سے مجبور ہو کر بالآخر ورسائے (Versailles) کی وزارت نے اسے جو فاتح مدراس تھا اور واحد شخص تھا جس نے فرانس کے جھنڈے کا وقار بلند کیا' اسے باستیل کی جیل میں قید کر دیا۔ وہ جیل میں ساڑھے تین سال تک بے یار و مددگار پڑا رہا' اسے اپنے خاندان والوں سے بھی نہ ملنے دیا گیا۔ اس دوران کونسل کے کمشنر جنہوں نے منصفوں کے فرائض انجام دیئے تھے' سچائی کے ہاتھوں مجبور ہوئے اور اس کے شاندار کارناموں کی بدولت اس کی رہائی کے احکام صادر کیے اور اسے بے گناہ تسلیم کیا۔ ایم برٹن' جو اس کے کیس میں ایک جج تھا اور بعد میں وزیر مملکت بنا' اسی شخص کی انصاف پسندی لبورد نے کی جان بخشی کی بنیادی وجہ بنی۔ بعض دشمن جو اس کی دولت' شہرت اور قابلیت سے جلتے تھے اس کی موت کے خواہاں تھے۔ اس کے دشمنوں کی جلد ہی دعائیں پوری ہو گئیں۔ جیل میں لگنے والی ایک مہلک بیماری جیل سے رہائی کے فوراً بعد اس کی موت کا سبب بن گئی۔ یہ اجر تھا ان شاندار خدمات کا جو اس نے اپنے وطن کے لیے انجام دی تھیں۔

گورنر ڈوپلے نے اپنی یادداشتوں میں خود کو یہ کہہ کر بری الذمہ کرنے کی کوشش کی کہ اسے وزارت کی طرف سے خفیہ احکامات ملے تھے۔ لیلن ایک ایسی فتح کے بارے میں جو حال ہی میں حاصل ہوئی تھی' ہزاروں میل دور بیٹھ کر وہ اس کے بارے میں احکامات کیوں کر وصول کر سکتا تھا' ایک ایسی فتح جس کی پیش بینی وزارت فرانس کے لیے ممکن نہ تھی۔ اگر یہ احکامات پیش بینی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر دیئے گئے تھے تو بھی یہ ان احکامات سے متصادم تھے جو خود لبوردنے کو دیئے گئے تھے۔ اس سے وزارت کو لعن طعن کا شکار ہونا پڑتا' اس لیے کہ مدراس کے شہریوں کو واپسی کے معاہدے کو ختم کرنے سے فرانس نہ صرف نوملین فرانک سے ہاتھ دھو بیٹھا بلکہ اس ظالمانہ رویئے کی وجہ سے بھی جو لبوردنے کی ہمت' دانش اور فراخدلی کے اجر کے طور پر اس سے روا رکھا گیا۔

ڈوپلے اور پانڈیچری کا دفاع۔1748ء

ڈوپلے نے اپنی بھیانک غلطی اور اس عوامی بدنصیبی کا ازالہ پانڈیچری کے دفاع کی صورت میں کیا۔ بیالیس روز تک وہ کھلی خندقوں میں دو انگریز ایڈمرلز جنہیں ایک مقامی نواب کی مدد حاصل تھی' سے لڑتا رہا۔ اس دوران وہ جنرل' انجینئر' توپخانے کا آدمی' اور گولہ بارود کا نگران سبھی کچھ بنا رہا۔ اس کی محنت اور جانفشانی اور ڈی بسی de Bussy نامی ممتاز افسر کی ذہانت اور دلیری کے ملاپ سے یہ شہر بچ گیا۔ ڈی بسی کمپنی افواج کی انڈین بٹالین میں تعینات تھا۔ وہ پیرس سے دولت اور شان و شوکت کی تلاش میں کرومنڈل کے ساحل تک آ پہنچا تھا۔ یہاں اسے یہ دونوں چیزیں مل گئیں۔ جبکہ ڈوپلے کو اس کی خدمات کے اعتراف میں Grand Cordon Rouge اور مارکوئیس کا خطاب ملا۔

فرانسیسی اور برطانوی دھڑے (جن میں پہلا دھڑا اپنا تجارتی صدر مقام بچائے ہوئے تھا' جبکہ دوسرے (برطانوی) دھڑے نے اسے کھو دیا تھا) وقت گزرنے کے ساتھ ان نوابوں اور صوبیداروں کے زیادہ قریب ہوتے گئے۔ ہم نے پہلے ذکر کیا تھا کہ سلطنت (ہندوستان) کمزور ہو چکی تھی اور افراتفری کا شکار تھی۔ شہزادے جو کہ ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے اب فرانسیسی اور انگریزی دھڑوں میں بٹ گئے تھے۔ جزیرہ نمائے ہند میں خانہ جنگیوں کا ایک سلسلہ چل نکلا تھا۔

ہم یہاں ان کی مہمات کا ذکر نہیں کریں گے' ان کے جھگڑوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ناصر جنگ اور مظفر جنگ کے ساتھیوں کی غداریوں اور سازشوں کے بارے میں' ان کی جنگوں کے بارے میں اور ان کے قتل کے بارے میں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاٹوشے نامی افسر کے انوکھے کارنامے

ہمارے پاس ڈائریاں ہمیں بیس ایسے شہروں کے محاصرے کے بارے میں بتلاتی ہیں جن کے بارے میں یورپی لوگ کچھ نہیں جانتے۔ یہ شہر بری طرح قلعہ بند کیے گئے تھے' ان پر حملہ بھدے انداز میں کیا گیا اور ان کا دفاع بھی بھدے انداز میں ہی ہوا' لیکن یہ ہمارا موضوع نہیں۔ تاہم لاٹوشے نامی فرانسیسی افسر کے کارناموں کو نظرانداز نہیں کر سکتے جس نے صرف تین سو افراد کے ہمراہ ایک بہت بڑے شاہزادے کے کیمپ پر رات کے وقت حملہ کیا اور اس کے بارہ سو سپاہیوں کو قتل کر دیا جبکہ ہمارے صرف تین سپاہی مارے گئے اور اس شہرت حاصل نہ کرنے والی کامیابی کی بدولت تقریباً چھ ہزار ہندوستانیوں پر مشتمل فوج کو جسے انگریزوں کی مدد بھی حاصل تھی' منتشر کر دیا۔ ایسے واقعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے باشندوں کو فتح کرنا' میکسیکو اور پیرو کے لوگوں کو فتح کرنے سے زیادہ مشکل نہ تھا۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تاتاریوں اور ان سے پہلے کے لوگوں نے کتنی آسانی سے ہندوستان پر غلبہ حاصل کیا ہوگا۔

یہاں ہندوستان میں پرانے رسوم و رواج اور طور طریقوں کو قائم رکھا گیا ہے اور لباس وہی قدیمی ہے۔ سب کچھ ہم سے مختلف ہے' ان کے فنون اور فطرت بھی ہم سے الگ ہیں۔ ہم لوگوں میں ایک بڑی جنگ جیتنے پر بھی سپاہیوں کی تنخواہ میں دھیلے کا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں ایک چھوٹی سی جنگ کے بعد نوابوں نے لاکھوں روپیہ ان یورپی فوجیوں میں بانٹ دیا جو ان کی طرف سے لڑے تھے۔ چنداصاحب نامی ایک شہزادے نے جو کہ ڈوپلے کی امان میں تھا' تقریباً دو لاکھ فرانک کا ہدیہ اس کے فوجیوں کو دیا اور اتنی زمین بھی دی جس سے ان کے کمانڈر کو ستے آتول کو نو سے دس ہزار پاؤنڈ تک کی آمدنی ہوئی۔ ایک اور موقع پر صوبیدار مظفر جنگ نے چھوٹی سی فرانسیسی فوج میں ساڑھے بارہ لاکھ پاؤنڈ تقسیم کر دیئے اور اتنی ہی رقم کمپنی کو بھی دے دی۔ ڈوپلے کی پنشن ایک لاکھ روپے بنتی تھی (جو کہ اڑھائی لاکھ فرانسیسی پاؤنڈ بنتے ہیں) لیکن وہ زیادہ عرصے تک اس پنشن سے لطف اندوز نہ ہو سکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈوپلے وائسرائے برائے ہندوستان 1749ء

ایک تجارتی کمپنی کے نائب نگران کو مغل فرمانروا کی جانب سے نواب کا خطاب عطا کیا گیا۔ انگریزوں کا دعویٰ تھا کہ یہ خطاب جعلی تھا اور محض ہندوستان میں موجود دوسری اقوام کو مرعوب کرنے کا ایک بھونڈا طریقہ تھا۔ اگر فرانسیسی گورنر نے ایسی کوئی چال چلنی ہوتی تو وہ ایک سے زیادہ نواب یا صوبیدار بناتا۔ دہلی کے دربار میں جعلی دستاویزات خریدی جاتیں اور بعد میں باقاعدہ ایک خاص طور پر منعقدہ محفل میں رسمی طور پر ایک ایسے شخص سے وصول کی جاتیں جو عرف عام میں شاہ کا کمشنر کہلاتا تھا۔ اب چاہے صوبیدار مظفر جنگ اور نواب چندا صاحب نے پانڈیچری کے گورنر کے لیے یہ شاہی اعزاز خریدا تھا' یا یہ اعزاز جعلی تھا' وہ بہرصورت اس اعزاز کی کھلے بندوں نمائش کرتا تھا۔ ایک تجارتی ادارے کا ایجنٹ حکمران بن بیٹھا تھا اور اس کی ماتحتی میں کئی حکمران آ گئے تھے۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ بہت سے ہندوستانی اسے بادشاہ اور اس کی بیوی کو ملکہ جیسی عزت دیتے تھے۔ ڈی لبی جس نے پانڈیچری کے دفاع میں اپنے لیے ایک ممتاز مقام بنالیا تھا ایسے وقار اور دبدبے کا مالک تھا کہ مغل اعظم کے گھڑسوار دستوں کے جنرل ہونے کا اعزاز اور مرتبہ اس کے شایان شان تھا۔ اس نے جنگجو مرہٹوں کے ساتھ جنگیں بھی لڑیں اور دوستیاں بھی کیں۔ یہ مرہٹہ لوگ کبھی تو اپنی خدمات انگریزوں کو بیچ دیتے تو کبھی فرانسیسیوں کو۔ اس نے ڈوپلے کے بنائے ہوئے شہزادوں کے تاج وتخت کی خوب حفاظت کی۔

لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف ان کی خدمت کے تناسب سے تھا۔ دولت اور اعزاز انعام کے طور پر دیئے جاتے تھے۔ یورپ کے بڑے بڑے حکمران طاقت اور شان میں ان کا (ہندوستانی حکمرانوں کا) مقابلہ نہ کر سکتے تھے' لیکن یہ شان وشوکت اور مال و دولت جلد ہی نیست و نابود ہو گئے۔ انگریزوں اور ان کے اتحادیوں نے فرانسیسیوں کو ایک سے زیادہ مرتبہ شکست دی۔ صوبیداروں اور نوابوں کی جانب سے سپاہیوں کو دی جانے والی خطیر رقوم کچھ تو عیاشی میں اڑ جاتیں اور کچھ میدان جنگ میں لٹ جاتیں' دوسری جانب پانڈیچری کا خزانہ' اس کا گولہ بارود اور اس کے خوراک کے ذخائر کا صفایا ہوتا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بدنصیبی

فرانسیسی کمان کے تحت لڑنے والی چھوٹی سی فوج کا کمانڈر میجر لاس تھا جو کہ اس مشہور شخص لاس کا بھتیجا تھا جس نے ملک (فرانس) کے لیے کئی نقصان دہ کام کیے لیکن ساتھ ہی ساتھ انڈین کمپنی کی تخلیق کا اعزاز بھی اسے ہی حاصل تھا۔ یہ نوجوان سکاٹ (میجر لاک) انگریزوں کے خلاف بے جگری سے لڑا' لیکن خوراک اور کمک کے بغیر اس کی ہمت بے فائدہ تھی۔ وہ نواب چندا صاحب کو سری رنگم نامی ایک جزیرے پر لے گیا جو کہ برہمنوں کی ملکیت تھا اور وہی اس کے حکمران تھے۔ ہمیں ایسی کئی مثالیں یورپ میں بھی ملتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ برہمن لوگ ہندوستان کے پہلے حکمران تھے۔ آج کے برہمن جو ان کی اولاد ہیں' ان کے ہاتھوں میں بہت کم اقتدار ہے۔ بہرحال یہ چھوٹی سی فرانسیسی فوج' جس کی کمان ایک سکاٹ کے ہاتھ میں تھی اور جو ایک مندر میں پناہ گزین تھی' اس کے پاس نہ تو خوراک تھی اور نہ ہی پیسے کہ جس سے وہ خوراک خرید سکیں۔ میجر لاس نے وہ خط ہمارے لیے سنبھال رکھا ہے جس میں ڈوپلے نے اسے اجازت دی تھی کہ وہ ہر وہ چیز لے سکتا ہے جس کا لینا ضروری اور مناسب ہو۔ اس مندر میں صرف دو زیورات بچے رہ گئے تھے' یہ دو تراش شدہ گھوڑوں کی مورتیں تھیں جن پر چاندی منڈھی ہوئی تھی۔ یہ مجسمے قبضے میں لیکر بیچ دیئے گئے اور برہمنوں نے نہ تو کوئی شکوہ کیا نہ احتجاج۔ لیکن ان مجسموں کے بدلے ملنے والے داموں سے فرانسیسیوں کی شکست کو نہ ٹالا جا سکا اور انہیں انگریزوں نے جنگی قیدی بنالیا۔ انہوں نے نواب چندا صاحب کو قیدی بنالیا اور بعد میں اس کے حریف ایک انگریز نواب کے حکم پر اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ ڈوپلے نے اس بربریت کا ذمہ دار انگریز کرنل لارنس کو ٹھہرایا جس نے اپنا دفاع یوں کیا گویا اس پر کوئی جھوٹا بہتان باندھا گیا ہو۔

1752ء

جہاں تک میجر لاس کا تعلق ہے تو گرفتار ہونے کے بعد اسے پیرول پر رہا کر دیا گیا اور جب وہ پانڈیچری پہنچا تو وہاں کے گورنر نے اسے جیل میں ڈال دیا کیونکہ وہ اتنا ہی بدنصیب تھا جتنا کہ وہ بہادر تھا۔ گورنر نے کوشش کی کہ اس کے خلاف جرائم کے ارتکاب کا مقدمہ چلائے لیکن وہ ایسا کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانڈیچری خوف' ناامیدی اور قلت میں گھرا ہوا تھا جبکہ دوسری جانب اعزازات میں طلائی تمغے دیئے جا رہے تھے اور گورنر کے نام سے پیرس بھیجے جا رہے تھے۔ اسے (ڈوپلے کو) 1753ء میں واپس پیرس طلب کر لیا گیا' وہ 1754ء میں روانہ ہوا اور حالت یاس و ناامیدی میں پیرس پہنچا۔ وہاں اس نے کمپنی کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ اس نے ہرجانے میں کئی ملین طلب کیے جو کہ کمپنی نے مسترد کر دیا۔ اتنی رقم کمپنی ادا نہ کر سکتی تھی کیونکہ اتنی رقم اس کے پاس تھی ہی نہیں۔ ہمارے پاس اس کی ایک یادداشت محفوظ ہے جس میں اس نے اپنے جانشینوں کے خلاف خوب زہر اگلا ہے جس کا نام گودیہو Godeheu تھا اور جو کمپنی کے ڈائریکٹروں میں سے ایک تھا۔

گودیہو نے اسے تند تلخ جوابات دیئے۔ ان دو اعزاز یافتہ ایجنٹوں کی یادداشتوں کی ضخامت الیگزینڈر کی تاریخ سے زیادہ ہے۔ انسانی کمزوریوں کی یہ اکتا دینے والی تفصیلات چند روز تک دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی توجہ حاصل کرتی ہیں۔ اور جلد ہی نئے جھگڑے ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔ آخر کار ڈوپلے اپنے طیش اور برہمی کے ہاتھوں مر گیا' جو پیدا وار تھی اس کی عظمت کی' اس کی بلند رُتبے اور اقتدار سے تنزلی کی اور سب سے بڑھ کر اس غم انگیز مجبوری کی کہ ایک وقت میں حاکم ہونے کے بعد اب اسے جوں سے التجا کرنی پڑ رہی تھیں۔ اس طرح لبورد نے اور ڈوپلے' دو حریف جنہوں نے ہندوستان میں شہرت عزت حاصل کی تھی' دونوں کو پیرس میں قبل از وقت موت نصیب ہوئی۔

وہ حضرات جو اپنے علم کی بدولت اس قابل تھے کہ ان حضرات کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگا سکیں' بقول ان کے لبورد نے میں ایک جنگجو اور ملاح کی خصوصیات موجود تھیں جب کہ ڈوپلے میں ایک مہم جو اور سیاسی فہم کے مالک کسی شہزادے کی سی خصوصیات موجود تھیں۔ ایک انگریز مصنف جس نے دونوں کمپنیوں کی جنگوں کا احوال لکھا تھا (1755ء تک) وہ ان حضرات کے بارے میں یوں رقمطراز ہے۔

> ''گودیہو گفت و شنید میں اتنا پرسکون اور عقلمند تھا جس طرح اس کا پیشرو (ڈوپلے) اپنے منصوبوں میں باہمت اور انتظامی امور میں شاندار تھا۔ اول الذکر گورنر نے محض جنگ کے ذریعے شہرت حاصل کرنے کا سوچا تھا۔ دوسرے کو حکم تھا کہ پرامن ذرائع سے خود کو قائم رکھے اور واپس وطن آ کر اپنے اعمال کی توجیح پیش کرے اس وقت جبکہ پانڈیچری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا گورنر متعین کیا جا رہا تھا۔

سب سے اہم بات یہ تھی کہ ہندوستانیوں کے حوصلوں کو بلند کیا جائے جو کہ اپنے بعض ہم وطنوں سے بہیمانہ سلوک پر سخت مشتعل تھے۔ ان کے یہ ہم وطن کمپنی کے ملازم تھے۔ مالا بار کا ایک شخص جس کا نام نینا تھا اور جو لبوردنے کا بینکر (خزانچی) تھا اسے محض اس لیے کال کوٹھڑی میں قید کر دیا گیا تھا کہ اس نے لبوردنے کے خلاف گواہی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک اور شخص نے الزام لگایا کہ اس سے بزور اس کی دولت چھین لی گئی تھی۔ ایک اور ہندوستانی شخص موندامیا جو کہ ایک قریبی ضلع کا حاکم تھا' اس کے بچوں نے انصاف طلب کرتے ہوئے بتلایا کہ ان کے باپ کو پیسہ ہتھیانے کے لیے تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس قسم کی ہزاروں درخواستیں فرانس کا نام بدنام کر رہی تھیں۔ نئے گورنر نے ہندوستانیوں کے ساتھ انسانیت والا سلوک کیا اور انگریزوں کے ساتھ بات چیت کے ذریعے راضی نامہ کر لیا۔ اس نے مدراس کے گورنر مسٹر سانڈرز کے ساتھ 1755ء میں ضلع کا ایک معاہدہ کیا اور مشروط امن قائم کیا۔''

انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان امن و صلح

اس معاہدے کی پہلی شق یہ تھی کہ دونوں کمپنیاں ہندوستانی اعزازات سے دستبردار ہو جائیں گی۔ دوسری شق پر امن تجارت کے بارے میں تھی۔

اس معاہدے پر سختی سے عمل نہ کیا گیا۔ ہر جگہ بعض چھوٹو ہوتے ہیں جو قد آور بننے کے لیے ہر چیز تباہ کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ مزید برآں 1756ء کے آغاز سے ہی یورپ میں ایک نئی جنگ کی پیشن گوئی کی جا رہی تھی۔ لہٰذا اس کے لیے تیاری لازمی تھی' کہا جاتا ہے کہ اس وقفے کے دوران بعض افراد کی حرص نے عوام کے نقصان کے بدلے خوب نفع کمایا اور کہا جاتا ہے کہ پانڈیچری کی مثال اس قریب المرگ شخص کی سی تھی جس کا فرنیچر لوگ اس کے مرنے سے پیشتر ہی اٹھا لے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

کاؤنٹ لالی کا ہندوستان بھیجا جانا

اس مہم سے پہلے اس کی خدمات کیا تھیں؟

ان خرابیوں کو روکنے اور انگریزوں کی پریشان کن مہم جوئیوں کے آگے بند باندھنے کے لیے شاہ فرانس نے مزید پیسہ اور فوج ہندوستان روانہ کی۔ اس وقت فرانس اور انگلستان 1756ء کی جنگ کو پھر سے شروع کر رہے تھے۔ اس بہانے کے ساتھ کہ پہلے کیا جانے والا معاہدہ بھدے طریقے سے طے پایا تھا' اس معاہدے میں وزرا کینیڈا کے قرب میں واقع' برف سے گھرے علاقے آرکیڈی کی سرحدوں کا تعین کرنا بھول گئے تھے۔ جس طرح وہ امریکہ کے شمالی صحراؤں میں آپس میں لڑ رہے تھے، ویسے ہی ضروری طے پایا کہ وہ ایشیا کے منطقہ حارہ (گرم خطہ) میں بھی ایک دوسرے کے گلے کاٹیں۔ وزارت فرانس نے کاؤنٹ لالی کو اس معرکے کے لیے نامزد کیا۔ وہ ایک آئرش بلند مرتبہ شخص تھا جس کے آباؤ اجداد نے فرانس میں سٹورٹس Stuarts کی بادشاہی میں دولت کمائی۔ یہ شاہی خاندان نہایت بدقسمت واقع ہوا تھا۔

کاؤنٹ لالی کی خدمات

یہ افسر شاہ فرانس کی افواج کے دلیر ترین اور وفادار ترین افسروں میں سے ایک تھا۔ جنگ فونتنائے میں بادشاہ کی موجودگی میں اس نے دلیری کا مظاہرہ کیا۔ بادشاہ جانتا تھا کہ وہ (لالی) انگریزوں کا سخت دشمن تھا کیونکہ انہوں نے اس کے سابقہ مالکوں کو تخت سے محروم کیا تھا' اور یہ کہ اس نے کئی ایسے انگریز افسروں کی جان بچائی تھی جنہیں اس نے زخمی کیا تھا۔ اس کی اتنی شجاعت اور وسعت قلبی نے بادشاہ کو متاثر کیا۔ میدان جنگ میں ہی بادشاہ نے Dillon کی آئرش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجمنٹ اس کے حوالے کردی۔ جس کا کرنل اس یادگار دن کو میدان جنگ میں کام آیا تھا۔ اس کے بعد اس رجمنٹ کا نام لالی پڑ گیا۔ ڈلون اور لالی اتحادی تھے۔ یہ دونوں خاندان اپنے معزول شدہ بادشاہوں کے خاندانوں کے متاثرہ افراد کو چاہتے اور فرانس کے لیے اپنا خون بہاتے رہتے تھے۔ عین اس وقت جب لوئی پائزدہم جنگ فونتنائے کے حوالے سے قوم کو حوصلہ دے رہا تھا' چارلس ایڈورڈ' جیمز دوئم کا پوتا ایک ایسے معرکے کے لیے کمر کس رہا تھا جسے اس نے لوئی پائزدہم سے بھی پوشیدہ رکھا تھا۔ اس نے صرف سات افسروں کی ہمراہی میں سینٹ جارج کی کھاڑی عبوری کی۔ اس کے پاس تھوڑے سے ہتھیار اور دو ہزار طلائی سکے تھے جو اس نے اس نیت سے قرض لیے تھے کہ وہ سکاٹ لینڈ جا کر صرف اپنی وہاں موجودگی کے ذریعے وہاں کے عوام کو اپنے حق میں بلند کرے گا اور عظیم برطانیہ میں ایک نیا انقلاب لے آئے گا۔ وہ 15 جون 1745ء کو سکاٹ لینڈ پہنچا' جنگ فونتنائے کے تقریباً ایک ماہ بعد۔ یہ معرکہ بڑے ناخوش گوار انداز میں ختم ہوا۔ اگرچہ کہ شروع میں غیر متوقع کامیابیاں ملیں۔ کاؤنٹ لالی پہلا شخص تھا جو اس کی مدد کے لیے دس ہزار کا ایک لشکر بھیجنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔ اس نے اپنا یہ خیال مارکوئیس آرگنسن Argenson پر ظاہر کیا جو کہ وزیر خارجہ تھا۔ اس نے اس خیال کی پُر جوش تائید کی۔ اس کے بھائی نے جو وزیر جنگ تھا پہلے تو اس کی مخالفت کی لیکن بعد میں جلد ہی راضی ہو گیا۔ رچلو Richelieu کے ڈیوک کو اس فوج کا جنرل بنایا گیا جس نے 1746ء کے اوائل میں انگلستان میں اترنا تھا۔ برف باری نے توپوں اور گولہ بارود کی ترسیل کو جو کہ فرنچ علاقے فلانڈرز Flanders کی نہروں سے ہونی تھی' روک دیا۔ منصوبہ ناکام ہو گیا لیکن لالی کے جوش و ولولہ نے وزارت میں اس کے لیے قدر دان پیدا کر دیئے اور دلیری کی بنا پر وہ بڑے کام کرنے کے لائق تسلیم کیا گیا۔ جس شخص نے یہ یادداشتیں تحریر کی ہیں باخبر تھا کہ وہ کیا لکھ رہا تھا۔ اس نے لالی کے ساتھ دو ماہ تک وزیر کے حکم پر کام کیا تھا اور اس نے لالی میں ضدی پن والی جرات پائی جو کہ اس کے شائستہ اطوار سے ملی ہوئی تھی۔ اس کی انہی خوبیوں کو بعد میں پیش آنے والی بدنصیبیوں نے خوفناک تشدد میں بدل ڈالا۔

کاؤنٹ لالی کو Grand Cordon of St. Louis کے اعزاز سے نوازا گیا اور جب وہ ہندوستان روانہ ہو رہا تھا تو افواج کا لیفٹیننٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ جس طرح چھوٹی بڑی تمام مہموں میں تاخیر ہوتی ہی رہتی ہے' اسی طرح جنرل (لالی) اور کمک کو پانڈیچری پہنچانے والی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہم کا سکوارڈرن (جس کی کمان کاؤنٹ ڈی آچے کر رہا تھا) بھی بریسٹ Brest کی بندرگاہ سے 20 فروری 1757ء کو روانہ ہو سکا۔

ڈی سیچلز جو کہ مالیات کا کنٹرولر جنرل تھا' اس نے اس معرکے کے لیے تین ملین فرانک دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے جانشین ڈی موراس نے دو ملین سے زیادہ رقم فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ فرانس اس وقت جس طرح کے بحران کا شکار تھا اسے دیکھتے ہوئے یہ رقم کافی تھی۔ جن تین ہزار افراد نے لالی کے ہمراہ جانا تھا ان کی تعداد میں ہزار افراد سے زیادہ کی کمی کرنی پڑی اور ڈی آچے تین کے بجائے صرف دو بحری جنگی جہاز فراہم کر سکا' ساتھ میں چند جہاز انڈیا کمپنی کے تھے۔ ایسے وقت میں جب یہ دو جنرل لالی اور ڈی آچے ہندوستان کی جانب روانہ ہوئے اس وقت ہندوستان کی حالت اور یورپیوں کی وہاں پر مقبوضات کی تفصیل کچھ یوں تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

ہندوستان کی حالت جب لالی کو وہاں بھیجا گیا

دریائے گنگا کے دونوں کناروں پر آباد یہ وسیع ملک جزائر ملاکا سے لے کر کشمیر کی سرحدوں اور بخارا سے چالیس درجہ عرض بلد' اور زابلستان کی سرحدوں سے چین کی سرحدوں تک نوے درجہ طول بلد پر واقع ہے۔ چین میں ایسی ریاستیں موجود ہیں جو فرانس سے دس گنا اور انگلستان سے تیس گنا بڑی ہیں لیکن یہ انگلستان جو آج تمام بنگال کا حکمران ہے' جس کے امریکہ میں مقبوضات قطبی دائرے سے پندرہ درجے اندر تک ہیں' جس نے جان لاک اور نیوٹن جیسے افراد پیدا کیے ہیں اور آزادی اور شاہی کے فوائد کو محفوظ رکھا' باوجود ان چیزوں کے غلط استعمال کے' ہندوستان کے لوگوں کے مقابلے میں اتنا ہی برتر ہے جتنا یونان کے لوگ فارس کے لوگوں سے ارسٹائڈز Aristides اور الیگزینڈر کے زمانے میں بہتر تھے۔ وہ علاقہ جہاں مغل اعظم کی حکومت ہے یا لگتا ہے کہ اس کی حکومت ہے' بلاشبہ وسیع ترین' گنجان آباد ترین' زرخیز ترین اور امیر ترین علاقہ ہے۔ اس جزیرہ نما میں گنگا کی اس طرف انگریز اور فرانسیسی' مسالوں' رنگین کپڑوں' ململ' عطریات' ہیروں اور موتیوں کے لیے نہ صرف آپس میں برسرپیکار ہیں بلکہ یہاں کے حکمرانوں سے بھی بھڑ جانے کی ہمت کر رہے ہیں۔

یہاں کے حکمران صوبیدار جو کہ سلطنت کے جاگیرداری حاکم ہیں' انہیں آزاد حکمرانی صرف اورنگزیب کے مرنے کے بعد ملی۔ اورنگزیب کے نام کے ساتھ اعظم کہا جاتا تھا' حالانکہ اس وقت کے شہزادوں میں وہ سب سے بڑا مردم آزار اور ظالم شہزادہ تھا۔ اپنے باپ کو زہر دینے والا' اپنے بھائیوں کو قتل کرنے والا' اور سب سے بڑھ کر گھناؤنی یہ بات کہ وہ ایک پرہیزگار شخص یا منافق تھا جو اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کا قائل تھا کہ بڑے سے بڑا جرم آزادی سے کیا جاسکتا ہے اور بعد میں تقویٰ اور کفارے کے ڈھونگ سے بچا جاسکتا ہے۔ اس بات میں وہ دنیا بھر کے دیگر گمراہ انسانوں کی طرح تھا۔

وہ صوبے جہاں پر صوبیداروں کی حکمرانی ہوتی ہے اور جہاں نواب ان کی ماتحتی میں اپنے بڑے بڑے ضلعوں پر حکمرانی کرتے ہیں وہاں کا طرز حکومت شمالی صوبوں سے جو دہلی' آگرہ اور لاہور کے قریب ہیں اور جہاں بادشاہ رہتے ہیں' بہت مختلف ہے۔

ہم افسوس کے ساتھ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اس قوم کی صحیح تاریخ جاننے' اس کی حکومت' رسوم ورواج اور مذہب کی تاریخ جاننے میں فرانسیسی مصنفوں کی تحریروں سے ہمیں کوئی مدد نہیں ملی۔ سوائے چند استثنیات کے ہمیں اپنے ان ادیبوں سے جو کتب فروشوں کے لیے داستانیں لکھتے ہیں' یا اپنے مبلغوں سے یا اپنے سیاحوں سے' کسی سے بھی سچ معلوم نہ ہوسکا۔ کافی وقت کے بعد' ہندوستانی حکومت سے صحیح اطلاعات ملنے پر ہم ان مصنفوں کی من گھڑت داستانوں کو جھٹلا سکے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ (ہندوستان) اپنی رعایا کی جائیداد اور مال کا مالک ہوتا ہے اور یہ کہ کشمیر سے کیپ کورمورین تک کسی شخص کے پاس بھی ذاتی جائیداد نہ تھی۔

یہ جھوٹ کہ ہندوستان میں شخصی ملکیت موجود نہیں

برنیر Bernier نے باوجود فلسفی ہونے کہ یہ بات کنٹرولر جنرل کو تحریر کی۔ یہ ایک نہایت غیر دانشمندانہ اور خطرناک چیز ثابت ہوسکتی تھی کہ ایک بادشاہ کے منتظم کو ایسی غلط اطلاع فراہم کی جائے' خیر یہ ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر نے فراخدلی اور عقلمندی سے کام لیا۔ برنارڈ کو انگریز ٹامس رو کی طرح مغالطہ ہوا تھا۔ دونوں مغل اعظم کی شان وشوکت اور اس کی مطلق العنانی سے بدحواس ہوگئے تھے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ تمام زمینیں بادشاہ کی ذاتی ملکیت تھیں کیونکہ وہ اپنے نوابوں کو عمر بھر کے لیے یہ زمینیں بخشتا تھا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ ہم یہ کہیں کہ سپین اور فرانس کے بادشاہ ان تمام زمینوں کے مالک ہیں جن پر ان کی حکمرانی ہے اور تمام کلیسائی وقف جاگیریں بھی بادشاہ کی ملکیت ہیں۔ یہ ایک ایسی غلطی ہے کہ جو نسل آدم سے ناانصافی کے زمرے میں آتی ہے اور ترکی کی حکومت کے حق میں یہ غلطی سو بار سے زیادہ دہرائی گئی اور ہر بار اس کا ماخذ ایک ہی رہا ہے۔

سچائی جاننے کی مخلصانہ خواہش کے زیر اثر ہم نے یہ سوچا کہ مسٹر ہولویل Holwell

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے استفادہ کیا جائے۔ اس نے بنگال میں زندگی کا بہت سا وقت گزارا ہے اور نہ صرف وہاں کی زبان جانتا ہے بلکہ قدیم برہمنوں کی زبان سے بھی واقف ہے۔ اسی طرح میئر ڈاؤ جس نے ان تمام انقلابات کے بارے میں لکھا جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور وہ دلیر سپاہی مسٹر سکرافٹن جو ادب سے محبت رکھتا ہے اور آزادی سے بھی اور جس نے کلائیو کے ساتھ بہت عرصہ کام کیا جبکہ وہ فتوحات میں مصروف تھا۔ یہ اس لائق شخص کے الفاظ ہیں، قطعی الفاظ:

''میں حیرت سے ان بہت سے مصنفین کو پڑھتا ہوں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس ملک میں جائیداد کی ملکیت موروثی نہیں اور یہ کہ بادشاہ ہی ہر لحاظ سے وارث ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں پارلیمنٹ کے قوانین نہیں، کوئی ایسی درمیانی طاقت موجود نہیں جو شاہی اختیارات کو قانونی طور پر حدود کی پابند کرے، لیکن یہ تمام دریاؤں کا مقدس اور ناقابل تبدیلی قانون ہے کہ ہر شخص اپنے باپ کی وراثت پاتا ہے۔ یہ غیر تحریر شدہ قانون دیگر تمام شاہی ریاستوں سے زیادہ یہاں سختی سے رائج ہے۔''

ہم یہ کہنے کی جسارت کریں گے کہ اگر لوگ ایک فرد واحد کے غلام ہوتے (جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے اور جو ناممکن ہے) تو مغل اعظم کی سرزمین جلد ہی ویران ہو جاتی۔ وہاں کی آبادی اس وقت گیارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ غلام اتنی تیزی سے اپنی نسل نہیں بڑھایا کرتے۔ پولینڈ کی طرف دیکھئے۔ وہاں پر کاشتکار اور متوسط طبقہ کے زیادہ تر افراد پادریوں کے لیے وقف زمینوں پر بیگار کیا کرتے تھے اشرافیہ کے غلام۔ ایک امیر کبیر شخص ایسا ہے جس کے کھیت مکمل طور پر ویران ہیں۔

مغل بادشاہ کی سلطنت میں فاتحین اور مفتوحین میں فرق ضروری ہے جس طرح تاتاریوں اور چینیوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ وہ تاتار جنہوں نے ہندوستان کو آرا اور پیگو کی بادشاہتوں تک فتح کیا ہے ان کا مذہب اسلام ہے جبکہ وہ تاتار جنہوں نے چین فتح کیا انہوں نے چینی قوانین اور رسوم و رواج قبول کر لیں۔

ہندوستان کے تمام قدیم باشندے برہمنوں کے مسلک اور رسومات سے وفاداری نبھاتے رہے ہیں، رسومات جو وقت گزرنے کے ساتھ متبرک اور مقدس بن گئی ہیں اور جو بلاشبہ اس دنیا میں ہماری جانی پہچانی چیزوں میں سے قدیم ترین ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں قدیم عرب

ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک اور قوم بھی بستی ہے۔ یہ وہ عرب ہیں جو محمد ﷺ کے تقریباً دو سو سال بعد مالا بار کے ساحل پر پہنچے۔ انہوں نے یہ خطہ جو گوا سے کیپ کومورین تک پھیلا ہوا ہے اور جنت نظیر ہے' آسانی سے فتح کر لیا۔ اس وقت یہاں جو لوگ بستے تھے وہ نہایت معصوم اور پرامن لوگ تھے جو تشدد کرنے یا اپنا دفاع کرنے سے قاصر تھے۔ ان عربوں نے کورومنڈل ضلع کو مالا بار سے جدا کرنے والے پہاڑوں کو عبور کیا۔ یہ پہاڑ مون سون کی بارشوں کا باعث بنتے ہیں۔ آج کل ان پہاڑوں پر مرہٹہ لوگ رہتے ہیں۔ یہ عرب جلد ہی دہلی تک پھیل گئے اور ان میں سے حکمران بننے والے لوگوں نے ہندوستان کے بہت سے علاقوں پر حکومت قائم کی۔ تیمور لنگ اور ہندوستان کے بعض اصلی باشندوں نے ان عربوں کے اقتدار کا خاتمہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان عربوں میں سے کچھ قندھار کے صوبے میں جا بسے اور وہاں بسنے والے تاتار لوگوں میں مدغم ہو گئے۔ یہ قندھار وہی جگہ ہے جسے یونانی میں پراپومس کہتے ہیں۔ یونانیوں کی خصوصیت رہی ہے کہ وہ کبھی کسی کو اس کے اصل نام سے نہیں بلاتے۔ یہی وہ رستہ ہے جہاں سے سکندر ہندوستان میں داخل ہوا۔ مستشرقین کا خیال ہے کہ اسی نے قندہار شہر کی بنیاد رکھی۔ ان کا کہنا کہ قندھار سکندر کا مخفف ہے جسے مقامی لوگ سکندر کے نام سے جانتے ہیں۔ اس منفرد شخص (الیگزنڈر) نے سات آٹھ سال میں اس سے زیادہ شہر آباد کیے جتنے اور فاتحین نے اس عرصے میں اُجاڑے۔ اور یہ کہ وہ جوان تھا اور فتوحات پر فتوحات کرتا چلا گیا۔ اور یہ قندھار ہی تھا جہاں سے ہمارے وقتوں میں نادر شاہ گزرا جو خراسان کا باشندہ اور پیشے کے لحاظ سے گڈریا تھا۔ وہ بعد میں فارس کا بادشاہ بنا اور اپنے ملک کو تباہ کرنے کے بعد شمالی ہندوستان کو تباہ کرنے آ پہنچا۔

یہ عرب جن کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں، پٹھان کے نام سے جانے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بنگال کے قریب پٹنہ کا شہر آباد کیا۔

ہمارے یورپی تاجر جو کہ بہت لاعلم لوگ تھے، سب مسلمانوں کو مور کہتے تھے۔ یہ غلط فہمی اس لیے پیدا ہوئی کہ جن مسلمانوں کو ہم نے پہلے پہل جانا وہ مراکش سے آئے تھے اور سپین کو فتح کرنا چاہتے تھے جو کہ فرانس کے جنوبی صوبوں کے کچھ حصوں اور اٹلی کے بعض ضلعوں پر مشتمل تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چین سے لے کر روم تک' فاتحین سے مفتوحین تک' لٹیروں سے لے کر لوٹے جانے والوں تک' سبھی ایک دوسرے میں گھل مل گئے ہیں۔

ہم اصل ہندوستانیوں کو "جینٹوس" کے نام سے جانتے ہیں جو کہ پرانے لفظ جنٹیل Gentiles سے مشتق ہے۔ یہ لفظ ابتدائی مسیحی ان لوگوں کے لیے استعمال کرتے تھے جو ان کے پوشیدہ مذہب سے باہر تھے۔ پس سبھی نام اور سبھی چیزیں ہمیشہ بدلی ہیں۔ فاتحین کے رسوم ورواج بھی اسی طرح بدلے ہیں۔ ہندوستانی موسم نے بھی ان سب کو کمزور کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

ہندو اور ان کے غیر معمولی رسوم و رواج

وہ قدیم ہندوستانی جنہیں ہم ہندو کہتے ہیں' مغل سلطنت میں ان کی تعداد دس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ یہ جم غفیر اس بات کا ثبوت ہے کہ تعداد میں بڑے گروہ پر چھوٹا گروہ حاوی ہو جاتا ہے۔ امن دوست ہندوؤں کے یہ ان گنت گروہ جنہوں نے لٹیروں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں کے آگے اپنی آزادی ہار دی۔ اپنے مذہب اور رسم و رواج پر بہرحال ڈٹے رہے۔ انہوں نے برہما کے قدیم مسلک کو قائم رکھا ہوا ہے۔ یہ اس لیے بھی ہوا کہ مسلمانوں نے محض حکمرانی کو کافی سمجھا اور ان کی رُوحوں کی تربیت کرنے میں دلچسپی نہ لی۔

اب بھی ان کی چار قدیم ذاتوں کا وجود باقی ہے' اس قانون کے جبر کے تحت جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے ان تعصّبات کے ذریعہ جو صدیاں گزرنے پر پختہ ہو چکے ہیں۔ پہلی ذات برہمنوں کی ہے جو بہت پہلے حکمران ہوا کرتے تھے۔ دوسری ذات جنگجوؤں کی ہے' تیسری ذات کھیتی باڑی کرنے والوں کی اور چوتھی تاجروں کی ہے۔ وہ جنہیں اچھوت یا پرایا کہا جاتا ہے' ان سے نہایت گھٹیا کام لیے جاتے ہیں اور ان کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ انہیں گھٹیا سمجھا جاتا ہے اور وہ خود بھی اپنے آپ کو گھٹیا سمجھتے ہیں اور کبھی کسی دوسرے ذات والے کے ساتھ کھانا کھانے' اسے چھونے یا اس کے قریب جانے کی جرات نہیں کرتے۔

اس بات کا امکان ہے کہ چار ذاتوں کی اس روایت یا ادارے کو بعد میں مصریوں نے اپنایا ہو' کیونکہ یہ بہت حد تک ممکن بلکہ یقینی ہے کہ ہندوستان سے بہت بعد میں مصر میں آبادی پھیلی ہو اور اس نے ایک تہذیب بنائی ہو۔ نیل جیسے دریا پر قابو پانے کے لیے صدیاں درکار تھیں تاکہ اسے ندیوں میں تقسیم کیا جا سکے اور اس کے سیلابوں کے باوجود عمارتیں بنائی جا سکیں' جبکہ ہندوستان کی ہموار زمین انسان کو ہر قسم کی مدد مہیا کرتی ہے جو زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

برہمن

وجودِ انسانی کی تمام عظمت اور تمام دُکھ قدیم برہمنوں کی داستان میں موجود ہیں اور ان کی اولاد' موجودہ برہمنوں تک منتقل ہوئی ہے۔ ایک جانب تو اس میں رُوح کی بھلائی پر ثابت قدمی ہے جس کے لیے زبردست پرہیز گاری ضروری ہے' ایک عالیشان فلسفہ ہے جو تصوراتی سا ہے' جس میں شاندار تمثیلات ہیں' خون بہانے سے شدید نفرت ہے اور انسانوں اور جانوروں کے لیے بے پایاں رحمدلی موجود ہے۔ دوسری جانب اس میں قابل نفرت اوہام پرستی ہے۔ اس میں موجود کٹرپن اگرچہ کہ پُرامن ہے' تاہم صدیوں تک اس کٹرپن کی وجہ سے ہزاروں جوان بیوائیں شوہروں کی چتاؤں پر جل مریں۔ مذہب کی یہ ظالمانہ شکل اور روحانی عظمت آج بھی پہلو بہ پہلو یہاں پر موجود ہے۔ ساتھ ہی ساتھ برہمنوں کا یہ دعویٰ بھی کہ خدا ان سے صرف اچھے کام اور رحمدلی کے کام کروانا چاہتا ہے۔ تمام دنیا تضادات سے بھری پڑی ہے۔

مسٹر مسکرافٹن کے بقول' ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خدا چاہتا تھا کہ مختلف قوموں کے مختلف مذاہب ہوں۔ اس نظریئے سے تو مذہب سے لاتعلقی کا امکان پیدا ہوتا ہے' لیکن یہ لوگ اپنے مذہب کے بارے میں اتنا جوش وخروش رکھتے ہیں گویا انہیں یقین ہو کہ یہی ایک سچا مذہب ہے' واحد مذہب جو خدا نے خود انہیں دیا تھا۔

ان کی ایک بڑی تعداد آرام کی زندگی بسر کرتی ہے۔ لوگوں کے دُکھوں سے لاتعلق ان کا بڑا مقولہ جو کہ ان کی قدیم کتب سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ چلنے کی نسبت بیٹھنا زیادہ بہتر ہے' لیٹنا بیٹھنے سے بہتر ہے' جاگنے سے سونا بہتر ہے اور جینے سے مرنا بہتر ہے۔ تاہم کورومنڈل میں آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے بہت سے لوگ مل جائیں گے جو غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر جدوجہد بھری زندگی شروع کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض فرانسیسیوں تو بعض انگریزوں کی طرف ہو جاتے ہیں۔ وہ ان غیر ملکیوں کی زبان سیکھ لیتے ہیں اور ان کے ترجمان اور درباری کا کردار ادا کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا بڑا تاجر اس ساحل پر موجود ہو جس کا اپنا برہمن اور اپنا خزانچی نہ ہو۔ مجموعی طور پر یہ لوگ وفادار مگر زیرک اور چالاک ہوتے ہیں۔ وہ برہمن جنہوں نے غیر ملکیوں سے کوئی لین دین نہیں کی ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی طرح اپنی رُوحانی پاکیزگی برقرار رکھی ہے۔

وقتِ زوال برہمنوں کی حیران کن دانائی

مسٹر مسکر افٹن اور کئی دوسرے لوگوں نے برہمنوں کو ایسے جدول Tables اٹھائے دیکھا جو علم ہیئت (فلکیات) کے بارے میں تھے جن میں لاکھوں برسوں میں ہونے والے گرہنوں کا حساب کتاب درج تھا۔ یہ جدول خود انہی برہمنوں کے تیار کردہ تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے درمیان اچھے ریاضی دان اور ماہرین ہیئت موجود ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ علم نجوم جیسی مضحکہ خیز چیز پر بھی یقین رکھتے اور عمل کرتے ہیں اور انہوں نے اس خرافات کا دائرہ چینیوں اور اہل فارس کی طرح پھیلا رکھا ہے۔ جس شخص نے یہ یادداشتیں لکھیں اس نے کرم وید (ویدوں کی تفسیر) کا ایک نسخہ بادشاہ کی لائبریری کو بھیجا ہے۔ اس میں سال کے ہر دن کے بارے میں پیشین گوئیاں موجود ہیں اور دن کے ہر گھنٹے کے بارے میں مذہبی رسومات درج ہیں۔ ہمیں اس سے حیران نہیں ہونا چاہیے' صرف دو سو سال قبل ہمارے تمام شہزادوں کو یہ پاگل پن گھیرے ہوئے تھا اور ہمارے ماہرین علم فلکیات بھی یہی ڈھونگ رچاتے تھے۔ آج کل بھی برہمن' پرانے برہمنوں کی طرح فلسفی اور مبلغ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ عوام کا جاہل ہونا اور انہیں دھوکے میں رکھنا ضروری ہے۔ نتیجتاً ان کا کہنا ہے کہ چاند کی وہ گرہیں جن میں گرہن لگتا ہے اور جنہیں پرانے برہمنوں نے ان نقوش میں بتلایا تھا جن میں چاند ایک بلا کے سر اور دُم کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔ یعنی جب یہ بلا چاند پر حملہ کرتی ہے تو چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی طرح کا بیہودہ عقیدہ چینیوں کا بھی ہے۔ ہندوستان میں لاکھوں افراد گرہن کے دوران دریائے گنگا میں غسل کرتے ہیں' قسم قسم کے سازوں اور آلات سے شور پیدا کرتے ہیں تاکہ بلا کی گرفت سے چاند یا سورج جسے بھی گرہن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگا ہو' آزاد ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ اس زمین پر بہت زمانے سے اور ہر طریقے سے حکومت کی گئی ہے۔

یہ بھی کہ ایک سے زیادہ برہمنوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے مفاد کے حوالے سے مشنریوں سے مذاکرات کئے اور درمیان میں ایک بار بھی مذہب کا ذکر نہ آیا۔

بعض مشنریوں نے ہندوستان پہنچتے ہی یہ لکھ دیا کہ برہمن شیطان کی پوجا کرتے ہیں لیکن جلد ہی مسیحی مذہب قبول کر لیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ یورپ سے آئے ہوئے ان پادریوں نے کسی برہمن کو بھی مسیحی بنانے کی کوشش نہ کی' اور نہ ہی کوئی ہندوستانی شیطان کا پجاری تھا۔ راسخ العقیدہ برہمن لوگوں نے جب ہمارے پادریوں کو گوشت کھاتے' شراب پیتے اور جوان لڑکیوں کو گھٹنوں کے بل جھکے ان کے رُو برو اعتراف (گناہ) کرتے دیکھا تو پادریوں کا ایک نہایت مکروہ تصور ان کے ذہنوں میں بنا۔ اگر ان کے رواج میں ہمیں بت پرستی کے مضحکہ خیز پہلو دکھائی دیتے ہیں تو ہمارے رواج انہیں جرائم دکھائی دیتے ہیں۔ ☆

☆ (ایک بڑے Jesuit پادری لالانے کے مطابق ''اس میں کوئی شک نہیں کہ برہمن بت پرست ہیں کیونکہ وہ عجیب خداؤں کو پوجتے ہیں۔'' اسی پادری نے برہمنوں کی ایک دعا نقل کی ہے۔ ''میں پرستش کرتا ہوں اس ذات کی جو نہ تو تبدیلی سے متاثر ہوتا ہے نہ بے انصافی کرتا ہے' وہ ذات جس کی فطرت ناقابل تقسیم ہے' جس کی کامل روحانیت صفات سے مبرا ہے' وہ ذات جو ہر موجود چیز کا منبع اور وجہ تخلیق ہے اور جو شان میں ہر چیز سے بالا ہے' وہ ذات جس نے کائنات کو تھام رکھا ہے اور جو تین شکتیوں کا منبع ہے۔)

جو بات ہمارے لیے اور بھی حیران کن ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ برہمنوں کی کسی بھی کتاب میں' یا چینیوں کی کسی قدیم کتاب میں' یا مروز کی کسی کتاب میں' یا مصر کی Manethon میں' نہ ہی یونانیوں کی کسی کتاب میں' نہ ٹسکن لوگوں کی کسی کتاب میں یہودیوں کی مقدس تاریخ کا سرسری سا بھی ذکر نہیں ملتا۔ نوحؑ کے بارے میں ایک لفظ تک موجود نہیں حالانکہ ہم اسے انسانی نسل کو بچانے والا سمجھتے ہیں' نہ ہی آدم کے بارے میں کوئی ذکر۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لیے کسی نے بھی اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں کوئی تحریر نہ چھوڑی۔ کیوں بعض قدیم قومیں اس بارے میں لاعلم رہیں اور کیوں ایک چھوٹی سی اور نسبتاً نئی قوم اس بارے میں معلومات رکھتی ہے؟ اگر ہم اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیں تو تھوڑی توجہ کی ضرورت پڑے گی۔ تمام ہندوستان' چین' جاپان' تاتارستان اور تین چوتھائی افریقہ اب تک قابیل کے وجود سے بے خبر ہیں۔ ویسے ہی وہ کنعان یا Methusalah کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ دوسری اقوام شاہ کانسٹنائن کے بعد ہی ان لوگوں سے متعارف ہوئیں۔ بہرکیف یہ سوالات تاریخ سے زیادہ فلسفے سے تعلق رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

ہندوستان کے جنگجو اور حال میں ہونے والے انقلابات

ہندو مجموعی طور پر اپنے خوبصورت موسم اور اپنے مذہبی اصولوں کے ساتھ جنگ کی خاطر بنے نظر نہیں آتے' ویسے ہی جیسے Laplanders اپنے منجمد ملک اور قدیم Quakers اپنے اصولوں کی وجہ سے جنگ کے قابل نہیں۔ ہم نے یہ پایا کہ مسلمانوں کی فاتح قوم میں اب تاتاریوں کی کوئی خصوصیت باقی نہیں رہی اور وقت گزرنے کے ساتھ وہ ہندوستانی بن گئے ہیں۔

نادر شاہ کے ہاتھوں ہندوستان کے سیاسی نظام کی تباہی فاتحین ہندوستان کی یہ اولاد بہت بڑی فوج کے ہوتے ہوئے' 1739ء میں نادر شاہ کے حملے کا مقابلہ نہ کر سکی جب وہ چالیس ہزار کی فوج کے ہمراہ حملہ آور ہوا جو قندہار اور فارس کے لٹیروں پر مشتمل تھی۔ ادھر محمد شاہ کی فوج چھ لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ مسٹر کیمبرج نے ہمیں بتلایا کہ چھ لاکھ کی یہ فوج کیسی تھی۔ ہر گھڑ سوار ہلکے ریشمی لباس میں ملبوس تھا اور ہمراہ میں دو نوکر تھے۔ ہاتھیوں کو یوں سجایا گیا تھا گویا وہ میلے کے لیے تیار کیے گئے ہوں۔ عورتوں کی ایک بڑی تعداد فوج کے ہمراہ تھی۔ فوج کے کیمپ میں دہلی جتنی دکانیں اور مال تھا۔ نادر شاہ کی فوج کو دیکھتے ہی محمد شاہ کی فوج کی شان و شوکت ہوا ہو گئی۔ نادر نے دہلی کو آگ اور خون میں نہلا دیا' وہ اس طاقتور اور ناکارہ بادشاہ کا تمام خزانہ لوٹ کر لے گیا اور بے عزتی کے طور پر اسے اس کا تاج و تخت واپس کر دیا۔

بعض داستانوں اور مورخین کے مطابق دہلی میں ایک فقیر نے نادر شاہ کے گھوڑے کو روک کر نادر شاہ سے کہا

''اگر تم خدا ہو تو ہمیں اپنا شکار سمجھو اور اگر انسان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو ہمیں بطور انسان معاف کرو۔''

جواب میں نادرشاہ نے کہا

''میں خدا نہیں' مگر وہ ہوں جسے اس نے زمین پر

موجود قوموں کی تنبیہہ کے لیے بھیجا ہے۔''

وہ خزانہ جو نادرشاہ دہلی سے لوٹ کر لے گیا اور جو اس کے لیے بیکار ثابت ہوا کیونکہ جلد ہی اس کے بھتیجے نے اسے قتل کر دیا' اس خزانے کی مالیت موجودہ وقت (جب یہ کتاب لکھی گئی) کے پندرہ سو ملین فرانسیسی رقم کے برابر تھی۔ اس بے تحاشہ دولت کا کیا بنا؟ کچھ حصہ تو بعد میں ہونے والی لوٹ مار میں دوسرے ہاتھوں کو منتقل ہو گیا ہو گا' باقی خوفزدہ اور لالچی لوگوں نے کہیں زمین کے سوراخ میں چھپا دیا ہو گا۔

ہندوستان اور فارس دنیا کے بدنصیب ترین ملک رہے ہیں۔ انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ خود کو ملنے والی نعمتوں کو خوفناک تباہی میں بدل ڈالے۔ نادرشاہ کی فتح نے ہندوستان کو' جبکہ اس کی موت نے فارس کو خون میں نہلا دیا اور طوائف الملوکی کے حوالے کر دیا۔ دونوں واقعات انقلاب کا پیش خیمہ بنے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

اِنقلابات

فارس کا رہنے والا ایک جوان خدمت گار جو نادر شاہ کے دربار میں عصائے شاہی اٹھانے پر مامور تھا' اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شاہراہیں لوٹنے والا رہزن بن گیا۔ رہزن حکمران بن گیا۔

اسے اطلاع ملی کہ تین ہزار اونٹوں پر مشتمل ایک کاروان دہلی سے لوٹ مار کا سامان لے کر جس میں ہتھیار' غذائی مواد اور بہت سا سونا شامل تھا' فارس کی طرف جا رہا ہے۔ اس نے محافظ دستے کو قتل کر دیا' قافلہ پر قبضہ کر لیا اور اس طرح دہلی کے شمال مشرق میں ایک پوری بادشاہت کے خزانے کا مالک بن بیٹھا۔ یہ بادشاہت (غزنی) ایک زمانے میں باختر کا حصہ تھی۔ اس کی سرحدیں ایک جانب کشمیر کے خوبصورت صوبے تک تھیں تو دوسری جانب کابل تک۔

یہ رہزن ابدالی تھا' جو ایک شہزادہ اور ہیرو تھا اور جو 1746ء میں تمام ہندوستان فتح کرنے کی نیت سے دہلی کی جانب بڑھا تھا۔ عین اسی وقت لبورد نے مدراس پر قبضہ کیا۔

عمر رسیدہ مغل محمود نے جس کی قسمت چوروں کے ہاتھوں خوار ہونا تھی' چاہے وہ بادشاہ تھے یا پھر بادشاہ بننے کے خواہش مند۔ اس نے مقابلے کے لیے پہلے تو اپنے وزیر اعظم کو روانہ کیا جو کہ اس کے پوتے احمد شاہ کو فن سپاہ گری سکھلا رہا تھا۔ دہلی کے داخلی علاقے کے قریب جنگ لڑی گئی۔ جنگ کا فیصلہ نہ ہو سکا لیکن وزیر اعظم قتل ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہی فوج کے امراء نے اسے گلا گھونٹ کر مار دیا اور مشہور کر دیا کہ اس نے زہر کھا لیا تھا۔

اس کا پوتا احمد شاہ اس لڑکھڑاتے ہوئے تخت کا وارث بنا۔ ایک شہزادہ جس کی تصویر کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں پیش کی گئی ہے۔۔ دلیر مگر کمزور' شہوانی' قوت فیصلہ سے محروم' ناقابل اعتبار' متلون مزاج جس کی قسمت میں اپنے دادا سے زیادہ بدنصیب ہونا لکھا تھا۔ گاسی نامی ایک راجہ نے کئی بار اس کی مدد کی اور کئی بار دھوکہ بھی دیا۔ آخر کار اس نے احمد شاہ کو گرفتار کرنے کے بعد اس کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اس تشدد کے نتیجے میں بادشاہ کی موت واقع ہوگئی۔ راجہ گاسی چونکہ خود بادشاہ نہ بن سکتا تھا لہٰذا اس نے تیمور لنگ کی نسل سے عالمگیر نامی ایک شخص کو بادشاہ بنا دیا' جو خود بھی دوسروں ہی کی طرح خوش نہ رہ سکا۔ امراء جان نثاریوں کے آغاؤں کی مانند' چاہتے ہیں کہ ہمیشہ تیمور کی نسل ہی تخت پر قابض ہو۔ ویسے ہی جیسے کہ ترک عثمانی نسل کے فرد کو تخت نشین دیکھنا چاہتے ہیں' اس کے لیے یہ بات اہم نہیں کہ حکومت کون کر رہا ہے' آیا وہ اہل ہے یا نااہل' بشرطیکہ وہ خاندان سے ہو۔ وہ اسے معزول کرتے ہیں' اس کی آنکھیں نکال دیتے ہیں اور اس تخت پر اسے مار ڈالتے ہیں جو ان کے لیے مقدس ہے۔ یہ اورنگزیب کے وقت سے ہوتا آ رہا ہے۔

ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے طوفانوں کے بیچ' کس طرح نواب' صوبیدار اور راجہ جن کا تعلق وسطی ہندوستان سے تھا' آپس میں ان صوبوں کے لیے لڑتے رہے جو ان کے ہاتھ سے نکل جاتے اور کس طرح انگریز اور فرانسیسی گروہ اس مال غنیمت میں حصہ دار بننے کی تگ و دو کرتے رہے۔

ہم نے بتلایا ہے کہ کس طرح یورپینوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے جنگ میں حصہ لیا یا پھر یہ کہ کس طرح انہوں نے ہندو فوج کو شکست دی۔ یہ سپاہی جن کا تعلق ویساپور' آرکوٹ' تنجور' گولکنڈہ' اڑیسہ' بنگال' کیپ کورموین سے پام پر و مونتاری اور گنگا کے دہانے تک تھا' یہ سب کے سب ناکارہ سپاہی تھے۔ ان میں فوجی نظم و ضبط کا فقدان ہے' وہ صبر سے کام نہیں کر سکتے' مالکوں کے وفادار نہیں ہوتے۔۔ ان کی دلچسپی صرف اپنی تنخواہ سے ہوتی ہے جو کہ مزدوروں اور کاریگروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایسی روایت ہے جو یورپ کے برعکس ہے۔ نہ تو وہ خود نہ ہی ان کے افسر خود کو شاہ کے مفادات کے بارے میں پریشان کرتے ہیں' وہ صرف شاہ کے خزانے کی تھیلیوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بہرکیف' ہندوستانی ہندوستانیوں سے بھی تو لڑتے ہیں اور وہ برابر کی کمزوریوں اور قوتوں کے مالک ہوتے ہیں' ان کے جسم مشقت کم ہی برداشت کر پاتے ہیں اور وہ مر جاتے ہیں۔

ان کمزور فوجیوں کے برعکس وہ پہاڑی علاقے کے رہنے والے فوجی جنہیں مرہٹہ کہا جاتا ہے' جن کا جسم زیادہ مضبوط ہوتا ہے' پہاڑی علاقوں کے دیگر باشندوں کی طرح' وہ زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جفاکش' زیادہ دلیر' میدانی علاقوں کے باسیوں سے زیادہ آزادی کے دلدادہ ہیں۔ مرہٹوں کی مثال سوئٹزرلینڈ کے ان سپاہیوں کی سی ہے جنہوں نے چارلس ہشتم اور لوئی دواز دہم کے لیے جنگیں لڑی تھیں۔ جو بھی ان (مرہٹوں) پر غالب آ سکتا فتح اسی کی ہوتی اور ان کی تنخواہ بھی بہت ہوا کرتی تھی۔ وہ (مرہٹہ) اپنا ایک لیڈر چُن لیتے ہیں جس کی وہ صرف جنگ کے دوران اطاعت کرتے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ اطاعت میں اچھے نہ تھے' یورپین لوگ ان کے سردار کو 'بادشاہ' کہہ کر بلاتے ۔۔۔ یہ لفظ کتنا غلط طریقے سے استعمال ہوتا رہا ہے۔ کبھی وہ بادشاہ کی طرف سے لڑتے ہیں کبھی بادشاہ کے خلاف باری باری کبھی وہ ایک نواب کی حمایت میں دوسرے نواب سے لڑتے ہیں تو کبھی انگریز یا فرانسیسیوں کی طرف سے۔

تاہم ہمیں یہ نہ سوچنا چاہیے کہ ہندو مرہٹے' باوجود اس کے وہ برہمنوں کے مذہب کو مانتے ہیں' اس مذہب کے سخت رسوم کو بھی مانتے اور عمل کرتے ہوں گے۔ وہ اور دیگر سپاہی بھی' گوشت اور مچھلی کھاتے ہیں' ملنے پر وہ تند شراب بھی پیتے ہیں۔ ہر ملک میں لوگ مذہب کو اپنی خواہشات کے سانچے میں ڈھال لیتے ہیں۔

انہی مرہٹوں نے ابدالی کو ہندوستان فتح کرنے سے روکا۔ یہ نہ ہوتے تو وہ بھی دوسرا تیمور لنگ یا الیگزینڈر بن جاتا۔ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ کیسے محمود کے پوتے کو اس کے ایک ماتحت نے مار ڈالا تھا۔ اس کے جانشین اورنگزیب نے بھی اپنی مختصر عمر میں ایسا ہی انقلاب دیکھا اور ویسی ہی موت مرا۔ مرہٹوں نے اس کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا' دہلی میں داخل ہو گئے اور سات روز تک اسے تباہ کرتے رہے۔ ابدالی 1757ء میں لوٹ کر آیا اور افراتفری اور تباہی میں مزید اضافے کا باعث بنا۔ بادشاہ عالمگیر جس پر اس کا وزیر حکم چلاتا اور بدسلوکی کرتا تھا' نے اسی ابدالی سے مدد مانگی۔ وزیر نے طیش میں آ کر پہلے تو اسے قید کر دیا پھر جلد ہی اس کا سر قلم کروا دیا۔ یہ آخری تباہی چند سال بعد رُونما ہوئی۔ ہماری یادداشتیں بنیادی چیزوں پر تو اتفاق کرتی ہیں مگر تاریخوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کس مہینے' کس سال کوئی مغل بادشاہ مارا گیا جبکہ اس وقت یورپ میں کئی بادشاہ مارے جا رہے تھے۔

جرائم اور تباہی کا یہ انبار جو بغیر وقفہ کے رواں دواں ہے' بالآخر قاری کو متنفر کر دیتا ہے۔ ان کی تعداد اور فاصلے ان واقعات سے پیدا ہونے والی ہمدردی کو کم کر دیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دہم

جزیرہ نُما کے ان ساحلی علاقوں کا بیان

جہاں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے تجارت کی اور جنگیں لڑیں

یہ بتلانے کے بعد کہ بادشاہ کون تھے' امرا' عوام' سپاہی اور مذہبی کون تھے جن سے جنرل لالی کو لڑنا اور جن سے مذاکرات کرنا تھے' ہمیں انگریزوں کو بھی بیان کرنا ہوگا کیونکہ انہی کے مدمقابل اسے بھیجا گیا تھا۔ لہٰذا پہلے ان مقبوضات کا ذکر ضروری ہے جو مختلف انگریز یورپی اقوام نے حاصل کی تھیں اور جو ہندوستان کے مغربی اور مشرقی ساحلوں پر واقع تھیں۔

بدقسمتی سے ہم یہاں قارئین کے سامنے جغرافیائی نقشہ پیش نہیں کر سکتے' ہمارے لیے یہ سہل نہ ہوگا' نہ ہی ہمارے پاس وقت ہے' لیکن اگر کوئی قاری چاہے تو اس سلسلے میں رابطہ کر سکتا ہے۔ نقشہ نہ ہونے کی صورت میں تصور کیا جا سکتا ہے کہ جزیرہ نما ہند کا تمام ساحلی علاقہ یورپی تاجروں کی آبادیوں سے بھرا پڑا ہے جو یا تو وہاں کے باشندوں کی رعایت سے قائم ہوئیں یا پھر زور بازو سے۔

کیمبے کی داستانیں

شمال مشرق سے شروع ہوں۔ آپ خود کو جزیرہ نما کیمبے میں پائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں لوگوں نے دو سو برس تک کیمونل یعنی اشتراکی زندگی بسر کی۔ اگر ایسا ہوتا تو یہاں پر ''آبِ حیات'' موجود ہوتا جو کہ ایشیائی ناولوں کا موضوع رہا ہے' یا پھر ''جوانی کا چشمہ'' جو کہ یورپی ناولوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا موضوع رہا ہے۔

سورت

کیمبے خلیج کے آخر میں سورت ہے۔ یہ شہر اس وقت مغل فرمانروا کے قبضہ میں ہے۔ یہاں پر دنیا کے تمام ممالک کے تجارتی مراکز ہیں' خصوصاً آرمنی لوگ جو ترکی' فارس اور ہندوستان کے ایجنٹ ہیں۔

گوا

اس سے نیچے گوا کا جزیرہ ہے۔ ہر ملاح کہتا ہے کہ اس سے خوبصورت بندرگاہ دنیا میں موجود نہیں۔ نیپلز اور لزبن کی بندرگاہیں نہ تو اس سے بڑی ہیں نہ ہی خوبصورت۔ یہ شہر آج بھی ہندوستانیوں پر یورپین لوگوں کی برتری کی یادگار ہے' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ہندوستانیوں پر توپوں کی برتری کی یادگار ہے' جس سے یہ لوگ آشنا نہ تھے۔ گوا بدقسمتی سے اس مذہبی تحقیقات Inquisition کی وجہ سے مشہور ہے جو انسانیت اور تجارت دونوں سے متصادم تھیں۔ پرتگالی پادریوں نے الزام لگایا تھا کہ گوا کے لوگ شیطان کو پوجتے ہیں' حالانکہ وہ خود اس کی خدمت میں مصروف تھے۔ اگر آپ جنوب کی طرف جائیں تو آپ کو کینانور ملے گا جو کہ ولندیزیوں نے پرتگالیوں سے چھینا' جنہوں نے اسے مقامی لوگوں سے چھینا تھا۔

کالی کٹ

اس کے بعد ہم کالی کٹ کی قدیم بادشاہت کی جانب چلتے ہیں جس کے لیے پرتگیزیوں کو خون کی بہت قربانی دینی پڑی۔ یہ بادشاہت لمبائی اور چوڑائی میں ہمارے بیس لیگ کے برابر ہے۔ اس جگہ کا بادشاہ خود کو ''زیمورین' شاہوں کا شاہ'' کہلاتا تھا۔ جو بادشاہ اس کی رعیت میں تھے ان میں سے ہر ایک کے پاس پانچ سے چھ لیگ علاقہ تھا۔ یہ جگہ تجارت کا مرکز تھی' لیکن اب ایسا نہیں ہے اور تاجر وہاں نہیں جاتے۔ ایک انگریز جس نے عرصہ دراز تک ان ساحلوں کا سفر کیا ہے' نے بتلایا کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایشیا کا سب سے خوشگوار علاقہ ہے' اور اس کا موسم صحت بخش ہے کہ یہاں کے تمام درخت ہمیشہ سبز رہتے ہیں اور زمین ہمیشہ پھلوں پھولوں سے ڈھکی رہتی ہے۔ لیکن انسانی حرص تاجروں کو اس لیے ہندوستان نہیں بھیجتی کہ وہ شیریں ہوا سونگھیں اور پھول جمع کرتے پھریں۔

تحریر شدہ جھوٹ

ایک پرتگیزی پادری نے لکھا تھا کہ جب یہاں کا بادشاہ شادی کرتا ہے تو پہلے وہ اپنے جوان ترین مذہبی پیشوا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ شب بسر کرے اور یہ کہ یہاں کی تمام عورتیں بشمول ملکہ سات شوہر رکھنے کی مجاز ہوتی ہیں کہ وراثت بیٹوں کو نہیں بلکہ بھتیجوں کو ملتی ہے اور آخر یہ کہ تمام باشندے شیطان کی پوجا کرتے ہیں۔ یہ خرافات بیس مختلف تاریخوں میں رقم ہیں' بیس جغرافیہ کی کتابوں میں حتیٰ کہ La Martiniere میں بھی۔ ایسے تاریخ دانوں پر انسان کو سخت غصہ آتا ہے جو ایسی خرافات لکھتے ہیں اور شرم نہیں محسوس کرتے کہ وہ لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

ہم یہاں یہ بات دہرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ابتدائی برہمن جنہوں نے بت تراشی' مصوری' پتھروں پر منظر کشی' حساب اور جیومیٹری ایجاد کی۔ پاکیزگی کے Symbol یعنی علامت کے طور پر عورت کو پیش کرتے جسے انہوں نے دس ہاتھ لگائے تاکہ وہ ان دس بلاؤں سے لڑ سکے جو دس گناہ ہیں جن سے انسان کا پالا پڑتا ہے۔ یہ وہ تمثیلی مجسمے تھے جن سے جاہل' فریب خوردہ اور فریب دینے والے ملاح دھوکہ کھا گئے اور انہیں شیطان اور بیلز یبب (شیطان کا ساتھی) سمجھ بیٹھے۔ یہ وہ قدیم فارسی نام ہیں جو کہ ہندوستان میں کبھی نہ سنے گئے تھے۔ انسانیت کے ان پہلے استادوں کی اولاد' موجودہ برہمن اگر ہمارے ملک دیکھنے کی خواہش کریں' ہم جو کہ عرصہ دراز تک غیر مہذب رہے اور دیکھیں کہ کس طرح ہماری حرص ہمیں کھینچ کر ان کے دیس لے گئی' تو وہ ہمارے بارے میں کیا کہیں اور سوچیں گے۔

تانور

ہمارے جغرافیہ دان تانور کو اب بھی بادشاہت لکھتے ہیں' یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ ایک خوشی کا گھر ہے' دلفریب جگہ پر واقع ہے جہاں قرب وجوار کے لوگ قیمتی اشیا خریدنے جاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنگانور

اس کے فوراً بعد چنگانور کی بادشاہت آتی ہے' یہ بھی تقریباً تانور جتنا علاقہ ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق اس چھوٹے سے علاقے میں اتنے بادشاہ پائے جاتے ہیں جتنے فرانس اور اٹلی میں نواب جن کے پاس نہ زمین ہوتی ہے نہ کچھ اور۔

اگر چنگانور بادشاہت ہے تو ساتھ میں واقع کوکلون کو تو پھر سلطنت عظمیٰ کہنا چاہیے کیونکہ اس کا رقبہ 3 x 12 لیگ ہے۔ ولندیزیوں نے ان ریاستوں سے پرتگیزیوں کو نکال باہر کیا' کرنگانور میں ایک تجارتی مرکز قائم کیا اور اسے ایک ایسے قلعے میں تبدیل کر دیا کہ وہ سارے بادشاہ مل کر بھی اس قلعہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ وہ کرنگانور میں' جو ایک نہایت حسین جگہ ہے' بھرپور تجارت کر رہے ہیں۔

اس جزیرہ نما کے بتدریج تنگ ہوتے ساحل پر ولندیزی خط استوا کی جانب بڑھتے رہے اور پرتگیزیوں سے کوچن کی بادشاہت میں واقع ان کا قلعہ چھین لیا۔ کوچن ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جو ایک زمانے میں بادشاہوں کے بادشاہ' یعنی کالی کٹ کے زیمورین کے قبضے میں تھا۔ تقریباً تین سو سال قبل ان بادشاہوں نے یورپ کے مسلح تاجروں کو اپنی سرزمین پر مستحکم ہوتے' آپس میں ایک دوسرے کو نکال باہر کرتے' اور باری باری تجارت پر قبضہ کرتے دیکھا۔ تین سو لیگ پر پھیلے ہوئے اس ساحلی علاقے کے باشندے یہ سب دیکھتے رہے، وہ انہیں روکنے کے قابل نہ تھے۔

ٹراونکور ☆

جزیرہ نما کے آخری حصے میں ٹراونکور واقع ہے۔ انسان کو سیاحوں اور مشنریوں کی اس کمزوری پر حیرت ہوتی ہے کہ بادشاہت سے ان چھوٹے چھوٹے دیہات' جیسے کہ ٹراونکور' کو باہر نکال دیا۔

☆ ایک Jesuit پادری مارٹن کا کہنا ہے کہ ٹراونکور میں رسم ہے کہ ہر سال لوگوں سے چندہ جمع کرنے کے بعد تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک شخص نے سینٹ فرانسس زیویر Francis Xavier سے کہا کہ لاٹری اگر اس کے نام نکل آئی تو وہ Jesuits کو چندہ دے گا۔ لاٹری اس کے نام سے نکل آئی' اس نے دوسری بار عہد کیا اور لاٹری پھر اس کے نام نکل آئی۔ پھر بھی بقول مارٹن کے' مقامی لوگوں کی فرانسیسیوں کے مذہب سے خوف اور دوری ختم نہ ہوئی۔ مارٹن کا شکوہ بے جا تھا۔ (بقیہ اگلے صفحے پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ان میں سے ہر بادشاہت چاہے صرف پچاس لیگ ساحلی علاقے پر مشتمل ہوتی' تب بھی سُورت سے کیپ کورمورین تک بارہ سو لیگ علاقہ بن جاتا اور ہندوستانیوں میں آج ایک بھی مسیحی نہیں ملتا۔ اگر آبادی کا سواں حصہ بھی عیسائی بنا دیا جاتا تو آج ہندوستان میں ایک ملین سے زیادہ مسیحی ہوتے۔

سینٹ فرانسس زیویر سے عجیب معجزات منسوب ہیں۔ مثلاً اس کا جاپان اور ہندوستان میں پہنچتے ہی وہاں کی تمام زبانوں میں وعظ کرنا' نو مردے جسے انہوں نے زندہ کیا' ایک دوسرے سے کافی دوری پر واقع دو بحری جہازوں میں اس کی بیک وقت موجودگی' اس کی صلیب کا سمندر میں گر جانا اور ایک کیکڑے کا اسے واپس لانا' کیا ایسے مقدس مذہب میں ہمیں ایسی کہانیاں شامل کرنی چاہییں۔

یہی مارٹ' جس نے ہندوستان میں بہت وقت گزارا' کہتا ہے کہ ان علاقوں میں کولاری لوگوں کا ایک چھوٹا سا قبیلہ رہتا ہے۔ وہاں جب دو فریقوں کے درمیان جھگڑا ہو تو جو کام ایک فریق کرے وہ دوسرے کو بھی کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک کی آنکھ ضائع ہو جائے تو دوسرے فریق کو خود اپنی آنکھ نکالنی پڑتی ہے۔ اگر ایک فریق اپنی بیوی کو قتل کر دے اور کھا جائے اور دوسری فریق کو اپنی بیوی قتل کرنا پڑتی اور کھانا پڑتی ہے۔

ایک عالم انگریز شخص مسٹر اورمے Orme کا کہنا ہے کہ اس قسم کے شیطانی کاموں کا کولاریوں میں کوئی وجود نہیں اور پادری مارٹن نے جھوٹ لکھا ہے۔ (مسٹر اورمے نے کولاریوں کے درمیان بہت وقت گزارا ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہواں باب

ساحل کی پیمائش (Survey)

آخر میں ہم مشہور کیپ کورمورین پہنچتے ہیں جس سے رومن لوگ آگسٹس Augustus کے زمانے ہی سے واقف ہیں اور پھر ہم Pearl Coast (موتیوں کا ساحل) پہنچتے ہیں جسے Fishery کہتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہندوستانی غوطہ خور موتی نکال کر مشرق اور مغرب کو فراہم کرتے تھے۔ جب پرتگیزیوں نے سولہویں صدی میں اس جگہ کو دریافت کیا اور پھر قبضہ کیا تو اس وقت بھی یہاں پر کافی موتی پائے جاتے تھے۔ اس وقت سے یہ زبردست کاروباری ذریعہ کمزور پڑتا چلا گیا' یا تو اس بنا پر کہ زیادہ مشرقی علاقوں میں واقع سمندروں میں اس سے بہتر معیار کے موتی ملنا شروع ہو گئے یا پھر وہ مواد جو موتی بناتا ہے اس علاقے میں بدلنا شروع ہو گیا ہے' ویسے ہی جس طرح سونے اور چاندی کی کئی کانیں ایک عرصہ تک پیداوار دینے کے بعد بنجر ہو جاتی ہیں۔

سیلون کا مشہور جزیرہ

اس سے آگے آپ خط استوا سے آٹھ ڈگری شمال کی طرف جائیں تو دائیں طرف آپ کو ترپوبین Trapobane کا جزیرہ ملے گا جسے بعد میں عربوں نے سراندیب کا نام دیا اور آخر میں اس کا نام سیلون پڑ گیا۔ اس جزیرے کو بیان کرنے کے لیے ہم اتنا کہیں گے کہ جب پرتگال کے بادشاہ عمانوئیل Emmanuel نے اپنے ملک کے ایک بحری جہاز کے کپتان سے پوچھا کہ کیا سیلون اتنا ہی خوبصورت ہے جتنی اور جیسی کہ اس کی شہرت ہے تو جواب میں کپتان نے کہا۔

''میں نے وہاں سمندر دیکھا جس پر موتیوں کا فرش سا پڑا ہوا تھا' ساحل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنبر سے ڈھکے ہوئے' جنگلات آبنوس اور دار چینی سے بھرے ہوئے'
یاقوت کے پہاڑ اور شفاف بلو سے ڈھکی ہوئی غاریں۔۔۔اور یہ سب
میں اپنے جہاز میں آپ کے لیے لا رہا ہوں۔''

کیا شاندار جواب تھا' اور وہ مبالغہ بھی نہیں کر رہا تھا۔

ولندیزی پرتگیزیوں کو اس جزیرے سے نکالنے میں ناکام نہ رہے۔ایسا لگتا ہے کہ گویا پرتگیزیوں نے مصیبت بھرے سفر' اور ایشیا کے قلب میں اتنی ساری فتوحات محض ولندیزیوں کی خاطر کیں۔ولندیزیوں نے سیلون کے تمام ساحلوں پر قبضہ کرنے کے بعد ہر کسی کے وہاں پر لنگر انداز ہونے پر پابندی عائد کر دی۔انہوں نے جزیرہ کے حکمران کو اپنا تابع بنالیا اور ہندوستان کے راجاؤں' نوابوں اور صوبیداروں کو خیال تک نہ آیا کہ وہ اس علاقے کو ان سے چھین لیں۔

مالا بار کے ساحل کو چھوڑتے ہوئے' جس کا سروے ہم پہلے ہی کر چکے ہیں' ہم کورومنڈل اور بنگال پہنچتے ہیں جو کہ وہاں کے شہزادوں کی باہمی جنگوں اور فرانس اور انگلینڈ کی لڑائی کا میدان ہیں۔

ہم مزید بادشاہوں کا ذکر نہ کریں گے' بلکہ اب ہمارا موضوع صوبیدار' نواب اور راجہ ہوں گے۔کورومنڈل کا ساحل' مالا بار کی طرح' یوروپین لوگوں کے پاس ہے۔پہلے ہمارا سامنا نیگاپٹم میں ولندیزیوں سے ہوگا جنہوں نے بقول لوگوں کے اسے ایک خوشحال اور ترقی یافتہ شہر بنا دیا ہے۔

ذرا بلندی پر ٹرنکوبار Tranquebar کا چھوٹا سا علاقہ ہے جو ڈنمارک کے لوگوں نے خریدا ہے اور جہاں پر انہوں نے نیگاپٹم سے بھی زیادہ خوبصورت ایک چھوٹا سا شہر آباد کیا ہے۔ٹرنکوبار کے قریب کاریکل Caricul کے مقام پر فرانسیسیوں نے ایک تجارتی مرکز اور ایک قلعہ تعمیر کیا ہے۔اس سے بھی اوپر انگریزوں کا علاقہ گودیلور Goudelour اور سینٹ ڈیوڈ ہے۔

پانڈیچری

سینٹ ڈیوڈ کے قلعے کے قریب ہی ایک بنجر میدانی علاقے میں' جہاں پر کوئی بندرگاہ نہیں۔فرانسیسیوں نے دوسروں کی دیکھا دیکھی دکن کے صوبیدار سے ایک قطعہ زمین خرید کر پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سٹیشن بنایا پھر بعد میں اسے ایک اہم قصبے کی شکل دے دی۔ یہ پانڈیچری تھا جس کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ ابتدا میں یہ محض ایک تجارتی مرکز تھا جس کے اطراف ایشیا یعنی کیکر، کھجور، ناریل اور تھوہر کے درخت اور پودے تھے اور اسے 'سرحدی باڑھ' کہا جاتا تھا۔

مدراس

تیس لیگ شمال کی جانب مدراس واقع ہے جو کہ انگریزوں کا سب سے بڑا کاروباری مرکز ہے۔ شہر کا بیشتر حصہ مہیلا پور کے کھنڈرات پر بنا ہوا ہے۔ پرتگیزیوں نے اس کا نام بدل کر نئی ٹامس ڈائڈائم Thomas Dydime کے نام سینٹ ٹامس رکھ دیا۔ ان علاقوں میں اب بھی شامیوں کی باقیات ملتی ہیں، جنہیں ماضی میں ''ٹامس کے مسیحی'' کہا جاتا تھا، کیونکہ ٹامس نام کا ایک شامی تاجر اپنے ساتھیوں سمیت چھٹی صدی عیسوی میں یہاں آ بسا تھا۔ جلد ہی لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی شخص سینٹ ٹامس ہے۔ ہر جگہ ہمیں یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ عوامی رائے اکثر روایتوں کو جنم دیتی ہے اور غلط تاویلیں رسومات اور یادگاروں کو۔

پرتگیزی اس بات کو مانتے تھے کہ سینٹ ٹامس پاپیادہ یروشلم سے کورومنڈل تک بحیثیت ایک دھان کے آیا تا کہ یہاں کے بادشاہ گوندسر Gondaser کے لیے ایک شاندار محل تعمیر کر سکے۔ Jesuit پادری ٹیکارڈ Techard نے مدراس کے قریب ایک کھوہ دریافت کی جو کہ سینٹ ٹامس نے پہاڑ کے درمیان بنائی تھی تا کہ بقول ٹیکارڈ' وہ بھالے سے حملہ کرنے والے ایک برہمن سے اپنی جان بچا سکے۔ حالانکہ کبھی کسی برہمن نے بھالے سے کسی پر وار نہیں کیا۔ انگریز اور فرانسیسی مسیحیوں نے انہی میدانوں میں ایک دوسرے کو توپوں سے مارا ہے' حالانکہ قدرت نے یہ میدان اس لیے نہ بنائے تھے۔ سینٹ ٹامس کے مسیحی کم از کم پُرامن تاجر تو تھے۔ ذرا سا ہٹ کے پالیکٹ Palicate کا چھوٹا سا قلعہ ہے۔ وہاں سے پرتگیزی نواب گولکنڈہ سے ہیرے خریدتے ہیں۔

مسولی پٹم

پچاس لیگ شمال میں انگریز اور فرانسیسی مسولی پٹم کے لیے نبرد آزما تھے۔ وہ جگہ جہاں بہترین اور نہایت خوشنما رنگدار کپڑا ملتا ہے اور جہاں سبھی ممالک تجارت کرتے ہیں۔ اس تمام علاقے کو ڈوپلے نے نواب سے حاصل کر لیا۔ اس ساحلی شہر کے تمام حصوں کو غیر ملکیوں نے آپس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بانٹ لیا ہے اور مقامی لوگوں نے اپنے لیے زمین کا کچھ حصہ بھی نہیں رکھا۔

مسولی پٹم سے گزرنے کے بعد ہم گولکنڈہ کی بلندیوں پر پہنچتے ہیں جہاں پر ہیروں کی کانیں ہیں جو انسانی حرص کا سب سے بڑا مرکز ہیں۔ یہاں کے نوابوں نے بڑے عرصے تک غیر ممالک کو ان علاقوں میں مستقل آبادیاں یا مراکز قائم کرنے سے روکے رکھا۔ سب سے پہلے انگریزوں اور ولندیزیوں کے گماشتے یہاں پہنچے تاکہ ہیرے خرید کر یورپ میں بیچ سکیں۔

کلکتہ

گولکنڈ کے شمال میں انگریزوں کے پاس کلکتہ کا چھوٹا سا شہر تھا جو کہ خود انہوں نے بنگال میں گنگا دریا کے کنارے آباد کیا تھا۔ یہ علاقہ دنیا کے خوبصورت ترین' امیر ترین اور خوش کن ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔

چندر نگر

جہاں تک فرانسیسیوں کا سوال ہے تو ان کا چندر نگر اور ایک اور چھوٹے سے تجارتی مرکز پر قبضہ تھا جو کہ گنگا کے کنارے تھا۔ چندر نگر وہ جگہ ہے جہاں ڈوپلے نے بے تحاشہ دولت جمع کی اور جسے بعد میں گنوا دیا۔ گورنر بنگال بننے سے پہلے اس نے اپنے خرچ پر پندرہ بحری جہاز آراستہ کیے تھے جو ایشیا کی تمام بندرگاہوں پر لنگر انداز ہوا کرتے تھے۔ یہ کام اس نے چندر نگر میں ہی کیا۔

ہُگلی

کلکتہ اور چندر نگر کے درمیان واقع ہُگلی شہر کا قبضہ ولندیزیوں کے پاس ہے۔ یہ دلچسپ بات توجہ کے لائق ہے کہ ہندوستان میں ہونے والی لڑائیوں نے جہاں انگریزوں کو تباہی کی طرف دھکیلا ہے' فرانسیسیوں کو تباہ کیا ہے' وہیں ولندیزیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ انہوں نے ان جنگوں میں کسی کی طرفداری نہیں کی' وہ کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے اور مزے سے تجارتی فائدے اٹھاتے رہے اور سلطنت اور حکومت بنانے کے چکر سے دور رہے۔ باٹویا Batvia میں ویسے بھی ان کی حکومت موجود تو تھی ہی۔ پہلے ان کو ہسپانوی اور ولندیزی لوگوں سے لڑتے دیکھا گیا مگر بعد کی جنگوں میں انہوں نے چالاک گفت وشنید کرنے والوں کا رول ادا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات خاص طور پر توجہ کے لائق ہے کہ باوجود اس کے کہ ہندوستان کی بندرگاہوں پر کئی ممالک کے جنگی جہاز موجود تھے' یہ صرف ہندوستانی ہی تھے جن کا ایک بھی بحری جنگی جہاز ساحلوں پر موجود نہ تھا۔ سوائے ایک بحری قزاق کے جہاز کے۔ کیا یہ حکومت کی لاعلمی اور مہا کمزوری تھی؟ کیا یہ نرم مزاجی تھی' کیا یہ اپنے وسیع اور زرخیز زمینوں کی فیاضی تھی جسے ہمارے تحفوں کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یا ان عوامل کا مجموعہ تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہواں باب

لالی کی ہندوستان آمد سے پہلے کیا ہوا'

انگریا کا احوال بنگال میں انگریزوں کی تباہی

ہندوستان کے ساحلی علاقوں کا ذکر کرنے کے بعد جو کہ یورپ اور ایشیا کی تجارت کرنے والی اقوام کے لیے دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں' اب ہم انگریزوں کی دنیا کے لیے ایک خوبی کا ذکر کریں گے۔

انگریا کون تھا؟

سو سال پہلے کی بات ہے کہ کنوج انگریا نامی ایک مرہٹہ جس نے شاہ ہندوستان کے بحری حملے کے خلاف لڑنے والے اپنے کئی بحری جہازوں کی کپتانی کی تھی' بحری قزاق بن گیا اور بمبئی کی طرف لوٹتے وقت دوسرے ملاحوں' اپنے ہمسایوں' اپنے ہم وطنوں سبھی کو لوٹتا چلا گیا۔ اس نے یہاں کے ساحل کے بعض جزیروں پر قبضہ کرلیا جو کہ محض ناقابل رسائی چٹانیں تھیں۔ اس نے خندقیں کھود کر ایک جزیرے کو قلعہ کی طرح مستحکم کرلیا۔ اس کے قلعہ کی دیواریں دس سے بارہ فٹ تک موٹی تھیں جن پر توپیں نصب تھیں۔ یہاں اس نے لوٹ کا سارا مال چھپایا ہوا تھا۔ اس کام میں اس کا بیٹا اور پوتا بھی اس کے ساتھ شامل ہوگئے اور اس سے بھی زیادہ کامیابیاں حاصل کرنے لگے۔ بمبئی کے عقب میں واقع ایک پورا صوبہ آخری انگریا کے زیر نگیں تھا۔ ہزاروں مرہٹہ غنڈے' ہندوستانی' مسیحی بھگوڑے اور نیگرو اس ''بدمعاش جمہوریہ'' میں آکر شامل ہوگئے جو کہ کافی حد تک الجزائر کی طرح تھا۔ انگریا خاندان نے بلاشک وشبہ ثابت کردیا کہ سمندر اور زمین ان کے ہوتے ہیں جو اس پر قبضہ کرلیں۔ ہم دو ڈاکوؤں کو اپنے لیے ہندوستان کے شمال اور جنوب میں عظیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہتیں قائم کرتے دیکھتے ہیں۔ ایک کابل کا (احمد شاہ) ابدالی دوسرا بمبئی کا انگریا۔ کئی ایسی بڑی طاقتیں اسی طرح کی ابتدا سے وجود میں آئیں۔

انگریزوں کے ایک کے بعد دو بحری بیڑے ان نئے فاتحین کے مقابلے کے لیے تیار کرنے پڑے۔ ایڈمرل جیمس نے 1755 میں اس جنگ کی ابتدا کی (اسے جنگ کا لفظ دینا مناسب ہے)۔ ایڈمرل واٹسن نے اسے تکمیل تک پہنچایا۔ کپتان کلائیو جو بعد میں بہت مشہور ہوا' نے اس جنگ میں اپنی ضربی صلاحیت کو منوایا۔ ان بدنام چوروں کی تمام پناہ گاہوں پر باری باری قبضہ کرلیا گیا۔ وہ چٹان جوان کا مضبوط گڑھ تھی' وہاں سے تجارتی اجناس کے بڑے بڑے ڈھیر' دو سو توپیں' اسلحہ خانے جن میں ہر طرح کا اسلحہ موجود تھا' سونا' ہیرے' موتی اور عطر جن کی مالیت ایک سو پچاس ملین فرانک بنتی تھی' برآمد ہوئے۔ ایسی اشیا بھلا کرومنڈل میں مل سکتی تھیں۔

انگریا فرار ہوگیا جبکہ اس کی ماں' بیوی اور بچوں کو ایڈمرل واٹسن نے گرفتار کرلیا۔ اس نے ان سے اچھا سلوک کیا۔ سب سے چھوٹے بچے کو جب پتہ چلا کہ اس کا باپ فرار ہوگیا ہے تو اس نے واٹسن کے گلے میں بانہیں ڈال کر کہا ''تو اب تم میرے باپ بنو گے۔'' جب ترجمان نے یہ الفاظ ترجمہ کرکے واٹسن کو بتلائے تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ واقعتاً تمام خاندان کے باپ جیسا بن گیا۔ اس خوشگوار کام کا بنگال کے ایک بڑے سٹیشن پر ایک بڑی تباہی کی شکل میں اجر دیا گیا۔

انگریزوں کی تباہی

بنگال کے صوبیدار اور گنگا پر واقع کلکتہ سٹیشن کے مابین ایک تنازعہ کھڑا ہوگیا۔ شہزادے کا خیال تھا کہ انگریزوں نے کلکتہ میں ایک بڑی چھاؤنی بنا رکھی تھی کیونکہ اس پر ان کا قبضہ تھا۔ حالانکہ شہر میں صرف ایک تاجروں کی کونسل تھی اور تین سو فوجی تھے۔ ہندوستان کے سب سے بڑے شہزادے نے ساٹھ ہزار فوج' تین سو توپوں اور تین سو ہاتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کردی۔

ایک کوئیکر Quaker گورنر

کلکتہ کا گورنر ڈریک' ایڈمرل ڈریک سے بہت مختلف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مذہباً وہ نصرانی تھا۔ اس فرقہ کے لوگ پنسلوانیا Pensylvania میں زیادہ تر پائے جاتے ہیں اور کوئیکر کہلاتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ان سادہ لوح لوگوں ''نئی دنیا'' (امریکہ) کا شہر فلاڈلفیا جن کا آبائی وطن ہے' سے شرمندہ ہیں کیونکہ وہ جنگ سے اتنی ہی نفرت کرتے ہیں جس قدر کہ برہمن۔ان لوگوں کی نظر میں جنگ جرم ہے۔ڈریک ایک چالاک تاجر اور اچھا شخص تھا۔اس وقت تک اس نے اپنا مسلک چھپا کر رکھا تھا۔جب اس نے اپنے مسلک کو ظاہر کیا تو کونسل نے اسے چھپانے کے لیے گنگا بھیج دیا۔

کوئی تصور کر سکتا ہے کہ مغلوں نے پہلے حملے میں بارہ ہزار افراد گنوا دیئے؟۔رپورٹیں ہمیں یہی بتلاتی ہیں۔اگر یہ سچ ہے' تو یورپ کی برتری ثابت کرنے کے لیے اس سے بہتر ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔لیکن وہ (انگریز) زیادہ دیر تک نہ جم سکے۔شہر پر قبضہ ہو گیا اور ہر ایک کو گرفتار کر لیا گیا۔ قیدیوں میں ایک سو چھیالیس انگریز افسر بھی تھے جنہیں ''اندھیرے کنوئیں'' میں قید کر دیا گیا۔ وہاں کی گرمی اور حبس نے (بلکہ اسے بخارات کہنا چاہیے) انہیں سخت اذیت پہنچائی۔یہ بخارات جو ہر انسان کے سانس کے خارج ہونے سے بنتے ہیں اور جنہیں 'ہوا اور اجزا' کا نام دیا گیا ہے' ان افراد میں سے ایک سو تئیس افراد کی ہلاکت ہو گئی۔بخارات کی یہ طاقت روشندانوں کی اہمیت کو واضح کرتی ہے' خصوصاً گرم موسم میں۔اور ان مہلک خطرات کی طرف اشارہ کرتی ہے جو قید خانوں بلکہ عوامی اجتماع کے مقامات پر بھی گھٹن سے پیش آ سکتے ہیں۔کلکتہ کا نائب گورنر مسٹر ہول ویل Holwell اس اچانک وبا سے بچ جانے والے افراد میں سے ایک تھا۔وہ لوگ اسے اور دیگر بائیس قریب المرگ افسروں کو مقصود آباد (یا مُرشد آباد) لے گئے جو کہ بنگال میں ہی تھا۔ صوبیدار کو ان پر رحم آیا اور ان کی زنجیریں کھلوا دیں۔ہول ویل نے جان بخشی کے لیے تاوان ادا کرنے کی پیشکش کی۔شہزادے نے یہ کہہ کر پیشکش مسترد کر دی کہ وہ پہلے ہی بہت مصیبت اٹھا چکا ہے' اور اسے آزاد کر دیا۔

ہول ویل۔۔۔واحد یورپین جس نے برہمنوں کے اعتقادات کو' برہمنوں کے اعتقادات سمجھا یہی وہ ہول ویل ہے جس نے نہ صرف آج کل کے برہمنوں کی زبان سیکھی۔یہی وہ شخص ہے جس نے بعد میں نہایت اہم یادداشتیں تحریر کیں اور جس نے مقدس زبان (سنسکرت) میں لکھی جانے والی قدیم کتابوں سے شاندار تحریریں ترجمہ کیں۔ان میں سے بعض فونیقی (Phoenician) مذہبی کتب' مصر کی Mercury اور چین کے پہلے قانون سازوں کی کتابوں سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔بنارس کے عالم برہمن ان کتابوں کی قدامت پانچ ہزار سال بتلاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم شکر گزار ہیں اس شخص کے جس نے طویل سفر محض علم کے حصول کی خاطر کیے۔ اس نے ہم پر وہ حقائق منکشف کیے جو کئی صدیوں سے پوشیدہ تھے' اس کی خدمات فیثا غورث اور تھین (اٹلی) کے اپالونیس Appolonius سے زیادہ اہم ہیں۔ ہم ان تمام حضرات سے جو علم کے حصول کی خواہش رکھتے ہیں' جیسا کہ ہول ویل رکھتا تھا' یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان قدیم داستانوں اور تمثیلات کا مطالعہ کریں جو فارس' بابل' مصر اور یونان میں سچی حکایتوں کے طور پر مقبول ہوئیں اور چھوٹی اور غریب اقوام سے لیکر بڑی اور خوشحال اقوام تک سبھی میں پسند کی گئیں۔ ایک دانا آدمی کے لیے یہ موضوعات زیادہ مناسب ہیں بہ نسبت ململ اور رنگے ہوئے کپڑوں کی خاطر لڑنے والے لوگوں کے قصوں کے' جنہیں ہم نہ چاہتے ہوئے بھی آگے بیان کرنے پر مجبور ہیں۔ اب ہم ہندوستان کے انقلاب کی جانب آتے ہیں۔ بنگال کے اس صوبیدار کا نام سراج الدولہ تھا اور نسلاً وہ ایک تاتاری تھا' کہا جاتا ہے کہ اورنگزیب کی طرح وہ بھی تمام ہندوستان پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ جاہ طلب تھا' کیونکہ اسے ایسا کرنے کا موقع ملا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سنگ دل اور کمزور دماغ والے بادشاہ سے بھی ناخوش تھا کیونکہ وہ سست اور بزدل بھی تھا اور وہ ان غیر ملکی تاجروں کو بھی ناپسند کرتا تھا جو ہندوستان کے مسائل سے فائدہ

ایسا نہیں کہ ہم مسٹر ہول ویل کی ہر بات پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ ہمیں کسی کے بھی اوپر ایسا اعتماد نہیں کرنا چاہیے لیکن اس نے ہمیں یہ تو بتلایا کہ گنگا کے باسیوں نے پانچ ہزار سال قبل ایک اسطور لکھی تھی' اور بقول پادری پیرنیٹن Parennin کے چینی اس وقت ایک متحدہ قوم تھے اور اگر وہ لوگ اس وقت ویسے عظیم تھے تو اس سے پہلے بھی رہے ہوں گے تو میں چند دنوں میں بڑی نہیں بن جاتیں۔ لہٰذا ان کی قدامت کے بارے میں رائے دینا ہمیں زیب نہیں دیتا' کیونکہ جب وہ دانا اور مہذب تھے اس وقت ہم وحشی اور جنگلی تھے۔ ہوسکتا ہے کہ ایشیا سے پہلے کبھی یورپ میں سائنس اور فنون کا علم رہا ہو جو انقلابات زمانہ سے ختم ہوگیا ہو۔ لیکن یورپ میں اس کے آثار نہیں ملتے جبکہ ایشیا ایسی یادگاروں سے بھرا پڑا ہے۔ جونہی اس نے انگریزوں کے قلعے پر قبضہ کیا ویسے ہی اس نے فرانسیسی اور ولندیزی لوگوں کو بھی دھمکانا شروع کر دیا' لیکن ان کے قلعے جلد ہی واپس خرید لیے گئے' ایک ایسی قیمت پر جو ہندوستانی لحاظ سے ٹھیک تھی۔ فرانسیسی قلعہ چھ لاکھ پاؤنڈ جبکہ ولندیزی قلعہ بارہ لاکھ فرانک میں بکا۔ کیونکہ ولندیزی نسبتاً امیر لوگ تھے۔ لہٰذا شہزادے کو اس بات سے دلچسپی نہ تھی کہ وہ ان لوگوں کو ضرور پہنچائے۔ اس کی (سراج الدولہ) فوج میں اس جتنا ہی جاہ طلب ایک اور شخص موجود تھا' جو اس کا رشتہ دار بھی تھا اور مغل فرمانروا کا بھی۔ چند تاجروں کے مقابلے میں اس سے خوفزدہ ہونا زیادہ معقول بات تھی۔ بہرکیف سراج الدولہ کو اس ترک وزیر اور سلطان قسطنطنیہ کے مقابلے میں زیادہ سوچ بچار کرنا تھی' جو یورپی شہزادوں کے شعروں کو ملک بدر کرنا چاہتے تھے لیکن بعد میں خود ترکی میں رہنے کے لیے انہی لوگوں کو بھاری قیمت ادا کرنے پر مجبور ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے اوران میں اضافہ کرنے آئے تھے۔

انگریزوں کا انتقام

جیسے ہی انگریزوں کی گنگا کے کنارے خطرے سے دوچار ہونے کی خبر مدراس پہنچی تو جتنے بھی مسلح افراد دستیاب ہوئے انہیں سمندری راستے سے مدد کے لیے بھیج دیا گیا۔

ڈی بسی نے جو تھوڑی بہت فوج کے ساتھ وہاں موجود تھا' صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور لاس Lass کے ساتھ مل کر ماسولی پٹم سے آگے انگریزوں کے تمام سٹیشنوں پر جو کہ اڑیسہ کے ساحلی علاقے پر گولکنڈہ اور بنگال کے درمیان واقع تھے' قبضہ کرلیا۔ اس کامیابی سے کمپنی کو' جو جلد ہی برباد ہونے والی تھی' وقتی سہارا مل گیا۔

اس دوران ایڈمرل واٹسن اور کرنل کلائیو' انگریا کو شکست دینے اور مالا بار ساحل کو بچانے والے' کورومنڈل کے سمندر سے بنگال کی جانب بڑھ رہے تھے۔ رستے میں انہیں معلوم ہوا کہ کلکتہ جانے کے لیے ان کے پاس جنگ کے سوا دوسرا راستہ نہیں لہٰذا وہ تیزی سے بڑھے' جلد ہی سورت سے لے کر گنگا کے دہانے تک' تین ہزار لیگ کی لمبائی میں جنگ چھڑ گئی ویسے ہی جس طرح یورپ کے حکمرانوں کے مفادات کی تبدیلی اور ٹکراؤ کے نتیجے میں جنگیں ہوتی ہیں جس سے نبی نوع انسان کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

جب ایڈمرل واٹسن اور کرنل کلائیو کلکتہ پہنچے تو انہوں نے کلکتہ کے شریف Quaker گورنر اور اس کے دیگر فرار ہونے والے ساتھیوں کو دریائے گنگا پر ٹوٹی ہوئی کشتیوں میں چھپا ہوا پایا۔ ان کا تعاقب نہیں کیا گیا تھا۔ صوبیدار کے پاس ایک لاکھ افراد کی فوج تھی' توپیں اور ہاتھی تھے مگر بحری جہاز نہ تھے۔ کلکتہ سے نکالے جانے والے انگریز گنگا کے کنارے مدراس کی جانب سے آنے والی مدد کا انتظار کر رہے تھے۔ ایڈمرل نے انہیں غذا فراہم کی۔ کرنل اور بحریہ کے دیگر افسروں نے مل کر صوبیدار کے دستوں پر حملے شروع کر دیئے' لیکن اس کا سامنا صرف ایک راجہ سے ہوا جو کسی شہر کا گورنر تھا اور ایک بڑے دستے کی کمان کر رہا تھا۔ کرنل نے اس پر حملہ کر دیا۔ یہ عجیب شخص بجائے اپنے علاقے کی طرف لوٹ جانے کے' اپنے فرمانروا کے پاس یہ پیغام لیکر پہنچ گیا کہ جن انگریزوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی وہ ان انگریزوں سے قطعاً مختلف تھے جنہیں کلکتہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرفتار کیا گیا تھا۔

کرنل کلائیو کا شہزادے کے نام انوکھا خط

کرنل کلائیو کے خط سے ایک بار پھر اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ یہ انگریز کلکتہ والے انگریز سے مختلف تھے۔ اس وقت کے اخباروں اور یادداشتوں کو اگر صحیح مان لیا جائے تنبیہی انداز میں لکھا گیا خط کچھ یوں تھا۔

> ''ایک انگریز ایڈمرل' جو کہ ایک ناقابل تسخیر بحری بیڑے کی قیادت کر رہا ہے اور ایک سپاہی جس کے نام سے آپ بخوبی واقف ہیں' آپ کو ان مظالم کی سزا دینے آئے ہیں جو آپ نے کیے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس ضمن میں ہمیں مطمئن کریں۔ بجائے اس کے کہ ہمارے انتقام کا انتظار کریں۔''

کلائیو اظہار خیال کے لیے اس طرح کے مشرقی اور گستاخانہ دلیری کے حامل انداز کے استعمال کا فن جانتا تھا۔ صوبیدار اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کا حریف جو کہ ایک بڑی فوج والا طاقتور شہزادہ ہے انگریزوں سے خفیہ مذاکرات کر رہا تھا۔ اس نے اس خط کا جواب اعلان جنگ سے دیا۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی' اس میں ایک جانب تو اسی ہزار فوجی تھے تو دوسری جانب چالیس لاکھ'☆ جن میں آدھے انگریز تھے اور آدھے مقامی سپاہی۔ اس کے بعد مذاکرات شروع ہوئے جس کے نتائج کا انحصار اس بات پر تھا کہ فریقین میں زیادہ چالاک کون ہے۔ صوبیدار (سراج الدولہ) نے کلکتہ اور جنگی قیدی چھوڑ دیئے لیکن ساتھ ہی ساتھ خفیہ طور پر فرانسیسی ڈی بسی کے ساتھ مذاکرات شروع کر دیئے۔ دوسری جانب کرنل کلائیو' جواب جنرل کلائیو تھا' نے خفیہ طور پر سراج الدولہ کے حریف سے ساز باز شروع کر دی۔ اس حریف کا نام صادق تھا جو اپنے رشتہ دار کو تباہ اور تخت سے بیدخل کرنا چاہتا تھا۔ سراج الدولہ اپنے نئے فرانسیسی دوستوں کے ذریعہ انگریزوں کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ میر جعفر نے اپنے خیمے میں انگریزوں کے ساتھ جس معاہدے پر دستخط کیے اس کی تفصیلات یوں تھیں:

☆ فوجوں کی تعداد کے حوالے سے مترجم کو غالباً سہو ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بادشاہت جو قرآن پر حلف اٹھا کر بیچ دی گئی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حاضر ناظر جان کو میں قسم کھاتا ہوں کہ اس معاہدے پر تادم حیات قائم رہوں گا اور اس پر عمل کروں گا' میں جعفر' وغیرہ وغیرہ۔

''انگریزوں کے دشمن میرے دشمن ہوں گے۔''

''اس نقصان کے ہرجانے کے طور پر جو انہیں (انگریزوں کو) سراج الدولہ سے ہوا ہے' میں انہیں ایک سو لاکھ (روپے' سکہ) دوں گا۔'' ہماری کرنسی کے مطابق چوبیس ملین پاؤنڈ۔

''دوسرے باشندوں (کلکتہ کے شہری) کے لیے پچاس لاکھ روپے۔'' ہمارے بارہ ملین پاؤنڈ۔

''انگریزی فوج کے ملازم ہندوؤں اور غیر ہندی مسلمانوں کے لیے بیس لاکھ روپے۔'' چار ملین آٹھ لاکھ پاؤنڈ۔

''یہ تمام مل کر چوبیس ملین' چار لاکھ' اسی ہزار پاؤنڈ بنے۔

''میں یہ تمام رقم نقد اور بلا تاخیر ادا کروں گا' جونہی مجھے ان علاقوں کا صوبیدار بنایا گیا۔''

''ایڈمرل' کرنل اور چار دوسرے افسر (جن کے نام وہ دے گا) اس رقم کو جس طرح چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ (یہ شرط اس لیے معاہدے میں شامل کی گئی تاکہ بعد میں ان افراد پر کوئی الزام نہ آ سکے)

ان تحائف کے علاوہ صوبیدار (جعفر) نے کرنل کلائیو کے مشورے پر کمپنی کے زیر انتظام علاقے کو بہت وسیع کر دیا۔ جب ڈوپلے نے نواب بنائے تھے تو اس نے ان سے اتنی مراعات کبھی نہیں لی تھیں۔

اس بات کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملتی کہ انگریز فوجیوں نے بائبل پر حلف اٹھایا تھا' غالباً ان کے پاس کوئی بائبل تھی ہی نہیں۔ مزید یہ کہ یہ معاہدے سے زیادہ قاصد کے لیے ایک پیغام تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ جعفر نے محض زبانی وعدے کیے تھے' اس کے حریف صوبیدار سراج الدولہ نے ڈی بسی راس کو اس دوران کافی رقم مہیا کی۔ وہ چاہتا تھا کہ جعفر کو قتل کر دیا جائے' لیکن اس نے اپنی حفاظت کا بڑا اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ دونوں نے' ایک دوسرے سے شدید نفرت کے تحت ناقابل شکست دوستیوں کے پیمان قرآن پر قسم کھا کر کیے تھے۔

کلائیو کی فتح

بالآخر سراج الدولہ اور کرنل کلائیو کی افواج کے درمیان 30 جون کو ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی۔ سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔ اس کی توپیں' اس کے ہاتھی اور دیگر ساز و سامان اس سے چھن گیا۔ اس دوران جعفر ایک دوسرے کیمپ میں جنگ سے دور رہا۔۔ یہ ایک سازشی شخص کی عقلمندی تھی۔۔۔ اگر سراج الدولہ جیت جاتا تو وہ اس سے مل جاتا' اگر انگریز جیت جاتے تو ان کے ساتھ ہو لیتا۔ فاتحین نے سراج الدولہ کا تعاقب کیا اور اس کے پیچھے مقصود آباد میں داخل ہو گئے۔ سراج الدولہ فرار ہو گیا اور چند روز تک پریشان حال در بدر پھرتا رہا۔ کرنل کلائیو نے جعفر کو تین صوبوں کا صوبیدار نامزد کیا اور مبارک باد دی' کولکتہ' اڑیسہ اور بنگال دنیا کی سب سے شاندار بادشاہت۔

سراج الدولہ اکیلا' کسی امید کے بغیر حالت فرار میں تھا۔ اسے ایک حجرے کا پتہ چلا جس میں ایک فقیر رہ رہا تھا۔ سراج الدولہ نے غار میں واقع اس فقیر کے ڈیرے میں پناہ حاصل کی۔ اسے فقیر کو پہچان کر حیرت ہوئی۔ وہ ایک زمانے میں بدمعاش ہوا کرتا تھا جس کے کان اور ناک سراج الدولہ نے کٹوا دیئے تھے۔ فقیر اور سراج الدولہ میں کچھ رقم کے بدلے میں سودا ہو گیا' لیکن بعد میں زیادہ رقم کی لالچ میں فقیر نے انگریزوں سے سراج الدولہ کی مخبری کروا کر اسے گرفتار کروا دیا۔

انڈین ریکارڈ سیریز۔ بنگال۔ 37-1836، جلد نمبر 2' 1905، ایڈیشن' صفحہ 84-383 میں جعفر علی خان بہادر اور آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے مابین ہونے والے معاہدے کی تمام شقیں درج ہیں۔ اس معاہدے کو میر جعفر نے قبول کیا' دستخط کیے اور حلف اٹھایا۔ 3 جون 1757ء۔ اس معاہدے کی پہلی شق یوں ہے۔

''ان بھاری نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو سراج الدولہ کے ہاتھوں' کمپنی کو کلکتہ میں پہنچے اور ان مصارف کے پیش نظر جو انگریزوں کو جنگ کے لیے کرنے پڑے' انہیں ایک کروڑ روپیہ ہرجانہ دیا جائے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمران کو سزائے موت

سراج الدولہ کو جعفر نے گرفتار کرنے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سراج الدولہ کی منتوں' دعاؤں اور آنسوؤں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا' قتل سے پہلے اس کے سر پر پانی انڈیلا گیا' یہ ایک عجیب رسم ہے جو پرانے وقتوں سے گنگا کے کنارے ادا کی جاتی رہی ہے اور جہاں اس کے پانی سے لوگ انوکھی خوبیاں وابستہ کرتے ہیں۔

چندر نگر میں فرانسیسیوں کو شکست

اسی مہم کے دوران جنرل کلائیو نے چندر نگر پر حملہ کر دیا جو کہ اس وقت فرانسیسیوں کا سب سے اہم سٹیشن تھا' جو مال سے لدا پھندا تھا اور جس کی حفاظت ایک سو ساٹھ توپیں' پانچ سو فرانسیسی سپاہی اور سات سو سیاہ فام نیگرو کر رہے تھے۔ کلائیو اور واٹسن کی فوج تعداد میں محض چار سو افراد زیادہ تھی۔ فرانسیسیوں کو شکست ہوئی۔ ہتھیار ڈالنے کے معاہدے پر انگریزوں کی جانب سے جنرل اور ایڈمرل جبکہ دوسری جانب سے آفیسر فورنیز' آفیسر نکولس' آفیسر لاپوٹیر اور آفیسر کیلاٹ نے دستخط کیے۔ اس روز 23 مارچ 1757ء کا دن تھا۔ ان افسران کا مطالبہ تھا کہ Jesuits کو شہر میں رہنے دیا جائے۔ کلائیو کا جواب تھا ''Jesuits ہر اس جگہ جا سکتے ہیں جہاں ان کا دل چاہے سوائے اس جگہ کے جہاں پر ہم رہ رہے ہیں۔''

ایک اور انٹرویو میں اس نے کہا

''کوئی شخص بھی میرے وقار کو سزا کے خوف کے بغیر چیلنج نہیں کر سکتا: میرا محاسبہ کرنے والوں کو اپنے وقار کا دفاع کرنا چاہیے۔''

انگریزی کمپنی کے تقریباً تمام ایجنٹوں کا یہی طرز عمل تھا۔ ان کا آزاد منش ہونا ان کی دولت و ثروت کی برابری کرتا تھا۔ حصہ داروں کو نقصان پہنچے تو بھی انگلینڈ منافع میں رہتا کیونکہ جب کچھ عرصہ کے بعد لوگ اپنے وطن کو لوٹتے تو اس دولت کو جو انہوں نے گنگا کے کنارے جمع کی ہوتی' یا پھر مالا بار اور کورومنڈل میں کمائی ہوتی' خرچ کرتے تھے۔ بالکل ویسے ہی جیسے ایڈمرل آنسن جب اس نے دنیا کا دورہ کیا' اور بہت بڑا خزانہ حاصل کیا' یا پھر دیگر ایڈمرل جنہوں نے فتوحات کیں' یہ سب لوگ ملکی خزانہ بھرتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکانوں سے جو اشیا انہیں ملیں وہ ایک لاکھ پچیس ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ میں بکیں (دو ملین آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار فرانک)۔ ہندوستان کے اس حصہ میں انگریزوں کی تمام تر کامیابیوں کا سہرا اصولی طور پر اسی مشہور کلائیو کے سر جاتا ہے۔ مغل فرمانروا کے عمل میں اس کا نام تعظیم سے لیا جاتا تھا۔ اس نے کلائیو کو راجہ کا خطاب اور شاندار تحائف سے لدا پھندا ایک ہاتھی بھی تحفے میں دیا تھا۔ بادشاہ انگلستان نے اسے آئرلینڈ کے نواب Peer کا خطاب عطا کیا۔ جب اس سے بعض لوگوں نے ان Millions کا حساب مانگا جو اس نے ہندوستان میں اپنے مرتبے اور مہمات کی وجہ سے کمائے تھے تو اس کا جواب تھا۔

''میں نے ایک (ملین) اپنے سیکرٹری کو دیئے' دو دوستوں کو اور باقی اپنے لیے رکھ لیے۔''

کلائیو کی فتوحات کے بعد بنگال پر انگریزوں کی حکومت ہے اور وہ نواب جو ان پر حملہ آور ہونا چاہیں انہیں مار بھگایا جاتا ہے۔ اس سب کے باوجود لندن میں اس بات کا خوف موجود ہے کہ کمپنی کسی روز خوشی کی زیادتی کی وجہ سے ختم ہو جائے گی' ویسے ہی جس طرح فرانسیسی کمپنی کی تباہی کی وجوہات تھیں۔ داخلی اختلافات' مدد کی اور پہنچنے میں تاخیر' مالی مشکلات' وزیروں کی روز روز کی تبدیلیوں' ان کے ہندوستان کے بارے میں غلط اور غیر واضح خیالات اور اپنے پیشروؤں کے احکامات کو بغیر کسی دلیل کے رد کر دینے کی روش۔

ریاست کی تمام بدنصیبوں کا اثر کمپنی پر پڑا۔ اسے اس وقت مدد نہ مل سکی جب جرمنی میں جنگ ہو رہی تھی' جب کینیڈا ہاتھ سے جا رہا تھا' امریکہ میں مارٹینیک Martinique اور گواڈلوپ Guadeloupe اور افریقہ میں گوری Goree ۔۔۔ اور پینگال میں تمام مقبوضات ۔۔۔ جب تمام بحری جہاز دشمنوں نے قبضہ کر لیے اور جب آخر میں فرانس کے شاہ اور عوام کو اپنی پلیٹیں بیچنی پڑیں تاکہ فوجیوں کی تنخواہیں دی جا سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہواں باب

کاؤنٹ لالی کی آمد

اس کی کامیابیاں اور ناکامیاں لاووَر Lavour نامی ایک Jesuit کے اقدامات

ان حالات میں کاؤنٹ لالی' آرچ سکوارڈرن کا سربراہ' بوربن سے پانڈیچری پہنچا۔ اس روز 1758ء کے اپریل کا اٹھائیسواں دن تھا۔ Coont of Provence نامی جس بحری جہاز پر وہ ہندوستان پہنچا اسے سلامی دینے والی توپوں کے گولے اصلی تھے جنہوں نے جہاز کو بری طرح نقصان پہنچایا۔ یہ عجیب حادثہ' جو کسی ماتحت کی دشمنی کی وجہ سے بھی ہونا ممکن ہے اور اتفاقی حادثہ بھی ہوسکتا تھا' تو ہم پرست ملاحوں کی نظر میں ایک برا شگون تھا اور خود لالی کے لیے بھی' اگرچہ کہ فطرتاً وہ توہم پرست نہ تھا۔

اس کمانڈر کے پیش نظر فرانس کے مارشل (Marshal of France) کا نشان عہدہ داری (Baton) تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ ہندوستان میں ایک بڑا انقلاب لا سکے تو مارشل بننا ممکن تھا۔ اس کے لیے اسے فرانسیسی فوجوں کے وقار کو' جو کہ دنیا کے دوسرے علاقوں میں اچھی طرح قائم نہ تھا' بحال کرنا تھا۔ اس کی دوسری دلی خواہش تھی انگریزوں کو نیچا دکھانا' جن سے وہ بے حد نفرت کرتا تھا۔

لالی کا تین جگہوں کا گھیراؤ اور فتح

آتے ہی اس نے تین جگہوں کا محاصرہ کیا' پہلی جگہ کودالور Kudalur نامی ایک چھوٹا قلعہ تھا جو کہ پانڈیچری سے تین میل دور تھا' دوسری جگہ سینٹ ڈیوڈ نامی قلعہ جو کافی بڑا تھا اور تیسری جگہ دیوی کوٹ تھی' جو اس کی آمد کی اطلاع کے ساتھ ہی اُس کے حوالے کر دی گئی اس کے لیے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات قابل فخر تھی کہ اس کی ان ابتدائی مہموں میں اس کی ماتحتی میں کاؤنٹ دیستاں نامی شخص بھی موجود تھا' یہ اس دیستاں کی نسل سے تھا جس نے Bouine کی لڑائی میں فلپ آگسٹس کی جان بچائی تھی اور جس نے فرانس کے بادشاہوں کے ہتھیار اس کے خاندان کے حوالے کیے' ایک Constans جس کا خاندان قدیم اور مشہور تھا' ایک La Fare اور کئی افسران جس خاندان میں موجود تھے۔ بڑے خاندانوں کے جوان بچوں کو خدمات کے لیے ہندوستان بھیجنے کا فرانس میں رواج نہ تھا۔ بہرحال' کاؤنٹ دیستاں نے کودالور پر ایک دن میں قبضہ کرلیا اور اگلے ہی روز جنرل اس جواں مرد کے پیچھے پیچھے سینٹ ڈیوڈ تک پہنچ گیا اور اس اہم سٹیشن کا محاصرہ کرلیا۔

ایڈمرل پوکاک (Pocock) اور ایڈمرل کامٹے ڈی آچ (Comte De Ache) کے درمیان بحری جنگ 20 اپریل 1758ء

یہ دونوں حریف اقوام ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کررہی تھیں۔ جب کاؤنٹ دیستاں کودالور فتح کررہا تھا' عین اسی وقت انگریزی بحری بیڑہ ایڈمرل پوکاک کی قیادت میں کاؤنٹ ڈی آچ کے بیڑے پر پانڈیچری کے ساحل کے قریب حملہ کررہا تھا۔ اس بے نتیجہ جنگ میں صرف مرے ہوئے یا زخمی انسان تھے' ٹوٹے ہوئے مستول تھے اور پھٹے ہوئے بادبان۔۔۔ دونوں بیڑے' تباہ حالت میں' وہیں کھڑے رہے' ایک دوسرے کو کوئی نقصان پہنچانے کی صلاحیت سے محروم۔ فرانسیسی بیڑے کا حال زیادہ برا تھا۔ اس کے صرف چالیس افراد ہلاک ہوئے تھے لیکن زخمی ہونے والوں کی تعداد پانچ سو تھی' اور ان میں کاؤنٹ ڈی آچ اور اس کا کپتان بھی شامل تھے۔ مزید بدقسمتی یہ کہ جنگ کے بعد چوہتر توپوں والا ایک جہاز بھی ساحل پر کہیں کھو گیا (تباہ ہوگیا)۔ اس دن کی لڑائی کا سہرا فرانسیسی اور انگریز ایڈمرل دونوں کے سر جاتا ہے کیونکہ واضح ثبوت یہ تھا کہ اس روز انگریزوں نے سینٹ ڈیوڈ کے محصور قلعے کو مدد پہنچانے کی کوئی کوشش نہ کی۔

پانڈیچری میں ہر اک چیز جنرل کی توقعات کے برعکس تھی۔ کوئی چیز بھی اس کی تائید کے لیے تیار نہ تھی۔ اس نے بموں' چھوٹی توپوں اور ہر قسم کے برتنوں کی فراہمی کا مطالبہ کیا تھا' اور انہیں کچھ نہ ملا۔ محاصرہ جاری رہا' لوگوں کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں محاصرہ توڑنے کی شرمندگی سے دوچار نہ ہونا پڑ جائے' پیسہ بھی موجود نہ تھا۔ وہ دو ملین جو بیڑہ اپنے ہمراہ لایا تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمپنی کے خزانے کو دیا تھا' وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ پانڈیچری کے تاجروں کی کونسل نے ضروری سمجھا کہ اپنے فوری واجب الادا قرضے پہلے چکا دے تاکہ نئے قرضے لے سکے۔ اس نے پیرس کو لکھا تھا کہ اگر فوری طور پر دس ملین روانہ نہ کیے گئے تو سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔ پانڈیچری کے گورنر نے جو کہ گودیہو کا جانشین تھا' تاجروں کی جانب سے جنرل کو یہ خط 24 مئی کو لکھا جو خندقوں میں وصول کیا گیا:

''میرے تمام وسائل ختم ہو چکے ہیں اور ہماری کوئی امید باقی نہیں مگر یہ کہ ہم فتح حاصل کر لیں۔ میں ایک ایسے ملک میں جو پندرہ سال کی جنگ سے تباہ ہو چکا ہے' وسائل کہاں سے تلاش کروں' جو کہ آپ کی فوج کے اخراجات کے لیے کافی ہوں اور اس سکوارڈن کے لیے بھی جس سے ہمیں بہت مدد ملنے کی امید تھی۔۔۔۔ اس کے برعکس' کچھ بھی نہیں ہوا۔''

یہ ایک خط ان تمام تباہیوں کی' جو رونما ہوئیں اور وہ جو اس کے بعد رونما ہوئیں' کی وجوہات کا خلاصہ بیان کرتا ہے۔ جس قدر شہر میں اشیائے ضرورت کی قلت بڑھی' اتنا ہی لوگوں نے جنرل پریسنٹ ڈیوڈ کے قلعے کے محاصرے کے حوالے سے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔

اتنی ناکامیوں اور رکاوٹوں کے باوجود' جنرل نے انگریز کمانڈر کو جھکنے پر مجبور کر دیا۔ سینٹ ڈیوڈ میں انہیں ایک سو اسی توپیں اور ہر قسم کی اجناس ملیں جن کی پانڈیچری میں قلت تھی' اور پیسہ' جس کی قلت سب سے زیادہ تھی' تین لاکھ پاؤنڈ کی مالیت کے سکے ملے جو تمام کے تمام کمپنی کے خزانے میں جمع کرا دیئے گئے۔ یہاں پر ہم صرف ان حقائق کو نقل کر رہے ہیں جن پر سب متفق ہیں۔

دو جولائی 1758ء۔۔۔۔ لالی اس لڑائی کو اپنی یادداشتوں میں 3 راگست کی تاریخ میں درج کرتا ہے۔۔۔ ایک غلطی! لالی نے اس قلعہ اور اس سے ملحق کھیتوں کو اُجاڑ دیا۔ یہ منسٹر کا حکم تھا' ایک بدنصیبی بھرا حکم' جس کے مضمرات جلد ہی ظاہر ہو گئے۔۔ سینٹ ڈیوڈ پر قبضہ کے فوراً بعد ہی جنرل لالی مدراس فتح کرنے نکل پڑا۔ اس نے ڈی بسی کو' جو اس وقت دکن کے قلب میں تھا' لکھا۔ ''جونہی میں مدراس کا مالک بن جاؤں' میں گنگا کی جانب چل پڑوں گا' یا بذریعہ سمندر یا بذریعہ خشکی میری پالیسی ان (پانچ) لفظوں میں بیان ہوتی ہے۔ اس جزیرہ نما پر کوئی انگریز نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا زبردست ولولہ ناقابل تشفی تھا اور اس کا بیڑہ اس کی خواہشات کی تکمیل کے قابل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا' ابھی تھوڑا ہی پہلے' پانڈیچری کے ساحل پر اسے ایک اور جنگ لڑنی پڑی تھی جو کہ پہلی جنگ سے بھی زیادہ تباہ کن تھی۔ کاؤنٹ ڈی آچ کو دو نئے زخم لگے تھے اور اس خون آشام جنگ میں اس نے اپنی سے دوگنی طاقت کے حامل بحری بیڑے سے اپنے ٹوٹے ہوئے پانچ جنگی جہازوں سے مقابلہ کیا تھا۔ اس جنگ کے بعد اس نے ٹاؤن کونسل سے نئے مستولوں' نیا سامان' اجناس' اور نئے مزدور اور عملہ مانگا۔ اسے کچھ بھی نہ ملا۔ سمندر میں موجود جنرل کو خشکی پر موجود جنرل کی طرح خستہ حال کمپنی سے کچھ نہ مل سکا۔ وہ افریقی ساحل کے قریب واقع Isle de France چلا گیا' وہاں اسے وہ پتہ چلا جو ہندوستان میں نہ چل سکا تھا۔

ساحل کورومنڈل کے شروع میں تنجور نامی ایک بے حد خوبصورت صوبہ ہے۔ اس کا راجہ جسے انگریز اور فرانسیسی ''بادشاہ'' کہہ کر بلاتے تھے' ایک بے حد امیر شہزادہ تھا۔ (فرانسیسی) کمپنی کا دعویٰ تھا کہ راجہ اس کا فرانسیسی سکے میں تیرہ ملین کا قرض دار ہے۔

Jesuit لاؤ ور کے خطوط اور اقدامات

گورنر پانڈیچری نے کمپنی کے ایما پر جنرل کو حکم دیا کہ وہ راجہ سے اس رقم کا مطالبہ کرے اور یہ مطالبہ بزور شمشیر کرے۔ ایک فرانسیسی Jesuit پادری جس کا نام لاؤور تھا جو انڈین مشن کا سربراہ تھا' اس نے اسے کہا اور لکھا کہ قدرت کی جانب سے اس منصوبے کو ایک واضح انداز میں رحمت اور برکت ملے گی۔ ہم مجبوراً اس Jesuit کا ذکر آئندہ بھی کریں گے کیونکہ اس نے ان تمام واقعات میں ایک اہم مگر حزینہ Tragic کردار ادا کیا۔ اس وقت اتنا کہنا ہی کافی ہوگا کہ دوران سفر جنرل ایک چھوٹے شہزادے کے علاقے کے پاس سے گزرا جس کے بھتیجوں نے کچھ عرصہ قبل کمپنی کو چار لاکھ روپے دینے کی پیشکش کی تھی اگر وہ (کمپنی) اس سے تخت چھین کر ان کے حوالے کر دیتی۔ اس Jesuit پادری نے جنرل کو یہ 'نیک کام' سرانجام دینے کی بہت تاکید کی۔ اس کا ایک خط حرف بہ حرف پیش کیا جاتا ہے۔

> ''ان ممالک میں وراثت کا قانون' طاقتور کا قانون ہے۔ یہاں پر تمہیں ایک شہزادے کی بیدخلی کو اسی سطح پر نہیں پرکھنا چاہیے جیسا کہ یورپ میں۔''

ایک اور خط میں اس نے لکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تمہیں محض بادشاہ کی افواج کی شان و شوکت کے لیے کام نہیں کرنا'
عقلمند کے لیے ایک لفظ۔۔۔۔۔"

اس حرکت سے ملک اور پادری کے جذبے کا پتہ چلتا ہے۔

تنجور کے شہزادے نے مدراس سے انگریزوں سے مدد طلب کر لی۔ انہوں نے اپنے لیے ایک متبادل رستہ بنایا' اپنے صدر مقام میں امدادی دستے جمع کیے۔ جسے محاصرہ میں ہونے کا خطرہ تھا۔ چھوٹی سی فرانسیسی فوج کو پانڈیچری سے نہ تو گولہ بارود ملا نہ ہی اجناس اور انہیں محاصرے کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔ پادری کی پیشین گوئی والی غیبی مدد انہیں نہ ملی۔ کمپنی کو نہ تو شہزادے سے کوئی پیسہ ملا نہ ہی اس کے بھتیجوں سے جو اسے تخت سے بیدخل کرنا چاہتے تھے۔

جنرل لالی ایک انوکھے قسم کے خطرے میں

اس وقت جب وہ واپسی کی تیاری کر رہے تھے تنجور کے سیاہ فام گھڑ سوار دستوں کا ایک کمانڈر اپنے پندرہ سواروں کے ہمراہ آیا اور خود کو فرانسیسی کیمپ کے محافظ دستے کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ اور اس کے ساتھی جنرل سے ملنا اور اس کے دستوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کاؤنٹ اس وقت اپنے بستر میں تھا اور اسے برہنہ حالت میں ہی ہاتھ میں چھڑی لیے ہوئے باہر نکلنا پڑا۔ فوراً سیاہ فاموں کے کپتان نے اس پر تلوار کا ایک وار کیا جسے وہ مشکل سے خالی دے سکا' باقی نیگرو بھی اس پر حملہ آور ہو گئے۔ جنرل کا حفاظتی دستہ تیزی سے حرکت میں آیا اور تمام حملہ آور قتل کر دیئے گئے۔ تنجور کے معرکے کا یہ واحد ثمر تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھواں باب

کاؤنٹ لالی کا محاصرہ مدارس' اس کی بدنصیبیوں کا آغاز

آخر کار ہندوستان کے اس حصے میں کئی ناکام معرکوں اور کوششوں کے بعد اور فرانسیسی بیڑے کی واپسی کے باوجود (جس کے بارے میں خیال تھا کہ اسے انگریزی بیڑے سے خطرہ ہے) جنرل نے اپنے پسندیدہ منصوبے' یعنی مدراس کے محاصرے پر پھر سے کام شروع کر دیا۔

''تمہارے پاس بہت کم پیسہ اور بہت کم سامان ہے۔'' لوگوں نے اسے کہا۔ جواباً اس نے کہا'' وہ ہم شہر سے حاصل کر لیں گے۔'' پاونڈیچری کونسل کے چند ممبران نے اسے چونتیس ہزار روپے دیئے۔ گاؤں کے کسانوں اور کمپنی کے ''آلدیوں'' (اردلیوں) نے کچھ رقم فراہم کی۔ جنرل نے اپنی جیب سے بھی پیسہ فنڈ میں شامل کیا۔ وہ اپنے تشکر کے ساتھ اس شہر کے سامنے پہنچ گیا جو ان کا منتظر نہ تھا۔

مدراس کی 13 دسمبر 1758 کو تسخیر

مدراس' جیسا کہ سب کو معلوم ہے' دو حصوں میں تقسیم ہے' دونوں حصے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ پہلا حصہ جس میں سینٹ جارج کا قلعہ ہے اچھی طرح سے مستحکم کیا گیا ہے' یہ اس زمانے سے محفوظ اور مضبوط بنایا گیا ہے جب لبوردنے کی مہمات جاری تھیں۔ شہر کا دوسرا حصہ کافی بڑا ہے اور اس میں دنیا بھر کے تاجر آباد ہیں۔ اسے کالا شہر کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے باشندوں کی اکثریت کالے رنگ کی ہے۔ شہر اتنے بڑے علاقے پر پھیلا ہوا ہے کہ اسے مستحکم اور قلعہ بند کرنا ممکن نہیں ہے' صرف ایک دیوار اور ایک خندق اس کا دفاع کرتے ہیں۔ یہ وسیع امیر شہر تاراج کر دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام زیادتیوں اور بربریت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے جو ایک سپاہی کے ذہن پر قبضہ کر لیتی ہیں جب اس پر کوئی روک ٹوک نہ ہو اور جو قتل کرنا' جلانا اور عصمت دری کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ افسروں نے جہاں تک ہو سکا انہیں قابو میں رکھنے کی کوشش کی' لیکن جس چیز نے انہیں صحیح معنوں میں روکا وہ یہ حقیقت تھی کہ شہر میں گھستے ہی انہیں اپنا دفاع کرنا پڑ گیا۔ مدراس گیریژن نے ان پر حملہ کر دیا' گلی گلی میں جنگ چھڑ گئی۔ ہندوؤں' مسلمانوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے میدانِ جنگ بن گئے جن میں حملہ آور اپنا مال غنیمت بچانے کے لیے ان لوگوں سے ایک غیر منظم جنگ لڑ رہے تھے' جو ان سے ان کا لوٹ کا مال واپس چھین لینا چاہتے تھے۔ کاؤنٹ دیستاں نے سب سے پہلے مرکزی سڑک پر جانے والے انگریز دستوں پر حملہ کیا۔ لورین Lorraine بٹالین' جس کی کمان وہ خود کر رہا تھا' ابھی دوبارہ مجتمع نہ ہونے پائی تھی' اور عملاً وہ اکیلا ہی لڑ رہا تھا' لہٰذا گرفتار کر لیا گیا۔ اس بدنصیبی نے آگے چل کر اور کئی بدنصیبوں کو جنم دیا کیونکہ گرفتار ہونے کے بعد اسے انگلستان بھیج دیا گیا جہاں اسے پورٹس ماؤتھ Portsmouth کے ایک نہایت خوفناک قید خانے میں ڈال دیا گیا' یہ سلوک اس کے نام' اس کی جرات' ہماری روایات اور انگریزی فراخدلی کے شایانِ شان نہ تھا۔

لڑائی کے شروع ہی میں کاؤنٹ دیستاں کی گرفتاری سی چھوٹی سے فرانسیسی فوج کی شکست کے امکانات کا پیدا ہونا فطری تھا' ایسے میں جبکہ یہ فوج ''کالے شہر'' پر حیران کن حملے کے بعد خود حیرانگی کا شکار بن گئی تھی۔ جنرل نے ان تمام شرفاء کے ساتھ جو جنگ میں اس کے شریک تھے' شہر میں امن و امان بحال کیا۔ انگریزی فوج کو سینٹ جارج کے قلعہ اور شہر کو ملانے والے پل تک واپس دھکیل دیا گیا۔ Crillon کا کیولیئر Chevalier (ایک خطاب' مرتبہ) اس پل پر حملہ آور ہوا اور پچاس انگریزوں کو قتل کر دیا۔ تینتیس افراد کو حراست میں لیا گیا اور شہر پر ان کا (فرانسیسیوں کا) قبضہ قائم ہو گیا۔

سینٹ جارج قلعے کی جلد تسخیر کی خواہش' لبوردنے کی طرح دیگر افسران کے دل میں بھی تھی' لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ پانڈیچری کے پانچ یا چھ ملین شہری اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس معرکے کا تماشہ کرنے اُمڈ پڑے گویا کہ وہ ایک میلہ دیکھنے جا رہے ہوں۔ محاصرہ کرنے والی فوج کی کل نفری دو ہزار سات سو یورپی پیادے اور تین سو سوار تھے۔ ان کے پاس صرف دس چھوٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیس بڑی توپیں تھیں۔ شہر کا دفاع کرنے والی فوج کی تعداد سولہ ہزار یورپین پیادہ فوج اور دو ہزار پانچ سو سپاہی تھے۔ اس طرح محاصرہ شدہ فوج تعداد میں گیارہ ہزار افراد کی برتری رکھتی تھی۔ فوجی حکمت عملی میں یہ بات مسلمہ ہے کہ ایک شخص کو محصور کرنے کے لیے پانچ محصور کرنے والوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک ایسے شہر کو فتح کرنا جس کے محصور کنندہ اور محصور شدہ لوگوں کی تعداد برابر ہو۔ شاید ہی ممکن ہو' بغیر خوراک اور ساز وسامان یہ قطعاً ناممکن ہے۔

زیادہ افسوسناک بات یہ تھی کہ دو سو فرانسیسی بھگوڑے سینٹ جارج قلعہ والوں سے جا ملے۔ کوئی دوسری فوج آپ کو ایسی نہ ملے گی جس طرح فرانسیسی فوج میں بھگوڑے پائے جاتے ہیں جس کی وجہ یا تو پوری قوم میں پائی جانے والی بے چینی ہے یا پھر یہ کہ دوسری جگہ ان سے بہتر سلوک کیا جائے گا۔ بعض اوقات یہ بھگوڑے قلعے کی فصیل پر اس طرح کھڑے نظر آتے کہ ان کے ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل ہوتی اور دوسرے ہاتھ میں بٹوہ۔ وہ اپنے ہموطنوں کو ترغیب دیتے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں۔ لوگوں نے پہلی بار یہ منظر دیکھا کہ محاصرہ کرنے والی فوج کا دسواں حصہ محصور ہونے والے شہر میں پناہ لیئے ہوئے تھا۔

مدراس کا حصار جسے شروع میں بہت آسان سمجھا گیا۔ جلد ہی لوگوں کی نظر میں ناقابل عمل کام بنتا چلا گیا۔ مدراس کے انگریز گورنر اور انگریزی حکومت کے نمائندے مسٹر پگوٹ Pigot نے گیریزن سے وعدہ کیا کہ اگر اس نے شہر کا دفاع خوبی سے کیا تو اسے پچاس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔۔۔ پگوٹ اپنے الفاظ پر قائم رہا۔ جو شخص اس طرح پیسے بانٹے اس کی خدمت اس شخص کی بہ نسبت کہیں بہتر ہوتی ہے جس کے پاس پیسے نہ ہوں۔ اب کاؤنٹ لالی کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ حملہ کر دے۔ لیکن عین اس وقت جبکہ وہ حملے کی تیاری کر رہا تھا' مدراس کی بندرگاہ پر چھ جنگی جہاز لنگر انداز ہوئے جو انگریزی بحریہ کا حصہ تھے اور بمبئی کے قریب و جوار سے آئے تھے۔ یہ جہاز افراد اور گولہ بارود کی کمک لے کر آئے تھے۔ یہ دیکھ کر فوج نے تیزی سے محاصرہ توڑا اور فوراً پانڈیچری کی جانب روانہ ہوئے کیونکہ اب وہ شہر مدراس کی نسبت زیادہ غیر محفوظ ہو گیا تھا اور انگریز اسے فتح کر سکتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنرل کے خلاف غصہ

اب گنگا کے کنارے کسی طرح کی فتوحات کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ لالی نے اپنی مختصر' تباہ حال اور ہمت ہاری ہوئی فوج کو اکٹھا کیا اور واپس پانڈیچری آ گیا جو کہ اور بھی مایوس کن جگہ تھی۔ وہاں پر اسے ذاتی دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا جنہوں نے اسے انگریز سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ کونسل کے تمام ممبران اور کمپنی کے تمام ملازمین غصے میں تھے اور اسے اس کی بدنصیبی کا طعنہ دیتے اور ذلیل کرتے تھے۔ اپنے تند و تیز لہجے اور تحقیر آمیز زبان کے استعمال سے وہ انہیں نفرت کے اظہار کا موقع دے رہا تھا۔ وہ انہیں ذلت آمیز خطوط لکھتا جو اس کی اس بیزاری اور ناراضگی کا اظہار تھے اور جو اپنے معرکوں میں کوئی مدد اور حوصلہ افزائی نہ ملنے پر اسے ہوئی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ اس بات سے آگاہ نہ تھا کہ وہ کمانڈر جس کے پاس محدود طاقت اور اختیارات ہوں اسے ان اختیارات میں شریک کونسل پر حکمرانی کرنی چاہیے اور یہ کہ فوری حرکت کے لیے نرم اور مناسب الفاظ کا استعمال ضروری ہوتا ہے۔ لگاتار تضادات اور مخالفتوں نے اسے تلخ بنا دیا تھا اور اس کا مرتبہ اس کے لیے ان لوگوں کی دشمنی کا باعث بن رہا تھا جن کی حفاظت کے لیے وہ آیا تھا۔ اجنبی شخص کی حکمرانی انسان کو تلخ بنا دیتی ہے اور اسے اس کا احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ جنرل کو دربار فرانس کی جانب سے آنے والی ہدایات لوگوں میں ایسے تاثرات کو جنم دے رہی تھیں۔ اسے حکم ملا تھا کہ وہ کونسل کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھے۔ کونسل کے ڈائریکٹروں نے اسے ایک یادداشت پیش کی جو ہزاروں میل کی دوری پر واقع انتظامیہ کی بدعنوانیوں کے بارے میں تھی۔ ایسے حالات میں چاہے وہ جتنا نرم مزاج شخص بھی ہوتا اس سے نفرت کیا جانا لازمی تھا۔ وہ خط جو اس نے چوبیس فروری کو محاصرہ توڑنے سے پہلے پانڈیچری کے گورنر لائرٹ Leirit کو لکھا' اس خط نے اس نفرت کو مزید گہرا کر دیا۔

> ''میں تمہارے سدوم Sodom میں رہنے کی بہ نسبت مڈغاسکر کے کافروں کی سربراہی پسند کروں گا۔ تم اپنے سدوم کو انگریزوں کے ہاتھوں جلد یا بدیر تباہی سے نہیں بچا سکتے' مگر یہ کہ قدرت خود ہی اسے پہلے تباہ کر دے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدراس میں ناکامی نے ان زخموں میں زہر بھر دیا۔ اسے اس کی بدنصیبی پر کسی نے معاف نہ کیا اور جواب میں اس نے بھی ان لوگوں کو جو اس سے نفرت کرتے تھے کبھی معاف نہ کیا۔ اس احتجاج میں چند افسر بھی شامل ہو گئے۔

کمپنی کے زیر انتظام ہندوستانی بٹالین سب سے زیادہ ناراض تھی۔ بدقسمتی سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ فرانس سے آنے والے ہدایت نامہ میں کیا لکھا تھا۔

''تمہیں کوئی بھی مہم کلی طور پر کمپنی کے فوجیوں کے حوالے کرنے سے گریز کرنا ہوگا۔ اس بات کا خوف ہے کہ ان کی باغیانہ فطرت' نظم و ضبط کا فقدان اور لالچ ان سے غلطیاں کروائیں، اور دانش کا تقاضہ یہ ہے کہ انہیں ایسا نہ کرنے دیا جائے تاکہ بعد میں ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی ضرورت پیش نہ آئے۔''

چنانچہ ہر چیز نے جنرل کو لوگوں کی نفرت کا نشانہ بنانے میں مدد دی۔

مدراس جانے سے پہلے' جب وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی خواہش سے لبریز تھا، لیکن جس کے پاس ایسے بڑے کام کے لیے وسائل موجود نہ تھے' اس نے ڈی بسی سے پانچ ملین کا تقاضہ کیا جس کی ضمانت وہ صرف خود دے رہا تھا۔ ڈی بسی نے عقلمندی سے کام لیا اور فیصلہ کیا کہ اتنا بڑا خطرہ مول لینے کا وقت ابھی نہیں آیا تھا کہ اتنی خطیر رقم ایسی فتوحات کے لیے جھونک دی جائے جن کے امکانات بہت کم تھے۔

اس نے پیش بینی کی تھی کہ ایسی ہُنڈی جس پر لالی کے دستخط ہوں اور جس کی ادائیگی مدراس یا کلکتہ میں ہو' انگریزوں کے لیے کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔ زندگی میں ایسے مقامات آتے ہیں جب آپ قرض دیں تو پوشیدہ دشمن پیدا کر لیتے ہیں' اگر قرض دینے سے انکار کریں تو کھلے دشمن۔ قرض کا نامعقول تقاضا اور انکار کی اہمیت ان دونوں کے مابین ناپسندیدگی کی بنیاد بنی' جو بعد میں بگڑ کر ایک ناقابل مفاہمت نفرت کی شکل اختیار کر گئی اور جس سے کالونی کے معاملات کو بہت نقصان پہنچا۔ وہ لوگ پاگلوں کی طرح اس کی مخالفت کرنے لگے' اسے لعن طعن کرنے لگے' گمنام خطوط لکھے گئے اور ناکامی کے طعنے دیئے گئے۔ غم اور پریشانی نے لالی کو بیمار کر دیا اور بعد میں چار ماہ تک بخار اور دماغی دباؤ نے اسے پریشان رکھا۔ تشفی اور دلاسے کے لیے وہ لوگ اسے اور بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے عزت کرتے رہے۔

انڈین کمپنی کی نئی بدنصیبیاں

ایسے حالات میں جنرل لالی ایک نئی مہم کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ اس نے ماسولی پٹم کے اہم سٹیشن کی مدد کو پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ ماسولی پٹم مدراس کے شمال میں ساٹھ لیگ کے فاصلے پر واقع ہے۔ موراسین Moracin نامی ایک سول اور فوجی افسر جو ایک ثابت قدم اور دلیر شخص تھا' انگریزی بیڑے سے' جو سمندر کی حاکم تھی' ٹکراؤ کی ہمت رکھتا تھا۔ موراسین لالی کا ایک کھلم کھلا اور بدترین دشمن تھا۔ جنرل کی حالت اب ایسی ہوگئی تھی کہ وہ اپنے لیے آدمی بھی بھرتی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ شخص جو کہ کونسل کا رکن بھی تھا، پانچ سو افراد کو لے کر (جن میں آدھے فوجی اور آدھے ملاح تھے) ماسولی پٹم کی جانب گیا لیکن ماسولی پٹم پر قبضہ ہو چکا تھا۔ موراسین 80 لیگ اور آگے نکل گیا تاکہ ایک راجہ سے جو کمپنی کا مقروض تھا' جنگ کرے' وہ اپنے چار سو آدمی بھی گنوا بیٹھا اور رقم بھی۔

یہ شہزادے کون تھے جن سے یورپ سے آیا ہوا ایک فرد ہتھیاروں کے بل پر کئی ملین روپے طلب کر رہا تھا؟

ہندوستانی حکومت کی ایک اور زیادہ عجیب مثال لائق توجہ ہے۔

جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ہے مدراس اور پانڈیچری کرناٹک کی نوابی کے ساحلی علاقے پر واقع ہیں۔ اس نوابی کو یورپی لوگ ہمیشہ بادشاہت کہتے رہے ہیں۔ انگریز پارٹی جو پانچ یا چھ سو انگریزوں پر مشتمل تھی' اور فرانسیسی پارٹی جس کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی تھی' دونوں کچھ عرصے سے اپنے اپنے نواب کی حمایت اور حفاظت کر رہے تھے اور یہ ہمیشہ ایک اہم سوال رہا تھا کہ کون اپنے حمایت یافتہ نواب کو حکمران بنانے میں کامیاب ہوگا۔

Soupire کا نواب Chevalier کیمپ کا مارشل بھی تھا' ایک زمانے سے آرکوٹ میں تھا اور اس کے ہمراہ چند فرانسیسی' چند سیاہ فام اور چند ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان سب کے ہتھیاروں کی حالت بھی خراب تھی اور مالی حالت بھی۔ وہ اس کی بھی شکایت کرتا تھا کہ اس کے فوجیوں کے پاس ڈھنگ کا لباس نہ تھا' لیکن ایسے گرم علاقے میں لباس کا مسئلہ کوئی بدنصیبی کی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔اس صوبے میں ایک چوکی واقع ہے جو کہ نہایت اہمیت کی حامل ہے' اور یہ ہے ونڈی واش کا قلعہ' جو کہ فرانسیسی سٹیشن کی حفاظت کرتا ہے۔ وانڈی واش کا قلعہ دریاؤں کے درمیان بن جانے والے ایک جزیزہ پر بنا ہوا ہے۔ فرانسیسی کالونی اب تک اس علاقے کی ملکہ تھی۔ انگریزوں نے اس علاقے پر حملہ کیا' Chevalier نے ایک زبردست مقابلے کے بعد انہیں پسپا کر دیا' لیکن یہ محض آنے والی تباہی کو وقتی طور پر ٹالنا تھا۔

ایک چیز جو اس ملک کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتی وہ یہ ہے کہ جن دونوابوں کی خاطر یہ جنگ لڑی جا رہی تھی وہ دونوں میدان جنگ سے سو لیگ دور بیٹھے ہوئے تھے۔ اس چھوٹی سی فتح کے بعد پانڈیچری نے تھوڑا سکھ کا سانس لیا لیکن کاؤنٹ ڈی آچ کی بحری فوج ساحل پر پھر نمودار ہوئی اور پھر انگریزوں نے ایڈمرل پوکاک کی قیادت میں اس پر حملہ کر دیا۔ اس جنگ میں پہلی دو جنگوں کی نسبت فرانسیسی بیڑے کو زیادہ نقصان پہنچا۔ ایک بڑے جنگی جہاز میں آگ لگ گئی اور اس کا مستول جل گیا۔ کمپنی کے چار جہاز فرار ہو گئے۔ اسی دوران فرانسیسی ایڈمرل' انگریز ایڈمرل سے بھاگ نکلا' جو اپنی افرادی قوت اور جہازوں کی تعداد کی برتری کے باوجود فرانس کے ایک بھی جہاز پر قبضہ نہ کر سکا تھا۔

کاؤنٹ ڈی آچ ایک بار پھر بوربن اور فرانس لوٹنے کا خواہشمند ہوا جو اس وقت خطرے سے دوچار تھے۔۔۔ سبھی پانیوں میں انہیں تجارتی مفادات کے لیے لڑنا پڑ رہا تھا۔ پانڈیچری کی کونسل نے اس کے روانگی کے فیصلے کے خلاف سخت احتجاج کیا اور اسے کمپنی کی بربادی کا ذمہ دار ٹھہرایا' گویا کہ یہ شخص مظاہر فطرت اور انگریزی بیڑے کا مالک ہو۔ ایڈمرل نے چھوڑ دیا کہ بیوپاری شور مچاتے رہیں۔ اس نے ان کو تھوڑا سا پیسہ دیا جو وہ اپنے ہمراہ لایا تھا' تقریباً آٹھ سو افراد کو جہاز سے اتارا اور تیزی سے فرانس کی جانب روانہ ہو گیا۔۔ بغیر خوراک اور بغیر گولہ بارود کے پانڈیچری نااتفاقی' خوف اور سراسیمگی سے بھر گیا۔ ماضی' حال اور مستقبل تینوں خوفزدہ کرنے والے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوج میں بغاوت۔۔۔اکتوبر 1759

وہ فوجی دستے جو پانڈیچری کی حفاظت کر رہے تھے انہوں نے بغاوت کر دی۔ یہ دیسی بغاوت نہ تھی جو بغیر وجہ کے شروع ہوتی ہے اور اسی طرح ختم ہو جاتی ہے۔ ضرورت نے انہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ واحد طریقہ تھا جس سے وہ کھانے کے لیے خوراک اور خرچے کے لیے تنخواہ حاصل کر سکتے تھے۔ انہوں نے کہا

''یا تو ہمیں خوراک اور تنخواہ دو یا پھر ہم انگریزوں کے پاس جا کر ان سے یہ چیزیں مانگیں گے۔''

سپاہیوں نے جنرل کو خط لکھا:

''اگر چار روز کے اندر انہیں یہ چیزیں فراہم نہ کی گئیں تو چار روز کے بعد تمام وسائل ختم ہو جانے پر وہ لوگ مدراس چلے جائیں گے۔''

کہا جاتا ہے کہ اس بغاوت کے شعلے بھڑکانے میں ایک Jesuit مشنری سینٹ سٹیوان کا ہاتھ تھا جو کہ اپنے سے اوپر متعین فادر لاؤور Lavour سے حسد کرتا تھا اور جس نے جنرل اور مشنری دونوں کو دھوکہ دیا تھا۔ سینٹ اسٹیوان نے دونوں کو دھوکہ دیا۔

جو بھی ہوا اہم بات دولت کا حصول تھا۔ ہندوستان میں بغاوت کو الفاظ سے ختم نہیں کیا جاتا۔ خزانے کے ڈائریکٹر بوائیلاؤ Boyelau نے جو تھوڑا بہت سونا چاندی اس کے پاس تھا فوجیوں کو دے دیا۔ Crillon کے نواب نے چار ہزار روپے دیئے اور اتنے ہی گاڈے ول Gadeville نے دیئے۔ لالی جس کے پاس پچاس ہزار فرانک تھے نے بخوشی یہ رقم دے دی حتیٰ کہ پاوری لاؤور کو بھی جو کہ اس کا پوشیدہ دشمن تھا اُس نے اس بات پر راضی کیا کہ وہ اپنے چھتیس ہزار نقرئی پاؤنڈ جو اس نے اپنے کسی مشن کے لیے بچا رکھے تھے کمپنی کو دے دے۔ یہ سب رقم کمپنی اپنی حالت بہتر ہونے پر لوٹا دیتی۔۔۔ان کے ذمے فوجیوں کی چھ ماہ کی تنخواہ واجب الادا تھی اور تنخواہ تھی بھی زیادہ۔ ہر سوار کے لیے روزانہ ایک کراؤن سے کچھ زیادہ اور سپاہیوں کے لیے تیرہ سوس Sous یومیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22 جنوری 1760ء

بغاوت ختم کرنے میں سات دن کا وقت لگا اور اس واقعہ نے فوجیوں کی خوش اعتمادی کو کمزور کر دیا' انگریز دوبارہ وانڈی واش آئے۔ انہوں نے ایک اور جنگ لڑی اور اب کی بار وہ جیت گئے۔ ڈی لبی جو کہ فوج اور کالونی کے لیے ناگزیر ترین شخص تھا' اس جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اور پھر ہر شخص مایوسی کا شکار ہو گیا۔

ایک اور بغاوت

اس شکست کے بعد سوار فوج میں پھر بغاوت پھوٹ پڑی' وہ چاہتے تھے کہ انگریزوں سے جا ملیں' فاتحین کی نوکری کریں جو کہ انہیں لازماً تنخواہ دیں گے۔ بجائے اس کہ مفتوحین کی' جو ان کے مقروض تھے' نوکری کی جائے۔ جنرل اپنا پیسہ خرچ کر کے ایک بار پھر انہیں واپس لے آیا' لیکن چند گھڑ سواروں کو دوسری جانب جانے سے نہ روک سکا۔ ☆

☆ دشمن فوج سے جا ملنے کی یہ احمقانہ خواہش آخر ہے کیا؟ کیا دور ممالک جانے سے انسان اپنے وطن کی محبت کھو بیٹھتا ہے؟ وہ فوجی جو کل تک دشمن پر گولی چلاتا تھا' آج اپنے ہم وطن پر گولی چلاتا ہے' ایک نیا فرض سامنے آیا ہے' دوسروں کو مارو یا ان کے ہاتھوں مارے جاؤ۔ لیکن آخر کیوں؟ انگریزی فوج میں اتنے سوئس Swiss لوگ ہیں جبکہ فرانسیسی فوج میں کوئی نہیں؟ یہ سوئس لوگ فرانس کے ساتھ کئی معاہدوں کے ذریعے منسلک ہیں' پھر بھی کیوں' ان میں سے بہت سے سپاہی اور افسر فرانس کے خلاف اور انگریز کے حق میں امریکہ اور ایشیاء میں لڑتے رہے؟

کیا وجہ ہے کہ یورپ میں زمانہ امن میں بھی ہزاروں فرانسیسی اپنے جھنڈے کو چھوڑ کر غیر ملکی تنخواہ کے پیچھے چلے گئے؟ جرمن لوگ بھی ایسا کرتے ہیں' مگر اسپین کے لوگ کبھی کبھار دوسروں سے جا ملتے ہیں' انگریز شاید ہی کبھی ایسا کرتے ہوں۔ کبھی کسی ترک یا روسی کے بارے میں نہیں سنا کہ وہ دشمن فوج میں شامل ہوا ہو۔ Hundred Thousand کی پسپائی کے دوران جبکہ ہر طرف خطرات اور حوصلہ شکن مشکلات تھیں ایک یونانی بھی نہیں بھاگا' وہ افسر اور فوجی جوان، جو کوروش Cyrus سے جا ملے تھے وہ محض کرائے کے فوجی تھے۔ یہ قارئین اور فوج کا کام ہے کہ وہ اس چھوت کے مرض کی وجہ اور علاج دریافت کریں' جو کہ دوسری اقوام کی بہ نسبت فرانسیسیوں میں زیادہ ہے' امن میں بھی اور حالت جنگ میں بھی۔

اس کے بعد کے ایک سال میں بربادی تیزی سے آئی۔ کالونی کی تمام چوکیاں ہاتھ سے نکل گئیں' سیاہ فام فوجی سپاہی اور یورپی فوجی ہجوموں کی شکل میں علاقہ چھوڑ گئے۔ ان کے پاس مرہٹوں کی جانب چلے جانے کی گنجائش تھی' جو کہ مغل علاقے میں ہر گروہ باری باری کرتا ہے۔ ہم نے ان کا تقابل سوئس لوگوں سے کیا ہے' لیکن اگر وہ سوئس لوگوں کی طرح اپنی خدمات بیچتے ہیں اور ان کی طرح دلیر ہیں' تو بھی ان کی طرح وفادار نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈی بسی اپنی یادداشتوں میں کیا لکھتا ہے' صفحہ 98 اور 184

ہندوستان کے اس حصے میں مشنری لوگ ہر چیز میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک مشنری جو کہ پرتگیزی تھا اور ہالی کارناس کے بشپ Bishop of Halicarnasse کے لقب سے نوازا گیا تھا' وہ اپنے ہمراہ دو ہزار مرہٹہ فوجی لایا تھا۔ وانڈی واش کی لڑائی تو انہوں نے نہ لڑی' البتہ اپنے جنگی جوہر دکھانے کے لیے انہوں نے وہ تمام گاؤں لوٹ لیے جو ابھی تک فرانس کے قبضے میں تھے اور مال غنیمت بشپ کے ساتھ بانٹ لیا۔ ☆

ہم ڈاکہ زنی کی تفصیلات درج کرنے کا دعویٰ نہیں کر رہے یا ان خاص دشواریوں کا خلاصہ' جو کہ پانڈیچری کے زوال اور اس کے بعد آنے والی تباہی کا بھی حساب کتاب پیش نہیں کر رہے۔ جب ایک وبا ایک تمام نسل کو ہلاک کر دے تو بعد میں لوگوں کو اس کی وجوہات بتلا کر پریشان کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔۔۔ اتنا کہنا کافی ہے کہ جنرل لالی پانڈیچری سے پیچھے ہٹ گیا اور انگریزوں نے جلد ہی صدر مقام کا گھیراؤ کر لیا۔

☆ یونان کے شہر ہیلی کارنس کا ایک پادری' جو ہیلی کارنس کا بشپ بنا' تبلیغ بھی کرتا ہے اور لوٹ مار بھی' کون کہتا ہے کہ دنیا تضادات کا مجموعہ نہیں؟ اس شخص کا نام نورونا Norogna تھا' جو کہ گوا Goa شہر کا ایک فرانسسکن پادری تھا' بھاگ کر روم چلا گیا اور وہاں بشپ بنا۔ لالی بعض اوقات اسے کہا کرتا۔

''میرے عزیز راہب' تم کس طرح خود کو جلائے جانے یا پھانسی دیئے جانے سے بچا سکے ہو۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرہواں باب

سُورت میں ایک غیر معمولی واقعہ

انگریز ایک فتح حاصل کرتے ہیں

جبکہ فرانسیسی نو آبادی مصائب اور مشکلات میں مبتلا تھی' انگریز ہندوستان میں پانڈیچری سے پچپن لیگ دور ایک ایسا کام کر رہے تھے جو تمام ایشیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کیے ہوئے تھا۔

سُورت' تیمور لنگ کے وقت سے ہندوستان کی ایک بڑی منڈی تھی' جو ایرانیوں اور تاتاریوں کی بھی منڈی تھی۔ اکثر چین والے بھی اپنا سامان تجارت وہاں بھیجا کرتے تھے۔ اس کی شان و شوکت قائم تھی۔ اس کے زیادہ تر رہائشی آرمنی اور یہودی لوگ تھے۔ ہر ملک کے درباری یہاں آئے اور ہر ملک کی اپنی تجارتی جگہیں تھیں۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں پر مغل بادشاہ کی مسلمان رعایا جمع ہو کر مکہ حج کے لیے جایا کرتی۔ ایک بڑا بحری جہاز اس دریا کے دہانے پر کھڑا رہتا' جو سورت سے جا ملتا ہے۔ یہ جہاز مسافروں کو لیکر بحیرہ احمر کی جانب چلا جاتا۔ اس بحری جہاز اور سُورت کے کنارے موجود چھوٹی ہندوستانی کشتیوں کا کپتان ایک کافر تھا' جو کہ اپنے ہمراہ کافروں کا ایک گروہ لا کر سُورت میں آباد ہو گیا تھا۔

یہ اجنبی سُورت میں مر گیا اور اس کا بیٹا اس کی جگہ آ گیا۔ دو کافر یکے بعد دیگرے مغل بادشاہ کے امیر البحر بنے اور کوئی یہ نہیں بتلا سکتا تھا کہ وہ افریقہ کے کس حصے سے آئے تھے۔ مغل سلطنت کی بدانتظامی اور اس سے جنم لینے والی بے اطمینانی کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہو گی۔ بیٹے کا طرز حکومت جابرانہ تھا۔ گورنر بھی اس کی مزاحمت نہ کر پاتا۔ اس کی لوٹ کھسوٹ سے تاجر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت نالاں تھے۔ وہ مکہ جانے والے حاجیوں کو اکثر یرغمال بنالیتا اور تاوان لیکر چھوڑتا۔ حکومت کے ہر شعبہ میں انتظامی کمزوری' مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی نااہلی کی وجہ سے تھی اور یہ چیز سلطنت کا خاتمہ کرتی ہے۔

آخر کار' حجاج' آرمنی' یہودی اور سُورت کے تمام باشندوں نے مل کر انگریزوں سے ایک کافر کے خلاف مدد طلب کی جسے تیمور کے وارث سزا نہ دے سکتے تھے۔ ایڈمرل پوکاک نے' جو اس وقت بمبئی میں تھا' دو جہاز سُورت روانہ کیے' کیپٹن میٹ لینڈ Maitland کی فوج کو جس میں آٹھ سو انگریز اور پندرہ سو سپاہی تھے' جب یہ کمک ملی تو کارروائی کے لیے مناسب سامان ہو گیا۔

ایڈمرل اور اس کے ساتھیوں نے فرانسیسی آبادی جو شہر کے دروازے کے ساتھ تھی' کے باغیچوں میں خندقیں کھود کر خود کو مستحکم کر لیا۔ چونکہ فرانسیسیوں نے اسے (کافر کو) پناہ دے رکھی تھی' لہٰذا انگریزوں کے لیے اس کا تعاقب کرنا فطری امر تھا۔ اس پناہ گاہ پر توپوں سے گولے داغے گئے۔ سُورت میں کئی گروہ تھے اور لوگ ڈرتے تھے کہ کہیں کوئی گروہ مرہٹوں سے مدد نہ طلب کر لے' جو کہ ہر وقت حکومت میں پھوٹ سے فائدہ اٹھانے کو تیار ہوتے ہیں۔

مارچ 1759ء

بالآخر اختلافات پر قابو پالیا گیا اور مرہٹہ لوگ انگریزوں کے اتحادی بن گئے۔ محل کے دروازے کھول دیئے گئے۔ شہر میں فرانسیسی آبادی کو لوٹ مار سے تو نہ بچایا جا سکا البتہ کمپنی کے کسی ملازم کا جانی نقصان ہوا۔ جنگ کے دوران ایڈمرل کے سو آدمی جبکہ کیپٹن میٹ لینڈ کے بیس سپاہی مارے گئے۔

کافر جس طرف بھی ممکن ہوا فرار ہو گئے۔ اگر یہ بات حیران کن ہے کہ ان کی قوم کا ایک فرد ہندوستان کا امیر البحر بن جائے تو اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ بادشاہ نے امیر البحر کا عہدہ اور تنخواہ انگلش کمپنی کے سپرد کر دی۔ اس عہدے کی مالیت تین لاکھ روپے اور بعض مراعات تھیں۔ مجموعی طور پر یہ آٹھ لاکھ فرانک سالانہ بنتے تھے۔ سُورت کی تمام تر تجارت پر قبضہ کا مجموعی فائدہ اس سے بیس گنا زیادہ تھا۔

اس تحفے سے ہندوستان میں انگریزوں کو اپنی طاقت اور بلند مرتبہ قائم کرنے میں بے حد مدد ملی۔ اس دوران پانڈیچری میں واقع فرانسیسی کمپنی تیزی سے تباہی کے راستے پر گامزن تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سولہواں باب

پانڈیچری پر قبضہ اور اس کی تباہی

ایسے میں جبکہ ایک طرف انگریزی افواج مغرب کی جانب پیش قدمی کر رہی تھیں اور ایک نیا بحری بیڑہ مشرق میں ایک شہر کے لیے خطرہ بنا ہوا تھا' کاؤنٹ لالی کے پاس فوجی بہت تھوڑی تعداد میں رہ گئے تھے۔ اس نے ایک چال چلی جو کہ فوجی اور سول زندگی میں عموماً چلی جاتی ہے' اس نے اپنے فوجیوں کی تعداد اصل سے زیادہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس نے شہر کی فصیل پر' سمندر کے رُخ ایک فوجی پریڈ کا انتظام کیا۔ اس نے ہدایات جاری کیں کہ کمپنی کا ہر ملازم فوجی یونیفارم پہن کر اس پریڈ میں شریک ہوتا کہ ساحل پر موجود بحری بیڑے کے لوگوں کو متاثر کیا جا سکے۔

تیسری بغاوت

پانڈیچری کی کونسل اور اس کے تمام ملازمین اس کے پاس یہ بتانے کے لیے آئے کہ وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے۔ کمپنی کے ملازمین کا موقف تھا کہ کمپنی کا مقرر کردہ گورنر ہی ان کا کمانڈر اور حکم دینے کا مجاز تھا۔ عام بورژوا لوگ فوجی سپاہی بننا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں' حالانکہ سلطنتیں ہمیں عام فوجی ہی بنا کر دیتی ہیں۔ درحقیقت وہ لوگ اس شخص کو ہر معاملے میں نیچا دکھانا چاہتے تھے کیونکہ اس نے ہر شخص کی نفرت مول لی تھی۔

یہ تیسری بغاوت تھی جو اس نے چند روز میں ہی ختم کر دی۔ اس نے صرف سرغنوں کو سزا کے طور پر شہر بدر کر دیا اور انہیں ایسے الفاظ میں ذلیل کیا جو انسان کو کبھی نہیں بھولتے اور انتقام کے وقت شدت سے یاد آتے ہیں۔

مزید یہ کہ اس نے کونسل پر بغیر اجازت لیے اجلاس طلب کرنے پر پابندی عائد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دی۔ کمپنی کی دشمنی اتنی ہی شدید تھی جتنی کہ فرانسیسی پارلیمنٹ کی دشمنی ان کمانڈروں سے تھی جو عدالت کے سخت اور اکثر متضاد احکامات لایا کرتے تھے۔ نتیجتاً اسے دشمن اور اپنی عوام دونوں سے لڑنا تھا۔

اس جگہ پر خوراک کی قلت تھی۔ اس نے گھروں کی تلاشی کا حکم دیا تاکہ فالتو اجناس تلاش کی جا سکیں اور فوجیوں کو اتنی خوراک مہیا کی جا سکے کہ وہ زندہ رہ پائیں۔ وہ لوگ جن کے ذمہ یہ ناخوشگوار فریضہ لگایا گیا وہ اسے احسن طریقے سے نہ نبھا سکے۔ یہ کام انتہائی احتیاط اور دور اندیشی کا متقاضی تھا' خصوصاً ان لوگوں کے حوالے سے' جن کے نام اور عہدے بڑے تھے۔ لوگوں کے جذبات پہلے ہی مشتعل تھے۔ گھروں کی تلاشی کے عمل نے ان جذبات کو مزید مجروح کیا اور لوگوں نے اسے ظلم سمجھتے ہوئے اس کے خلاف بھرپور احتجاج کیا۔ دُوبوا Dubois جو کہ خوراک کے گوداموں کا نگران تھا اور جس نے یہ ناگوار فریضہ انجام دیا' لوگوں کی نفرت کا نشانہ بن گیا۔ جب فاتح افواج اس قسم کا کوئی حکم جاری کرتی ہیں تو اس کے خلاف کوئی سرگوشی تک نہیں کرتا' لیکن جب شہر بچانے کی خاطر جنرل نے یہ حکم جاری کیا تو تمام شہر اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

افسروں کی یومیہ خوراک گھٹا کر آدھ پاؤنڈ روزانہ جبکہ سپاہیوں کی خوراک گھٹا کر چار اونس یومیہ کر دی گئی۔ شہر میں صرف تین سو سیاہ فام سپاہی اور سات سو فرانسیسی سپاہی تھے جنہیں اپنی بھوک کے باوجود چار ہزار یورپی اور دس ہزار سیاہ فام سپاہیوں کے خلاف اپنا دفاع کرنا تھا۔ انہیں ہتھیار پھینکنے ہی تھے۔ لالی' مایوس تھا' اسے دورے پڑ رہے تھے' وہ ہمت ہار چکا تھا اور احساس شکست اس پر غالب آ چکا تھا۔ اس نے چاہا کہ اختیارات ایک بریگیڈئر کے حوالے کر دے۔ لیکن اس بریگیڈئر نے ایسی نازک اور بدنصیب صورت حال میں عہدہ سنبھالنے سے انکار کر دیا۔

لالی تمام شہر کے لیے باعث شرم فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ان تمام بحرانوں کے درمیان اسے روزانہ ایسے گمنام خطوط ملتے رہے جن میں اسے تلوار سے قتل کرنے یا زہر دینے کی دھمکی دی گئی ہوتی۔ وہ واقعی یہ سمجھنے لگا کہ اسے زہر دیا گیا ہے' اس پر مرگی کا دورہ پڑا اور پادری لاوار Lavaur شہر کے لوگوں کے پاس جا کر کہنے لگا کہ وہ اس غریب آئرش شخص کے لیے دعا کریں جو پاگل ہو گیا ہے۔

تاہم' خطرہ بڑھ رہا تھا۔ انگریزوں نے ان سپاہیوں کو جنہوں نے شہر کے گرد حفاظتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

... ر بنا رکھا تھا' منتشر کر دیا۔ جنرل کی خواہش تھی کہ فوجیوں اور شہریوں کی ایک مشترکہ کونسل بنائی جا... جو ہتھیار ڈالنے کے عمل کو شہر اور کالونی کے لیے قابل قبول بنا سکے۔ پانڈیچری کی کونسل نے جواب میں انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا

"تم نے ہمیں توڑ کر رکھ دیا ہے اور اب ہم کسی قابل نہیں رہے۔"

جواباً لالی نے لکھا۔

"میں نے تمہیں نہیں توڑا' میں نے تمہیں میری اجازت کے بغیر اکٹھا ہونے سے منع کیا ہے۔ میں بادشاہ کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اکٹھے ہو جاؤ اور ایک مخلوط کونسل قائم کرو جو تمام کالونی کے اور خود تمہارے جذبات کو پرسکون بنائے۔"

کونسل نے جنرل کو یہ سمن جاری کر دیئے۔

"ہم تمہیں حکم دیتے ہیں' مذہبی قوانین' باشندوں اور خود ہمارے نام پر کہ تم مسٹر کوٹ Coote (انگریز کمانڈر) سے فوری جنگ بندی کا مطالبہ کرو' اور ہم تمہیں بادشاہ کے روبرو ان تمام مصائب کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے جو تمہاری جانب سے بے موقع تاخیر کی وجہ سے پیش آئے۔"

جنرل نے فوری طور پر جنگی کونسل کا اجلاس طلب کیا جس کے اراکین وہ تمام افسران تھے جو ابھی اپنے فرائض کی ادائیگی کر رہے تھے۔ انہوں نے ہتھیار ڈالنے پر اتفاق کیا۔ مگر اس کی شرائط سے اتفاق نہ کیا۔ کاؤنٹ لالی انگریزوں سے اس بات پر سخت برہم تھا کہ بقول اس کے

"انگریزوں نے ایک سے زیادہ موقع پر اس اتحاد کی خلاف ورزی کی تھی جو دونوں ممالک کے درمیان طے پایا تھا۔"

لہٰذا کاؤنٹ لالی نے ایک علیحدہ اعلامیہ تیار کیا جس میں اس نے انگریزوں پر معاہدے توڑنے کا الزام لگایا۔ فاتحین سے ان کی خامیوں کا ذکر کرنا نہ تو دانشمندی تھی نہ ہی معاملہ فہمی' کیونکہ ان لوگوں کو ناراض کرنا جن کے آگے آپ ہتھیار ڈالنے والے ہیں' ایک بڑی غلطی ہے۔ لیکن یہی کاؤنٹ لالی کی شخصیت اور کردار تھا۔

ان سے اپنی شکایت بیان کرنے کے بعد اس نے' ایک راجہ کی ماں اور اس کی بہن کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حفاظت فراہم کرنے کی یقین دہانی طلب کی۔ ان ماں بیٹی نے پانڈیچری میں اس وقت امان حاصل کی تھی جب راجہ انگریزوں کے ایک کیمپ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اس نے انگریزوں کو ایسی بربریت کی اجازت دینے پر سخت لعن طعن کی۔ کرنل کوٹ نے اس گستاخانہ بیان کا کوئی جواب نہ دیا۔

Jesuit لاؤار کی ہتھیار ڈالنے کی پیشکش

پانڈیچری کی کونسل نے اپنی جانب سے انگریزوں کو ہتھیار ڈالنے کی شرائط روانہ کیں جو کہ پادری لاوار Lavaur نے تیار کی تھیں۔ پادری یہ شرائط نامہ خود انگریزوں کے پاس لے گیا۔ یہ طرزِ عمل پیراگوئے میں تو شاید قابل قبول ہوتا مگر انگریزوں کے لیے نہ تھا۔ اگر لالی نے ان پر ناانصافی اور ظلم کے الزامات لگا کر انہیں ناراض کیا تھا تو اس سے زیادہ ناراض وہ ایک مشکوک پادری کی فاتحین کے ساتھ بات چیت کے لیے نامزدگی پر ہوئے۔ کرنل نے پادری کی تیار کردہ تجاویز پر نظر تک نہ ڈالی بلکہ اپنا شرائط نامہ اسے پیش کر دیا' جو یوں تحریر تھا۔

''کرنل کوٹ کی خواہش ہے کہ فرانسیسی خود کو جنگی قیدیوں کے طور پر ہمارے حوالے کر دیں' تاکہ وہ ان سے اپنے آقا بادشاہ (انگلستان) کے مفادات کے مطابق سلوک کرے۔ وہ ان سے وہ تمام رعایت برتے گا جس کا انسانیت تقاضہ کرتی ہے۔

کل صبح آٹھ اور نو بجے کے درمیان وہ اپنی رجمنٹ کے Grenadiers (گولے پھینکنے والے) بھیجے گا جو Vilnour دروازے کا قبضہ سنبھالیں گے۔

پرسوں' اسی وقت' وہ سینٹ لوئس دروازے کا قبضہ حاصل کرے گا۔

راجہ کی ماں اور بہن کو حفاظتی دستے کے ہمراہ مدراس بھیج دیا جائے گا۔ ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھا جائے گا اور انہیں ان کے دشمنوں کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

پانڈیچری کے نزدیک ہمارے ہیڈ کوارٹر میں 15 جنوری 1761ء کو تحریر پایا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کوٹ کے احکامات ماننے پر مجبور تھے۔ وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ چھوٹے سے گیریزن نے ہتھیار ڈال دیئے۔ کرنل نے جنرل لالی کے ساتھ' جس سے وہ ناراض تھا' کھانا بھی نہ کھایا۔ اس کی بجائے اس نے کمپنی کے گورنر لائرٹ Leirit کے اور کونسل کے بعض دوسرے ارکان کے ہمراہ کھانا کھایا۔

انگریزوں کا پانڈیچری میں داخلہ

انگلش کمپنی کے مدراس کے لے گورنر مسٹر پگوٹ Pigot نے پانڈیچری پر اپنے حق کا دعویٰ کر دیا' اس حق کو تسلیم کر لیا گیا کیونکہ یہ مسٹر پگوٹ ہی تھا جو فوجی دستوں کے اخراجات برداشت کر رہا تھا۔ فتح کے بعد اسی کی حکمرانی ہر چیز پر تھی۔ جنرل لالی اس دوران تمام وقت بیمار رہا۔ اس نے انگریز گورنر سے درخواست کی کہ اسے مزید چار روز پانڈیچری میں رہنے دیا جائے۔ اجازت نہ ملی۔ اسے بتایا گیا کہ اسے دو روز کے اندر مدراس روانہ ہونا ہے۔

یہاں ہم قارئین کی توجہ ایک عجیب اتفاق کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ پگوٹ فرانسیسی نژاد تھا' بالکل جیسے لالی اصلاً آئرش تھا' دونوں اپنے پرانے پدری وطن کے خلاف لڑ رہے تھے۔

لالی کے ساتھ اس کے ساتھیوں کی بدسلوکی

لالی نے جو سختیاں جھیلیں ان میں یہ بھی شامل تھی۔ کمپنی کے ملازمین اور اس کے دستوں کے افسر جنہیں اس نے سوچے سمجھے بغیر ایذا پہنچائی تھی' اس کے خلاف متحد ہو گئے۔ کمپنی کے ملازمین نے سب سے بڑھ کر اس کی روانگی کے وقت تک اس کی بے عزتی کی۔ انہوں نے اس کے خلاف پوسٹر چسپاں کیے' اس کی کھڑکیوں پر پتھراؤ کیا اور آوازیں کسیں کہ وہ بدمعاش اور غدار ہے۔ لوگوں کا یہ گروہ اس وقت کافی بڑھ گیا جب اس میں بیکار اور آوارہ لوگ بھی شامل ہو گئے اور یہ لوگ کافی مشتعل ہو گئے۔ وہ اس مقام پر جمع ہو گئے جہاں سے اس کی پالکی گزرنے والی تھی۔ انگریز فوج کے ہلکے اسلحہ سے لیس پندرہ رسالہ دار اس پالکی سے کچھ فاصلے پر ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اسے اپنی حفاظت میں مدراس پہنچانے کے لیے متعین تھے۔ کرنل کوٹ نے اجازت دی تھی کہ شہر کے دروازے تک وہ اپنی حفاظت کے لیے اپنے ہمراہ چار محافظ رکھ سکتا ہے۔ باغیوں نے اس کی پالکی کا محاصرہ کر لیا' اسے گالیاں دیں اور قتل کرنے کی دھمکیاں دیں۔ اس نے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے درمیان اپنا سفر اس طرح جاری رکھا کہ اس نے اپنے نحیف ہاتھوں میں دو پستول تھام رکھے تھے۔ اس کے محافظوں اور انگریز رسالہ داروں نے اس کی جان بچائی۔

فوجی گوداموں کے نگراں کا قتل

باغیوں نے مسٹر ڈوبوا Dubois کو' جو ایک ستر سالہ دلیر افسر اور فوجی سٹور کا نگران تھا' حملہ کر کے قتل کر دیا۔ ہجوم نے اس کی لاش کو بے لباس کر دیا' اس کا سامان لوٹ لیا' اسے ایک باغ میں دفن کر دیا اور اس کے کاغذات اس کے گھر سے چرا لیے۔ یہ کاغذات دوبارہ کبھی نہیں دیکھے گئے۔

جب جنرل لالی کو مدارس لے جایا جا رہا تھا' اس وقت پانڈیچری میں کمپنی کے ملازمین نے اجازت حاصل کی کہ اس کے بکسوں کی تلاشی لیں۔ انہیں سونا' ہیرے اور ہنڈیاں ملنے کی توقع تھی۔ لیکن حقیقت میں انہیں جو ملا وہ ایک پلیٹ' چند کپڑے اور بیکار کاغذات تھے۔

5 مارچ 1761ء

بیماری اور غموں سے نڈھال لالی نے جو کہ مدراس میں قید تھا' یہ درخواست کی کہ اس کی انگلستان منتقلی کو موخر کر دیا جائے۔ اس کی یہ درخواست رد کر دی گئی۔ اسے زبردستی ایک تجارتی جہاز پر سوار کر دیا گیا۔ سفر کے دوران جہاز کا کپتان اس سے ہتک آمیز سلوک کرتا رہا۔ سفر کے دوران واحد آسائش سور کے گوشت کی یخنی تھی جو اسے ملتی رہی۔ اس انگریز (کپتان) نے غالباً اس طرح کا رویہ رکھنا اس لیے درست سمجھا کیونکہ وہ ایک آئرش باشندے سے نمٹ رہا تھا جو فرانس کی خدمت کر رہا تھا۔ جلد ہی افسروں' پانڈیچری کونسل کے ارکان اور دیگر ملازمین کے ساتھ بھی لالی والا سلوک دہرایا گیا۔ روانگی سے قبل انہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ پشتے تباہ ہوتے دیکھے جنہیں شہر کی حفاظت کے لیے خود انہوں نے تعمیر کیا تھا۔ انہوں نے اپنی بڑی بڑی دکانوں' مارکیٹوں' تجارت اور دفاع کے لیے استعمال ہونے والے ذرائع' حتیٰ کہ اپنے مکان بھی مسمار ہوتے دیکھے۔

مدراس کی کونسل کی جانب سے چنے گئے مسٹر ڈوپری Dupre نے تباہی کے اس عمل کی نگرانی کی' وہ ہماری اطلاع کے مطابق ایک ایسے فرانسیسی شخص کا پوتا تھا جسے جلاوطن کر دیا گیا تھا' اور اب پوتا اپنے پدری وطن کے خلاف برسرپیکار تھا۔ لوئی چہاردہم نے گمان نہ کیا ہوگا کہ صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی سال کے بعد اس کی انڈیا کمپنی کا صدر مقام ایک فرانسیسی کے ہاتھوں تباہ ہوگا۔

Jesuit لاؤرا نے اسے بیکار میں یہ لکھا تھا

''جناب کیا آپ بھی ویسے ہی مشتاق ہیں کہ ہمارے ان گھروں کو تباہ کر دیا جائے جہاں ہم نے گھریلو قربانگاہ بنا رکھی ہے تاکہ اپنے مذہب پر رازداری کے ساتھ عمل کر سکیں۔''

ڈوپری کو اس بات سے دلچسپی نہ تھی کہ لاؤرا Mass کی رسم خفیہ طور پر ادا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ لالی نے سینٹ ڈیوڈ کو زمین بوس کر دیا تھا اور شہریوں کو اپنا مال اسباب سمیٹ کر شہر سے نکلنے کے لیے صرف تین دن دیئے تھے اور یہ کہ مدراس کے گورنر نے پانڈیچری کے مکینوں کو تین ماہ کی مہلت دی تھی اور یہ کہ فراخدلی میں انگریز کم از کم فرانسیسیوں کی برابری تو کرتے ہی ہیں' مگر یہ کہ اسے کہیں اور جا کر اپنی Mass کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ اس کے بعد شہر کو نہایت بیدردی کے ساتھ زمین بوس کر دیا گیا اور فرانسیسیوں کو اُف تک کرنے کی اجازت نہ دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستر ہواں باب

لالی اور دیگر قیدیوں کی انگلستان منتقلی اور پیرول پر رہائی

لالی کے خلاف مقدمہ

قیدیوں نے سفر کے دوران اور انگلستان پہنچ کر بھی' ایک دوسرے کے خلاف لعنت ملامت کا سلسلہ جاری رکھا۔ مایوسی نے اس لعن طعن کی تلخی میں مزید اضافہ کر دیا۔ جنرل کے کچھ ساتھی بھی تھے۔ خصوصاً اس رجمنٹ میں جس کی سربراہی وہ کر رہا تھا۔ دوسرے تقریباً سبھی لوگ جنرل کے دشمن تھے۔ ان میں سے اگر ایک فرانسیسی وزیر کو شکایتی خط لکھتا' تو دوسرا مخالف گروہ کو تمام بربادی کا ذمہ دار ٹھہراتا لیکن اصل وجہ وہی تھی جو دنیا بھر کے دیگر ممالک میں بھی اصل وجہ رہی تھی یعنی انگریزی بحری بیڑے کی برتری' انگریز قوم کی احتیاط پسندی اور استقامت' اس کی کاروباری ساکھ' اس کی تیار دولت اور اس کا جذبہء حب الوطنی جو کہ آنے والے وقتوں میں اس کی تجارتی ساکھ اور دولت کی حرص سے قوی تر جذبہ بن جاتی ہے۔

جنرل لالی نے انگلینڈ میں بحریہ کے دفتر سے پیرول پر فرانس جانے کی اجازت مانگی۔ لالی کے زیادہ تر دشمنوں کو یہ سہولت ملی تھی۔ ان کے فرانس پہنچنے سے پہلے ہی دونوں جانب کی شکایتیں اور الزامات وہاں پہنچ گئے تھے۔ پیرس میں ہر طرف مختلف قسم کی تحریروں کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ لالی کے حمایتی کم تھے اور دشمن بہت زیادہ۔

ایک مکمل کونسل' بغیر وسائل کے دوسو ملازمین' انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹران جنہوں نے اپنے سامنے ایک وسیع نو آبادی کو نیست و نابود ہوتے دیکھا' حصہ دار (سرمائے کے شیئر ہولڈرز) جو اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ کر لرز رہے تھے' اور مضطرب افسران' یہ سب مل کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لالی کے خلاف صف آرا ہو گئے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ انہیں برباد کر کے لالی نے کروڑوں کمائے تھے۔ عورتیں جو مردوں کی نسبت اپنے خوف اور شکایتوں کے اظہار میں خود پر قابو نہیں پا سکتیں' شور مچا مچا کر اسے غدار' خیانت کار اور بادشاہ کے خلاف غداری کا مجرم قرار دے رہی تھیں۔

پانڈیچری کی کونسل نے کنٹرولر جنرل کو اس کے خلاف ایک درخواست پیش کی۔ اس درخواست میں انہوں نے لکھا

''یہ اپنی بے عزتیوں اور بربادی کا بدلہ لینے کی خواہش نہیں' جو کہ ہمارا مقصد ہے۔۔۔ بلکہ سچائی کی قوت' ہمارے ضمیروں کی پاک خواہشات اور اس کے خلاف عمومی شکایات ہیں۔''

تاہم لگتا یہ تھا کہ ''ضمیروں کی پاک خواہشات'' ہر چیز کھو دینے کے غم کی وجہ سے بڑی حد تک آلودہ ہو چکی تھیں' ذاتی دشمنی سے آلودہ ہو چکی تھیں' جو کہ کسی حد تک قابل معافی ہے' اور انتقام کے جذبے سے آلودہ ہو چکی تھیں' جو کہ ناقابل معافی ہے۔

ایک پرانے اور معتبر خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک بہت دلیر افسر' جس کی بلاوجہ بے عزتی کی گئی تھی اور جس کے وقار کا سوال تھا' اس نے کونسل آف پانڈیچری سے بھی زیادہ تند و تیز لہجہ اپنایا۔

''یہ بغیر نام کے ایک اجنبی ہے جس کے حصے میں کوئی کارنامہ نہیں' بغیر خاندان' بغیر القاب' پھر بھی اپنے مالک (بادشاہ) کی نوازشات سے لدا ہوا۔ یہ شخص پوری نوآبادیاتی کے لیے کیا تیار کرتا ہے۔ اس کے بے حرمتی کرنے والے ہاتھوں میں کسی چیز کا تقدس باقی نہ رہا۔ بطور لیڈر کے اس نے قربان گاہ پر بھی ہاتھ صاف کیا اور وہاں سے چھ نقرئی شمع دانوں پر قبضہ کر لیا' جو کہ انگریز جنرل نے Capucines کے سربراہ کی درخواست پر اس سے واپس کروائے۔''

جنرل نے اپنے جوش و ولولہ اور ناسمجھی کی بدولت اور اپنی ناحق لعن طعن کی عادت سے ایسے حالات پیدا کیے جس میں اس طرح کے ظالمانہ اور بے رحم الزامات اس پر لگے' یہ صحیح ہے کہ اس نے صلیب اور شمع دان اپنے گھر بھجوائے تھے' لیکن یہ اس نے کھلے عام کیا تھا جس سے اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کی صفائی کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے میں جبکہ بڑی بڑی چیزیں موجود تھیں' وہ ایک چھوٹی سی چیز' اور وہ بھی کھلم کھلا کیوں ہتھیاتا۔ لہٰذا مقدس چیزوں کی بے حرمتی اس جملے سے ثابت نہیں ہوتی۔

اس کی ایک گھٹیا خاندان میں پیدائش کا طعنہ نہایت غیر منصفانہ ہے۔ ہمارے پاس اس کے تمام القابات وخطاب بادشاہ جون (King John) کی مہر سند کے ساتھ موجود ہیں۔ اس کا خاندان نہایت قدیم تھا۔ لہٰذا اس کے معاملے میں لوگ حدود سے آگے بڑھے رہے ہیں ویسے ہی جس طرح وہ ان کے معاملے میں اپنی حدود سے بڑھ جاتا تھا۔ اگر کوئی چیز لوگوں میں میانہ روی کی خواہش پیدا کر سکتی ہے تو وہ یہی غمناک واقعہ ہے۔

وزیر مالیات کے لیے یہ ایک فطری امر تھا کہ وہ اس تجارتی کمپنی کی حفاظت کرے جس کی تباہی ملک کے لیے لازماً نقصان کا باعث بنتی' ایک خفیہ حکم نامے کے ذریعے لالی کو جیل میں ڈال دیا گیا۔ خود لالی نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کرنے کی پیشکش کی۔ اس نے Choiseul کے ڈیوک کو لکھا۔

''میں اپنا سر اور اپنی بے گناہی لے کر آ رہا ہوں' میں آپ کے احکامات کا منتظر ہوں۔''

Choiseul کا ڈیوک جو وزیر جنگ اور وزیر خارجہ بھی تھا' ایک فراخ دل' خوش مزاج اور انصاف پسند شخص تھا۔ اس کے آدرشوں کی بلندی اس کے نظریات کی وسعت کی برابری کرتی تھی' لیکن ایسے اہم اور پیچیدہ معاملے میں وہ تمام پیرس کے شور وغوغا سے لبریز مطالبات کے خلاف نہ جا سکا' نہ ہی ملزم کے خلاف الزامات کی بھرمار کو نظر انداز کر سکا۔ لالی کو قید خانے کے اسی کمرے میں بند کیا گیا جہاں پر لبورد نے قید کاٹی تھی' اور اسی کی طرح سے وہ بھی اس کمرے سے زندہ باہر نہ آ سکا۔

ابھی یہ دیکھنا باقی تھا کہ اس کا مقدمہ کن ججوں کے حوالے ہونا تھا۔ جنگی کونسل Council of war بظاہر مناسب ترین ذریعہ تھا' لیکن اس پر پیسے کے غلط استعمال' خورد برد اور دھوکے سے پیسہ بٹورنے کے الزامات بھی تھے جو فرانسیسی جرنیلوں Marshals کے دائرہ اختیار سے باہر تھے۔ کاؤنٹ لالی نے ابتدا اپنے دشمنوں پر الزامات لگا کر کی جس کے جواب میں انہوں نے بھی یہی کچھ کیا۔ مقدمہ اتنا پیچیدہ تھا کہ بہت سے گواہوں کو طلب کرنا پڑا اور لالی پندرہ ماہ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر تفتیش کے جیل میں پڑا رہا' یہ جانے بغیر کہ اسے کس قسم کی عدالت کے روبرو پیش کیا جائے گا۔ اس وقت کے کئی ماہرین قانون کے مطابق

''یہ المناک مقدر ان شہریوں کا ہے جو ایسی بادشاہت کی رعایا ہیں جو اپنے ہتھیاروں اور اپنے فنون کے لیے مشہور ہے لیکن اچھے قوانین سے محروم ہے' بلکہ ایسی بادشاہت جہاں پر دانشمندانہ قدیم قوانین بعض اوقات بھلا دیئے جاتے ہیں۔''

Jesuit لاوار Lavaur کی موت اور ساڑھے بارہ لاکھ پاؤنڈ کی برآمدگی

پادری لاوار اس وقت پیرس میں تھا۔ اس نے حکومت سے درخواست کی کہ اسے چار سو فرانک ماہانہ کی پنشن دی جائے تاکہ وہ بقیہ زندگی اپنی جائے پیدائش Perigord میں یادِ الٰہی میں صرف کر سکے۔ وہ مرا تو اس کی تجوری سے ساڑھے بارہ لاکھ پونڈ اور اس سے بھی زیادہ مالیت کے ہیرے اور ہنڈیاں برآمد ہوئیں۔ مشرقی مشن کے ایک بڑے رہنما کا یہ کارنامہ ویسا ہی تھا جیسے مغربی مشن کے ایک بڑے رہنما کا۔ پادری لاوالیٹ Lavalettle عین اسی وقت دیوالیہ ہو گیا اور اس کے ذمے تین ملین کا قرض تھا۔ ان دونوں واقعات کے ایک ساتھ رونما ہونے سے پورے فرانس میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی' جیسا کہ لالی کے خلاف ہوئی تھی۔ یہ ان وجوہات میں سے ایک تھی جن کی بنا پر Jesuits پر پابندی عائد کر دی گئی' ساتھ ہی ساتھ' لاوار کی تجوری نے لالی کی تقدیر کا بھی فیصلہ کر دیا۔ اس تجوری سے دو کتابیں بھی برآمد ہوئی تھیں جو یادداشتیں تھیں۔ ایک لالی کے حق میں تھی تو دوسری کتاب میں اس پر کئی قسم کے الزامات عائد کیے گئے تھے۔ پادری نے ان میں ایک کتاب سے فائدہ اٹھانا تھا' یہ دیکھ کر کہ حالات کیا رُخ اختیار کرتے ہیں' یہ دستاویزات دراصل ایک دو دھاری تلوار تھیں' اور وہ (کتاب) جو لالی کو نقصان پہنچا سکتی تھی' اٹارنی جنرل کے حوالے کر دی گئی۔ بادشاہ کے اس حامی نے پارلیمنٹ کو لالی کے خلاف شکایات بھیجیں جن میں ظلم و زیادتی' خرد برد' وطن سے نمک حرامی اور غداری شامل تھیں۔ پارلیمنٹ نے پہلے تو مقدمہ Chatelet میں بھیجا گیا۔ اس کے فوراً بعد یہ مقدمہ High Tribunal (عدالت عالیہ) کو بھیج دیا گیا۔ بادشاہ نے High Tribunal کے نام خط میں لکھا کہ۔۔۔

''ہندوستان میں ہونے والی تمام بدعنوانیوں کے بارے میں معلومات'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا کہ ان کے مرتکب افراد کے خلاف اقدامات کیے جائیں جو کہ احکامات کی سختی کے مطابق ہوں۔''

یہاں پر بہتر ہوتا اگر لفظ سختی کی جگہ انصاف کا لفظ استعمال کیا جاتا۔

چونکہ اٹارنی جنرل نے اس پر وطن سے غداری اور بادشاہ سے نمک حرامی کے الزامات عائد کیے تھے لہٰذا اسے اپنے دفاع میں وکیل کرنے کی اجازت بھی نہ تھی۔ اپنے دفاع کے لیے اسے صرف اپنی ذات پر بھروسہ کرنا تھا۔ انہوں نے اسے اجازت دی کہ وہ اپنا دفاع تحریری طور پر کرے' اس نے ایسا ہی کیا' اور اپنی تباہی کو دعوت دے دی۔ اس کی تحریروں نے جہاں ایک طرف اس کے دشمنوں کو برانگیختہ کیا وہیں ان تحریروں کی وجہ سے اس کے نئے دشمن بھی پیدا ہو گئے۔ اس نے کاؤنٹ ڈی آچ کو ہندوستان میں اپنی شکست کا ذمہ دار ٹھہرایا کیونکہ وہ پانڈیچری کے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ لیکن بطور سکوارڈرن کے سربراہ ہونے کے' اس کو واضح احکامات ملے تھے کہ وہ بوربن اور فرانس کا ایک ممکنہ حملے سے بچاؤ کرے۔ وہ ایک ایسے شخص کے خلاف الزامات عائد کر رہا تھا جو بذات خود تین مرتبہ انگریزی بحری بیڑے کے خلاف لڑا تھا' اور ان تینوں جنگوں میں زخمی ہوا تھا۔ اس نے Soupire کے Chevalier کے خلاف اشتعال انگیز الزامات عائد کیے' جو اسے جس میانہ روی اور نرمی سے دیئے گئے وہ اتنے ہی قابل ستائش تھے جتنے کہ وہ غیر معمولی تھے۔

یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس نے جو بھی کیا محض اپنے فرائض منصبی کی بہترین ادائیگی کے لیے کیا' اس نے قلم کے ذریعے پھر انہی زیادتیوں کا ارتکاب کیا جن کا ماضی میں وہ زبانی طور پر مرتکب ہوا تھا۔ اگر اس کے مقدمے کی پیروی کے لیے اسے وکیل مل گیا ہوتا تو وہ محتاط انداز میں پیروی کرتا' لیکن خود لالی یہ سمجھتا رہا کہ اتنا ہی کافی ہے کہ وہ بے گناہ ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اس نے ڈی بسی کو ایک سوال کا جواب دینے پر مجبور کیا' جو کہ اتنا ہی باعث شرم و تکلیف دہ تھا جتنا کہ وہ اچھی طرح تحریر ہوا تھا۔ ہر غیر جانبدار شخص کاؤنٹ لالی اور ڈی بسی جیسے دلیر اور آزمودہ افسروں کو جنہوں نے سینکڑوں بار اپنی زندگیاں خطرے میں ڈالی تھیں' ایک دوسرے پر بزدلی کے الزامات لگاتے دیکھ کر افسوس محسوس کر رہا تھا۔ اپنی یادداشتوں میں اپنے دشمنوں کی تحقیر کے ذریعے لالی نے بے حد مصیبتیں مول لے لیں۔ یہ بالکل ایسے ہی تھا جیسے اکیلا شخص پوری فوج کے خلاف لڑے' اس کی شکست یقینی تھی۔ ایک پورے شہر کی گواہی لازماً جج پر اثر انداز ہوتی ہے چاہے وہ جتنا ہی محتاط اور چوکنا کیوں نہ ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھارہواں باب

لالی کے خلاف مقدمے کا اختتام

لالی کی موت

مقدر کے کھیل کچھ ایسے ہیں کہ المناک واقعات ہمیشہ مضحکہ خیز واقعات کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتے ہیں' یا پھر ایسا شاید صرف فرانس ہی میں ہوتا ہو۔ بہرحال یہ واقعتاً نہایت مضحکہ خیز تھا کہ ایسے امن پسند لوگ جنہوں نے شاید کبھی تفریح کے علاوہ پیرس سے باہر قدم بھی نہ رکھا تھا' عدالت کے ایک کلرک کی مدد سے جرنیلوں سے ان کے زمینی اور سمندری معرکوں کے بارے میں باز پرس کر رہے تھے۔

پانڈیچری کی تاجروں کی کونسل کے ارکان' پیرس میں رہنے والے حصہ دار' انڈیا کمپنی کے ڈائریکٹر' ملازمین' کلرک' ان کی بیویاں اور رشتہ دار ججوں اور ان کے دوستوں کے آگے فوج کے ایسے کمانڈر کی شکایت کر رہے تھے جس کی فوج بمشکل ایک ہزار افراد پر مشتمل تھی' اور ایک ایسے بحری بیڑے کے کمانڈر کے خلاف جس کے بیڑے میں شاہ فرانس کی بحریہ کا صرف ایک جہاز تھا' جنگیں ہاری گئی تھیں کیونکہ جنرل غدار تھا اور ایڈمرل بجائے چوتھی بحری جنگ لڑنے کے' اپنی کشتی مرمت کرانے گیا ہوا تھا۔ ترچناپلی' وانڈی واش اور چیتو پیت جیسے ناموں کا ذکر ہوا۔ Grand Chamber کے کونسلروں نے ناکارہ نقشے بنائے تھے جن میں ان شہروں کو نہیں دکھایا گیا تھا۔

لالی پر الزام لگایا گیا کہ مدراس جانے سے پہلے اس نے چیتو پیت نامی قصبے پر قبضہ کیوں نہ کیا۔ اگر فرانس کے سارے مارشل مل کر بھی اتنی دوری سے یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کرتے کہ آیا چیتو پیت پر قبضہ ضروری تھا یا نہیں' تو بھی ممکن نہ تھا کہ وہ سٹے پر پاتے۔ اس کے باوجود یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال گرینڈ چیمبر کے سامنے اٹھایا گیا۔ الزامات اس قدر پیچیدہ تھے کہ عین ممکن تھا کہ پیرس کا رہنے والا جج اجنبی ناموں کی وجہ سے شہر کو انسان اور انسان کو شہر سمجھنے کا مغالطہ کرے۔

زمین کا جنرل بحری جنرل کو مہمات کی ناکامی کی بنیادی وجہ ثابت کر رہا تھا تو پانڈیچری کی تمام کونسل اسے تمام ناکامیوں کا ذمہ دار ٹھہرا رہی تھی۔

ایک سکوارڈرن لیڈر کو شنوائی کے لیے طلب کیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس نے کیوں راس (cape) کو آلمپر وے Alamparve اور کودالور Kudalur کے درمیان دکھانے کی بجائے جنوب میں دکھایا تھا۔ یہ نام ایسے تھے جو پیرس کے شہریوں نے پہلے کبھی نہ سُنے تھے۔

لالی پر لگائے جانے والے الزامات کچھ یوں تھے:

اس نے کودالور کے محاصرے سے پہلے سینٹ ڈیوڈ کا محاصرہ کیوں نہ کیا' کیوں مدراس کی طرف فوری کوچ نہ کیا' کیوں چرنگن کی چوکی خالی نہ کی' کیوں تین سو سیاہ فام یا سفید فام سپاہی بطور کمک ماسولی پٹم روانہ نہ کیے' (بیک وقت دو الزام کہ) کیوں پانڈیچری میں ہتھیار پھینکے اور کیوں ہتھیار نہ پھینکے؟ ☆

ایک سوال یہ اٹھایا گیا کہ کیا Soupire نے' جو کہ کیمپ کا مارشل تھا' کانشی درم ہار دینے کے بعد فوجی نوکری جاری رکھی یا نہیں؟۔ یہ سچ ہے کہ لالی سے سوالات کرتے وقت انہوں نے اقرار کیا تھا کہ چونکہ یہ فوجی معاملات ہیں لہٰذا وہ ان پر زیادہ اصرار نہ کریں گے۔ لیکن اس چیز نے انہیں اس بات سے نہ روکا کہ وہ ان سے حاصل کردہ نتائج کے ذریعے اس پر الزامات لگائیں۔ ان الزامات کے علاوہ اس کی نجی زندگی کے حوالے سے بھی سوالات اٹھائے گئے۔ اس پر

☆ مارشل کائٹ Keit نے روس کی ملکہ سے کہا

''مادام' اگر آپ ایک نمک حرام اور بزدل جنرل کو جرمنی بھیجیں' تو آپ اسے پھانسی لگا سکتی ہیں جب وہ جنگ ہار کر آئے' لیکن اگر وہ محض نااہل ہو تو پھر آپ کے حق میں بُرا ہوگا۔ آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ نے اسے چُنا کیوں' یہ تو آپ کا قصور تھا' اس نے وہ کیا جو وہ کر سکتا تھا' اور آپ کو اس کا شکریہ ادا کرنا پڑے گا۔''

ان شکایات کے ساتھ زیادہ سنجیدہ الزامات بھی شامل تھے۔ سب سے سنگین الزام یہ تھا کہ اس نے پانڈیچری انگریزوں کے ہاتھ بیچ دیا تھا اور رشوت کے طور پر انہوں نے کہا کہ نا کہ بندی کے دوران اس نے بظاہر کسی وجہ کے بغیر چند گولے فائر کروائے تھے اور یہ کہ رات کو گشت کے دوران (اس کے حکم سے) ڈھول بجائے جاتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزام لگایا گیا کہ اس نے پانڈیچری کونسل کے ایک رکن کو جھاڑ پلائی تھی۔۔اور یہ کہ ایک دوسرے موقع پر جب اس کونسلر نے کہا تھا کہ وہ کمپنی کی خاطر اپنا خون بھی دے سکتا ہے تو لالی نے اس سے کہا تھا

''کیا تمہارے پاس اتنا خون ہے کہ شاہ کے فوجیوں کو' جو بھوک سے مر رہے ہیں' سیاہ پُڈنگ مہیا کر دو۔''

اس پر ایک اور کونسلر کی بے عزتی کا الزام لگایا گیا۔اس پر الزام لگایا گیا کہ اس نے ایک حجام کو سزا دی جس نے استری سے ایک نیگرو لڑکی کا بازو جلا دیا تھا اور لالی نے اسی استری سے حجام کا بازو جلوایا۔اس پر کبھی کبھار شراب پی کر بہکنے کا الزام لگایا گیا۔یہ کہ کہ اس نے ایک مسیحی درویش کو گلی میں گانا گانے پر مجبور کیا۔

یہ کہ اس نے پانڈیچری کو ایک ایسے قحبہ خانے سے تشبیہہ دی تھی جہاں چند لوگ تو لڑکیوں سے مصروف اختلاط تھے جبکہ باقی انہیں کھڑکی سے باہر پھینکنا چاہتے تھے۔

یہ کہ وہ کئی بار ایسے میں مادام پگوٹ کا مہمان بنا جب وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر بھاگی ہوئی تھی۔

یہ کہ اس نے اپنے گھوڑوں کو کھانے کے لیے چاول دیئے (حالانکہ اس کے پاس گھوڑے تھے ہی نہیں)۔

یہ کہ اس نے اپنے جگر پر بننے والے چھالے کا' پھٹنے سے قبل ہی' خود علاج کیا (یعنی چھالا پھٹنے سے اس کی موت ہو جاتی تو ٹھیک تھا)

ان الزامات کی نوعیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ الزامات محض دشمنی کی پیداوار تھے۔ان الزامات میں معقولیت کی اس قدر کمی تھی اور اس قدر مبالغہ آرائی تھی کہ وہ دوسرے الزامات کی صحت کو بھی مشکوک بناتے تھے۔سیکڑوں ایسے چھوٹے موٹے مالی معاملات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اس قدر افراتفری اور ہڑبونگ مچتی ہے کہ اسے سلجھانے کے لیے تاریخ دان کی نہیں بلکہ کسی تاجر کی ضرورت پڑتی ہے۔اس کا پیش کردہ دفاع قابل قبول نظر آتا ہے اور قاری خود پڑھ سکتا ہے کہ اس کی گرفتاری کے پروانے (وارنٹ) میں خرد برد اور مالی بدعنوانی کا الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

اس پر سات مختلف عنوانات کے تحت الزام لگائے گئے اور عوامی شور و غوغا نے ان الزامات کی تعداد اور وزن میں کافی اضافہ کیا۔مقدمہ اپنی مضحکہ خیزی کے باوجود روز بروز سنجیدگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر رہا تھا اور تباہی قریب تر آ رہی تھی۔

مشہور شخص d/Aguesseau (ایگیساؤ) نے مجسٹریٹ کے روبرو 1714 میں بیان لکھواتے وقت لالی پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ تم اپنے ارادوں میں کھرے اور عادل ہو لیکن کیا تم ہمیشہ تعصب جیسی ناانصافی سے بھی بچے رہتے ہو؟ اور کیا اس طرح کی ناانصافی کو ''کردار کی خرابی'' یا، اگر ہم یہ کہنے کی جرات کریں کہ ''شریف آدمی کا جرم'' نہیں کہہ سکتے؟''

لفظ ''جرم'' بہت بھاری اور سخت ہے۔۔۔ ایک ایماندار شخص جرائم کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات بھاری غلطی کر بیٹھتا ہے۔۔ کون سی ایسی کمپنی یا شخص موجود ہے جس سے کبھی کوئی سنگین غلطی سرزد نہ ہوئی ہو۔

جج کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ ایک سخت گیر شخص تھا جو کوئی بات سننے سے پہلے ہی رائے قائم کر لیتا تھا اور خون آشام فطرت رکھتا تھا۔ اگر یہ بات واقعی سچ ہے تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ لفظ جرم ایسے حالات میں کوئی خاص سخت لفظ نہ تھا۔ وہ انصاف پسند تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ قانون کو اپنی تمام تر سختی کے ساتھ نافذ کرنا چاہتا تھا' اور پھر بعد میں پشیمان ہوتا' اس کے ہاتھ ابھی ایک (سترہ سالہ) بچے کے خون سے سُرخ تھے' اس پر ایک ایسی زیادتی کا الزام تھا' جس کی عمر گزرنے کے ساتھ خود بخود اصلاح ہو جاتی اور جس کے لیے جیل میں چھ ماہ کی قید مناسب کفارہ ہوتی۔ لیکن اسی جج کے فیصلے کی وجہ سے اسے ایک نہایت دردناک موت ملی' ایک ایسی سزا جو صرف والدین کو قتل کرنے والوں کے لیے مخصوص تھی۔۔ یہ واقعہ ایک ایسے ملک میں پیش آ رہا تھا جو مہذب سمجھا جاتا ہے' اور ایک ایسے وقت پیش آیا جبکہ دوسرے مقامات پر مذہبی تفتیش یعنی Inquisition کے جابرانہ اور وحشیانہ قوانین کو نرم کیا جا رہا تھا' اور جب دوسرے ممالک میں بربریت کے دور والے قدیم قوانین کو جدید اور مناسب بنایا جا رہا تھا۔ یورپ کے تمام حکمران اور تمام ریاستیں اس بہیمانہ عدالتی قتل پر دہشت زدہ ہو گئیں۔ خود جج بھی پشیمانی اور افسوس کا شکار ہوا لیکن پھر بھی کاؤنٹ لالی کے مقدمے میں اس کی بے رحمی میں کوئی کمی نہ آئی۔

وہ اور چند دوسرے منصفین اس بات کے قائل تھے کہ نہایت قابل معافی خطاؤں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بھی تشدد لازمی ہے' لگتا ہے وہ اس سے لذت حاصل کرتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ ہمیشہ الزام لگانے والے کا یقین کرنا چاہیے نہ کہ اس کا کہ جس پر الزام لگایا گیا ہے اور یہ کہ اگر صحت جرم سے انکار کو تسلیم کیا جائے تو پھر کسی کو بھی مجرم ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے شہنشاہ جولین (Julien) جیسے انصاف کرنے والے بادشاہ کے اس قول کو بھلا دیا تھا کہ

''اگر الزام عائد کرنا ہی کافی ہوتا تو پھر (دنیا میں) کوئی بھی بے گناہ نہ رہتا۔''

ججوں کو بار بار کاغذات کے ایک بہت بڑے انبار کو پڑھنا پڑا۔ ہزاروں متضاد رپورٹیں ان جنگی معرکوں کے بارے میں جن کی جائے وقوعہ اور ناموں کے بارے میں انہیں کچھ پتہ نہ تھا۔ ایسے حقائق ان کے سامنے تھے جس سے کوئی واضح تصور نہ بنتا تھا۔ واقعات اعتراضات اور جوابات کا ایک سلسلہ دلائل اور بحث کو الجھا رہا تھا۔ ہر ایک جج کے لیے انفرادی طور پر یہ ممکن نہ تھا کہ وہ ان تفصیلات کا تجزیہ کر سکے اور اگر ان میں سے کسی کے پاس یہ سب پڑھ لینے کا صبر و حوصلہ ہوتا تو بھی تضادات کے اس سیلاب میں سچائی کو پالینا ان کے لیے آسان نہ تھا۔ پیچیدہ مسائل میں انسان ہمیشہ منصف پر انحصار کرتا ہے۔ وہی ہماری آرا کی رہنمائی کرتا ہے' اس کا کہا حتمی ہوتا ہے' انسان کی زندگی اور موت' عزت اور وقار اسی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔

ایک اٹارنی جنرل ایسا بھی تھا جس نے تمام شواہد کا انتھک اور تفصیلی مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ ملزم کو بری کر دینا چاہیے۔ وہ سیگوار (Seguir) تھا اور اسی خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس سے چانسلر کا تعلق تھا۔ چانسلر نے خالص ادبی تحریروں Belles Letters کی وجہ سے شہرت پائی..... سیگوار ذہین شخص تھا اور جج کی نسبت زیادہ فصیح البیان تھا' البتہ اک دوسرے انداز میں..... وہ کاؤنٹ لالی کی بیگناہی کے بارے میں اتنا قائل تھا کہ اس نے ججوں کے روبرو اور تمام پیرس میں بھی اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کیا۔ مسٹر پیلاٹ (Pelot) جو کہ Grand Chamber کا سابق چانسلر تھا' ججوں میں مستعد ترین اور معقول ترین شخص تھا..... وہ سیگوار سے سو فیصد متفق تھا۔

فرانس کی پارلیمنٹ اور ان فوجی افسران کے درمیان جو ان تک بادشاہ کے احکامات لاتے، اکثر جھگڑے ہوتے رہتے جس سے ان کے درمیان تلخی کی فضا قائم ہوگئی۔ اپنے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزاحمتی رویئے کی وجہ سے فرانسیسی پارلیمنٹ ایک سے زیادہ مرتبہ توڑی گئی۔ اس مزاحمتی رویئے میں طویل تسلسل کی وجہ سے پارلیمنٹ انجانے میں فوج کے اعلیٰ عہدیداروں کی فطری دشمن بن گئی تھی۔ یہ باور کیا جاسکتا ہے فوج کے ایک اعلیٰ عہدیدار پر' جو خود حکمران رہا ہو' اپنی طاقت کے اظہار سے انہیں ایک پوشیدہ خوشی اور اطمینان ملتا ہوگا۔ اسے بے عزت کر کے پارلیمنٹ تمام کمانڈروں کو بے عزت کر رہی تھی۔

5 مئی 1766ء

جب فیصلہ سنایا گیا تو اس کا غصہ اور اس کی حیرت یکساں تھے۔ وہ آگ بگولہ ہو گیا اور ججوں پر برس پڑا جس طرح کہ وہ الزام لگانے والوں پر برستا تھا۔ جیل میں جس پرکار (Compass) کے ذریعے اس نے نقشے بنائے تھے' وہی پرکار اس نے اپنے دل کے قریب گھونپ دیا۔ زخم اتنا گہرا نہ تھا کہ اس کی موت واقع ہو جاتی۔ تختہ دار کے ذریعے موت کو اس کا مقدر بنانے کے بعد' جج کے حکم پر ایک مٹی اور کیچڑ بھری گاڑی میں ڈال کر اسے شہر کی گلیوں میں گھمایا گیا۔ اس کے منہ میں پھنسا ہوا کپڑا جو کہ اس کے ہونٹوں پر پھیل کر اس کے چہرے کو مسخ کر رہا تھا' ایک نہایت ناگوار منظر پیش کر رہا تھا۔ ایک قسم کا ظالمانہ تجسس عوام کے ایک ہجوم کو ہمیشہ ایسے تماشوں کی جانب کھینچ لاتا ہے۔ اس کے کئی ذاتی دشمن' ماتحت افسران وغیرہ اس نظارے سے لطف اندوز ہونے کے لیے آ گئے۔ اس کے منہ میں کپڑا اس لیے ٹھونس دیا گیا تھا تاکہ وہ تختہ دار پر ججوں کے خلاف نہ بول سکے اور انہیں یہ خوف بھی تھا کہ وہ لوگوں کو اپنی بے گناہی کا یقین نہ دلا دے' کیونکہ وہ اپنی بے گناہی میں یقین رکھتا تھا۔ گاڑی اور منہ میں ٹھنسے ہوئے کپڑے نے پیرس کے شہریوں کی رُوح تازہ کر دی' ایک بدنصیب کی موت سے انہیں کوئی صدمہ نہ ہوا۔

6 مئی 1766ء

فیصلے کے متن کے مطابق

''ٹاس آرتھر لالی کو سر قلم کیے جانے کی سزا دی جاتی ہے کیونکہ اس پر شاہ (فرانس) ریاست اور انڈیا کمپنی کے مفادات کو دھوکہ دینے' اختیارات کے ناجائز استعمال' جابرانہ اقدامات اور جبراً پیسہ بنانے کے الزامات ثابت ہو گئے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے پہلے بھی کسی جگہ یہ لکھا ہے کہ ''مفادات کو دھوکہ دینے'' (یا مفادات کو زک پہنچانے) کے الفاظ سے کسی طرح بھی نمک حرامی اور غداری۔۔یعنی پانڈیچری کو انگریزوں کے ہاتھ بیچنے کا الزام ثابت نہیں ہوتا۔کسی کے مفادات کو دھوکہ دینے کا مطلب بدانتظامی ہوتا ہے۔یہ بات واضح ہے کہ تمام مقدمے کے دوران کہیں پر بھی غداری یا غبن کا ذکر تک نہ ہوا۔انگریزوں کا جانی دشمن' جس نے ہمیشہ ان کے خلاف جنگ کی شہر کوان کے ہاتھ کیسے فروخت کرسکتا تھا۔مزید یہ کہ انگریز کیوں کر ایک ایسے شہر کو خریدتے جسے آسانی سے فتح کر لینے کا انہیں یقین تھا۔سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اگر لالی نے غداری کی ہوتی تو وہ اس کے ثمر سے لطف اندوز ہونے کے لیے لندن جا کر عیش بھری زندگی بسر کرتا نہ کہ پیرس میں اپنے دشمنوں کے نرغے میں آ کر موت کو گلے لگاتا۔

اختیارات کا ناجائز استعمال' جبر و زیادتی اور زبردستی پیسہ بٹورنا مبہم اور ذومعنی اصطلاحات ہیں جن کو استعمال کر کے فرانس کی کوئی بھی عدالت کسی بھی فوجی جنرل یا فرانس کے مارشل کو سزائے موت دے سکتی ہے۔ضرورت ہے واضح قوانین اور واضح ثبوت کی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ جنرل لالی نے اپنے اختیار کو بُرے طریقے سے استعمال کیا جب اس نے اپنے ماتحت افسران کو گالیاں دیں اور احتیاط' متانت اور غور وفکر کا اس میں فقدان تھا' لیکن چونکہ فرانس میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں جو کہتا ہو کہ

''فرانس کا ہر وہ جنرل یا مارشل جو بدمزاج اور گنوار ہوگا اس کے ہاتھ قلم کر دیئے جائیں گے۔''

لہٰذا کئی غیر جانبدار مشاہدین کے مطابق یہ پارلیمنٹ تھی جس نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا۔

لفظ ''خراج'' (زبردستی پیسہ بنانا) بھی ایک ایسی اصطلاح ہے کہ جس کا کوئی واضح مطلب نہیں ہے۔لالی نے کبھی پانڈیچری کے عوام یا کونسل پر دھیلے کا ٹیکس بھی عائد نہیں کیا۔اس نے تو کونسل کے خزانچی سے بطور جنرل اپنی تنخواہ تک وصول نہ کی تھی۔اس کا خیال تھا کہ وہ یہ تنخواہ پیرس میں وصول کرے گا' جو حقیقت میں اسے ملا وہ اس کی موت تھی۔

ہمارے پاس مصدقہ اطلاعات ہیں کہ لالی کی موت کے تین روز بعد ایک معزز شخص نے ججوں میں سے ایک سے پوچھا کہ وہ کون سا جرم تھا جس کی وجہ سے اسے سزائے موت دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ جج نے جواب میں کہا

''کوئی خاص جرم نہ تھا' سزائے موت اسے اس کے مجموعی طرزِ عمل کے باعث دی گئی۔''

درحقیقت ایسا ہی ہوا تھا' لیکن بلند مرتبے پر فائز کسی شخص کے کردار کی کمزوریاں' اس کے اعمال کی سولغزشیں اور بدمزاجی کے سوآثار' یہ سب مل کر بھی اسے موت کا مجرم نہیں بناتے۔ اگر اپنے جنرل کے خلاف لڑنا قانونی لحاظ سے درست ہوتا تو غالباً ان افسروں کے ہاتھوں مرنا جس کی اس نے بے عزتی کی تھی' ان افسروں کا حق بنتا تھا' نہ کہ اس انصاف کا جو نفرت اور غصے سے ناآشنا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ اس کے ماتحت افسران کبھی اس کے خلاف اتنی شدت سے الزام تراشی نہ کرتے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ الزام تراشی اسے تختہ دار تک پہنچا دے گی' اس کے برعکس وہ اس کے لیے عذر تلاش کرتے۔ فرانسیسی افسروں کا کردار ایسا ہی ہے۔

یہ فیصلہ آج بھی اتنا ہی ظالمانہ دکھائی دیتا ہے جتنا کہ روزِ اوّل شاہ فرانس نے کینیڈا میں کلرکوں کو غبن کرنے کے جرم میں سزا دینے کے لیے اس عدالت کا فیصلہ جس عدالت نے محض جرمانوں اور رقم کی واپسی کی سزائیں سنائی تھیں۔ اس عدالت کے منصف نے محسوس کیا کہ فرانس مایوسی اور شرمندگی کے جس دور سے گزر رہا ہے' وہ بدنصیب دور جب اس نے اپنی فوج' اپنے بحری جہاز' اپنا پیسہ اور تجارت' اپنی نوآبادیاں' اپنا وقار سب کھو دیا تھا' ایسے میں چند مجرموں کو جو اپنی مقروض حکومت کی طرف سے تنخواہ نہ ملنے پر خود کچھ کمانے پر مجبور تھے' پھانسی دینے سے کچھ بھی واپس نہیں آئے گا۔ ان مجرموں کے خلاف کوئی سازش کارفرما نہیں تھی۔ لیکن اس آتش شخص کے خلاف ایک مہیب اور خوں آشام سازش پل رہی تھی۔ یہ شخص بظاہر اجنبی' تخیلاتی' بدمزاج' حاسد اور دوسروں کی طرح خودغرض دکھائی دیتا تھا' لیکن اس سب کے باوجود وہ چور نہ تھا بلکہ ایک دلیر شخص تھا' ریاست کا وفادار تھا اور بیگناہ تھا۔ نفرت کو رحم میں بدلنے کے لیے وقت درکار تھا۔ حالات کا دھارا چند ماہ بعد لالی کے حق میں پلٹا جب رحم اور عدل نے لوگوں کے دلوں میں دوبارہ گھر کیا' لیکن اس وقت تک انتقام کی آگ لالی کو ختم کر چکی تھی۔

وہ چیز جو لالی کے دوبارہ عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کی ایک اہم وجہ بنی یہ حقیقت تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی پوشیدہ دولت تلاش کرنے کی ایک زبردست مہم شروع ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواس طرح ناکام ہوئی کہ تلاش بسیار کے باوجود وہ لوگ اس کے پاس بہت قلیل سرمائے کے علاوہ کچھ نہ پا سکے۔ فیصلے میں کہا گیا تھا کہ اس کی دولت میں سے ایک لاکھ کراؤن ضبط کرنے کے بعد باقی رقم پانڈیچری کے غریب لوگوں میں تقسیم کی جائے۔ اس کی جمع پونجی میں اتنی رقم موجود ہی نہ تھی جو لوگ واقعی غریب ثابت ہوئے وہ اس کے ورثا تھے۔ بادشاہ نے ان کے لیے چند مراعات کا اعلان کیا لیکن یہ مراعات اس بدنصیب خاندان کے دکھوں کا مداوا نہ کر سکیں۔ انہوں نے بادشاہ سے اس مہربانی کی درخواست کی کہ لالی کے مقدمے کی دوبارہ سے سماعت کی جائے۔ پہلی بار سماعت کرنے والی پارلیمنٹ ختم ہو چکی تھی' لہٰذا درخواست کی گئی کہ دوبارہ سماعت نئی پارلیمنٹ کرے' یا پھر ایک نئی جنگی کونسل ترتیب دی جائے جو کہ مجسٹریٹوں کی مدد سے اس مقدمے کی پھر سے سماعت کرے۔

عاقل اور رحم دل لوگوں نے بتدریج اس بات کا احساس کیا کہ لالی کی سزائے موت ان قتلوں میں سے ایک قتل تھا جو کہ انصاف کی تلوار کے ذریعے کیے جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا مہذب ملک موجود نہیں جہاں پر بعض اوقات وہ قوانین کہ جو بے گناہوں کی حفاظت کے لیے بنائے گئے تھے' بے گناہوں کو دبانے کے لیے استعمال نہ کیے گئے ہوں۔ یہ بدقسمتی فطرت انسانی میں مضمر ہے' فطرت انسانی جو کہ کمزور' جذباتی اور ترحم پسند ہے۔ Templers کی موت کے بعد سے اب تک کوئی ایسی صدی نہیں گزری جب فرانس کے منصفین نے ایسی خونخوار اور تباہ کن غلطیاں نہ کی ہوں۔ بعض اوقات کوئی بیہودہ اور وحشیانہ قانون ایسی قانونی برائیوں کا باعث بنا' تو بعض اوقات ایک اچھے قانون کی غلط تعبیر اس چیز کا باعث بنی۔☆

☆ ۱۔ d'Ancre کی شہزادی پر مقدمہ بنایا گیا کہ اس نے چاند کو خوش کرنے کے لیے سفید مرغ کی قربانی دی تھی لہٰذا اسے جادوگرنی قرار دے کر زندہ جلا دیا گیا۔

۲۔ پادری Ganfredy کے خلاف ثابت کیا گیا کہ وہ اکثر شیطان کے ساتھ ملاقاتیں کرتا ہے۔

۳۔ Vanini کے گھر میں ایک بڑا مینڈک پایا گیا' لہٰذا اسے جادوگر اور ملحد قرار دے دیا گیا۔

۴۔ پرانی پارلیمنٹ نے قانون پاس کیا کہ کسی شخص کو ارسطو کے خلاف کچھ لکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایسا کرنے والے کو قید بامشقت دی جائے گی۔

ہم یہاں ایک بار پھر یہ بات دہراتے ہیں کہ بلند مرتبہ لوگوں کو دی جانے والی سزاؤں کو کچھ عرصہ کے لیے موخر کر دیا جاتا تو پھر کبھی ان پر عمل درآمد کی نوبت نہ آتی۔ وجہ یہ ہے کہ طیش کے عالم میں انسانی فطرت ظالمانہ ہو جاتی ہے اور غصہ سرد ہونے پر رحم کے جذبات واپس اپنی جگہ لے لیتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انیسواں باب

ہندوستان میں فرانسیسی کمپنی کی تباہی

لالی کی موت سے انڈیا کمپنی کا احیانہ ہوا' یہ محض ایک بیکار اور ظالمانہ فعل ثابت ہوا۔ اگر اس قسم کے ضروری اقدامات لیے جانے کو المناک مانا جائے تو ہمیں ان اقدامات سے کسی قدر دوری اختیار کرنی چاہیے جنہیں جان کر ہمارے پڑوسی کہیں کہ

''یہ قوم جو کبھی فراخ دل اور طاقتور تھی' اب صرف خطرناک ہے' ان لوگوں کے لیے جو اس کی خدمت کرتے ہیں۔''

مزید برآں' یہ مسئلہ پیرس کی عدالت' جہاز رانی والے صوبوں' ایجنٹوں اور وزراء کے لیے دردِ سر بنا رہا' کہ وہ اس دو منہ والی لاش (کمپنی) کا کیا کریں' اس کی حمایت کریں یا اس سے لاتعلق ہو جائیں۔ اس (کمپنی) نے تجارت اور جنگ دونوں کو یکساں نقصان پہنچایا تھا اور اب اس کے ممبران روزانہ تبدیل ہوتے رہتے تھے۔ وہ وزراجن کا خیال تھا کہ کمپنی کی اجارہ داری ختم کر دی جائے' نے Morelet نامی ایک شخص کو بھرتی کیا کہ وہ ان کا نقطہ نظر بیان کرنے کے لیے لکھے۔ وہ سوربون یونیورسٹی کا ایک Ph.D ڈاکٹر تھا' لیکن ایسے لائق' ذہین اور منظّم شخص کی اصل جگہ سرکار میں تھی نہ کہ یونیورسٹی میں۔ اس نے ثابت کیا کہ کمپنی کی موجودہ حالت کے پیشِ نظر یہ ممکن نہ تھا کہ انہیں وہ مراعات اپنے پاس رکھنے دی جائیں جو دراصل ان کی تباہی کا باعث بنیں۔

وہ یہ بھی ثابت کرنا چاہتا تھا کہ یہ اجارہ داری انہیں سرے سے دی ہی نہ جانی چاہیے تھی۔ اس بات کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ فرانسیسی لوگوں اور فرانسیسی حکومت کے کردار میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو انہیں بڑے پیمانے پر کامیاب Associations یعنی مشترکہ ادارے نہیں بنانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی' کیونکہ انگریزی' ولندیزی' حتیٰ کہ ڈنمارک کی کمپنیوں نے بھی اس خصوصی رعایت سے بہت خوشحالی حاصل کی ہے۔ یہ ثابت کیا گیا کہ 1725ء سے 1769ء کے دوران وزرا نے انڈیا کمپنی کو شاہ اور ریاست کے خرچ پر' تین سو چھہتر 376 ملین کی رقم فراہم کی اور حصہ داروں کو ایک بار بھی منافع کی ادائیگی نہ ہوئی۔

نتیجتاً اس کمپنی کو' جس نے بڑی بڑی امیدوں کو جنم دیا تھا' دفنا دیا گیا۔ اس کمپنی کو کارڈ نیل رچلو کی توجہ کامیابی نہ دلا سکی۔ نہ ہی لوئی چہاردہم کی فراخدلی' نہ ہی آرلینز کے ڈیوک اور نہ ہی لوئی پانزدہم کی وسعت قلبی۔ اسے دوبارہ زندہ کرنے کے لیے سو ملین درکار تھے پھر بھی ساتھ میں یہ خوف رہتا کہ کمپنی یہ پیسہ بھی نہ ڈبو دے۔ حصہ داروں اور سرمایہ کاروں کو تمباکو کی تجارت سے ادائیگی جاری تھی۔ ایسے میں اگر تمباکو کے استعمال کا فیشن ختم ہو جاتا تو دیوالیہ لازمی تھا۔

انگلش کمپنی بہتر انتظام کے ساتھ' بہتر مدد کے ساتھ جو اسے اس کا سمندروں پر حکمرانی کرنے والا بحری بیڑہ فراہم کرتا ہے اور حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار' اپنی طاقت اور شان وشوکت کے عروج پر تھی (ہوسکتا ہے یہ شان وشوکت عارضی ہو)۔ اس کمپنی کے بھی اپنے حصہ داروں اور حکومت کے ساتھ تنازعات ہیں لیکن یہ فاتحین کے مال غنیمت کی تقسیم کے لیے ہونے والے تنازعات ہیں۔ فرانسیسی کمپنی کے جھگڑے مفتوحین کے جھگڑے تھے' مفتوحین کی شکایتیں اور چیخ و پکار' اپنے اردگرد پھیلی ہوئی تباہی کے درمیان کھڑے وہ ایک دوسرے کو اپنی بدنصیبی کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے۔

انگلش پارلیمنٹ نے لارڈ کلائیو اور اس کے افسروں سے فتوحات کے دوران حاصل کی گئی بے بہا دولت ضبط کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہر چیز ریاست کی ملکیت ہونی چاہیے نہ کہ افراد کی' یہی بات پیرس کی پارلیمنٹ نے بھی کی تھی۔ لیکن ان دونوں کے درمیان بہت فرق تھا' حالانکہ دونوں کا نام ایک تھا۔ ایک پارلیمنٹ تمام قوم کی ترجمان تھی جبکہ دوسری (فرانسیسی) پارلیمنٹ محض ایک عدالتی ٹریبونل تھا جس کا کام بادشاہ کے احکامات کی تعمیل اور اندراج تھا۔ 24 مئی 1773ء کو انگریزی پارلیمنٹ نے فیصلہ دیا۔

> ''لارڈ کلائیو اور اس کے دلیر افسروں کو ہندوستان میں شاندار کارنامے انجام دینے کا جو جائز صلہ ملا تھا' لندن میں اس کی (ضبطی) کا مطالبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرمناک ہے۔ کہ یہ اقدام اتنا ہی غیر منصفانہ ہوگا جتنا ایڈمرل آنسن کو بطور فاتح دنیا کا چکر لگانے پر سزا دینا' اور آخر امر یہ کہ لوگوں کو اپنے وطن کی خدمت کرنے کی حوصلہ افزائی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انہیں خود اپنی خدمت کا موقع بھی دیا جائے۔''

پس انگریز کلائیو اور آئرش کی تقدیروں میں بہت فرق تھا' لیکن ایک فاتح تھا دوسرا مفتوح' ایک نے خود سے محبت کروائی' دوسرے نے خود سے نفرت کروائی۔

صرف وقت ہی آنے والی نسلوں کو بتا سکتا ہے کہ انگلش کمپنی کا کیا بنے گا' کیا وہ بنگال اور کورومنڈل کے ساحل پر اپنی حکمرانی قائم کرے گی' جس طرح ولندیزیوں نے باٹویا میں کیا' یا پھر مرہٹے اور پٹھان ان کے لیے بہت جنگجو ثابت ہوں گے' اور چھا جائیں گے' آیا انگلینڈ ہندوستان پر غالب آ جائے گا جس طرح وہ شمالی امریکہ پر غالب آیا ہے۔ اس وقت تو ہم محض اتنا جانتے ہیں کہ دنیا میں سب کچھ بدلتا رہتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

والنٹیئر اٹھارھویں صدی کے یورپ کا ضمیر تھا، جیسے ہمارے یہاں بُلھے شاہ۔ دونوں جاں سے گزر گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی جگہ

گور پیا کوئی ہور

جدید اردو فکشن اور ادب وفن کو صنفی تناظر میں دیکھنے والی نوجوان نقاد اور مصنفہ والتیئر کی اس گمنام تحریر کو سامنے لانے سے قبل فرانسیسی اور اردو ادب کے اشتراک سے اپنا مطالعہ ''اردو اور فرانسیسی ادب کے باہمی روابط'' گزشتہ برس شائع کر چکی ہیں۔ موجودہ کتاب ان کے اسی کام کا تسلسل ہے۔ والتیئر کو دیکھنے کے لئے مرتّبہ نے اپنی تیسری آنکھ وا کی ہے اسی لیے وہ اپنے ابتدائیہ میں بعض ایسی باتیں لکھ پائیں جو نہ صرف ہندوستان کی اٹھارہویں صدی بلکہ موجودہ اکیسویں صدی کا بھی رجز بن گئی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ والتیئر پر کام کرتے ہوئے وہ بلھے شاہ کو گنگنا رہی تھیں۔ اور اگر ہم اس میں ایک تیسری آواز، فیض کی آواز کو بھی شامل کرلیں تو گیت کا آہنگ اور بھی تیز ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ہم اس سال فیض کی صد سالہ تقریبات منا رہے ہیں۔ ایسے موقع پر اس کتاب کی اشاعت والتیئر کو ہمارے دلوں سے اور بھی قریب لے آتی ہے، نہ صرف قریب لے آتی ہے بلکہ تین صدیوں کو ایک جدلیاتی تسلسل میں دیکھنے کی توفیق بھی عطا کرتی ہے۔

والتیئر نے ہندوستان کے بارے میں اس کتاب کا اختتام کرتے ہوئے اپنے آخری فقرے میں کہا تھا کہ دنیا میں سب کچھ بدلتا رہتا ہے۔ شاید اسی لئے مرّتبہ اپنی پہلی کتاب میں بجا طور پر لکھتی ہیں کہ کسی بھی ادب پارے کو سیاست اور معاشرے سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا اور یہی وجہ ہے کہ زیرِ نظر کتاب میں وہ والتیئر کو انقلابِ فرانس کی آہٹ قرار دیتی ہیں۔ سانجھ پبلیکیشنز ان کی اس کاوش کو فخر کے طور پر سامنے لا رہا ہے۔

954 ح 258 ا
27660-EU-64
2010

NS
دوسری منزل، مفتی بلڈ...
فون: 42-37355323
ای میل: sanjhpk@yahoo.com, sanjhpks@gmail.com
ویب سائٹ: www.sanjhpublications.com
برانچ: بک سٹریٹ 46/2 مزنگ روڈ، لاہور
ISBN. 978-969-593-05-1
9789695930151
Rs. 200